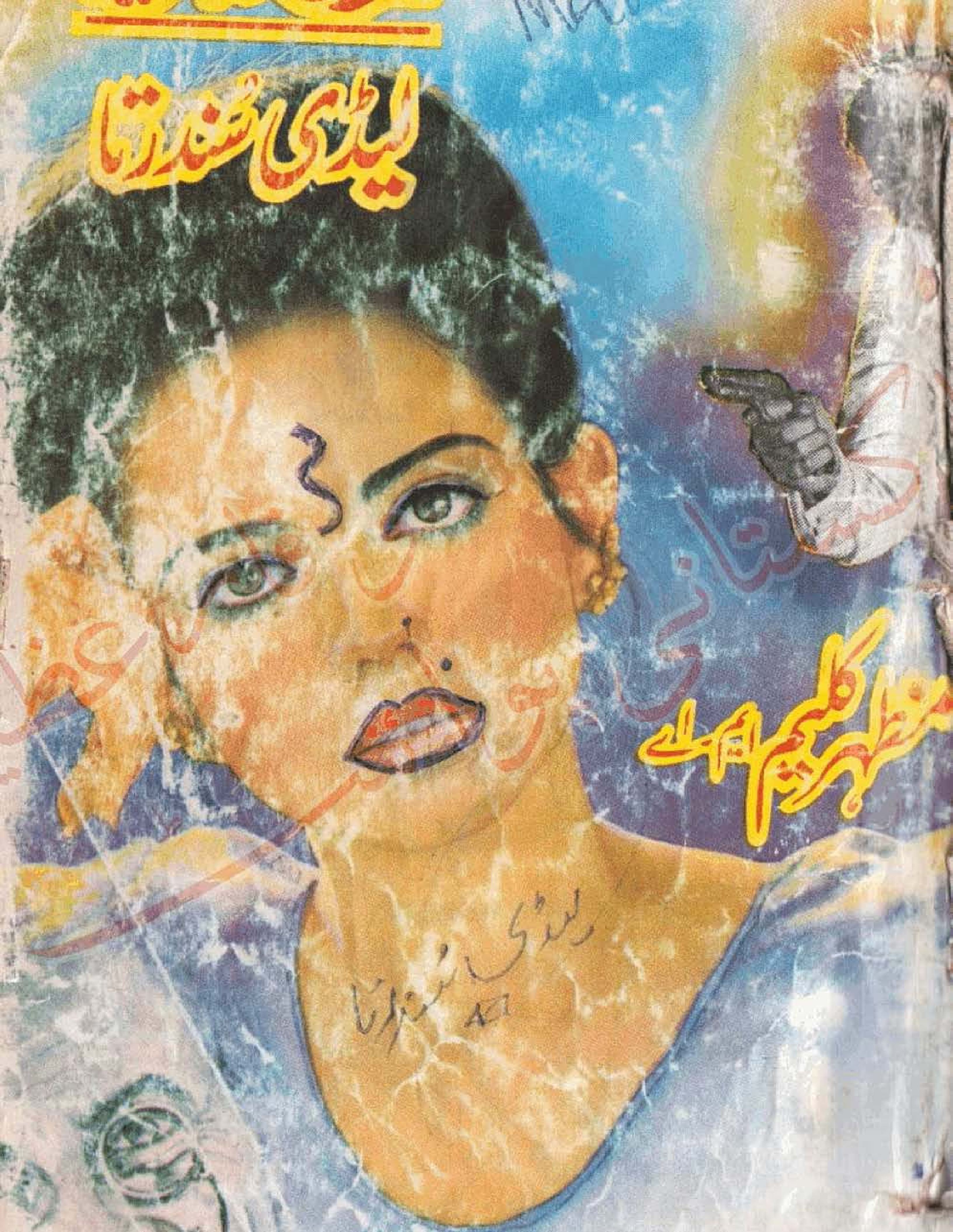

لیڈی شندرتا
مظہر کلیم ایم اے

آپ کو ہر وہ انداز ملے گا۔ جس کی آپ نے ہمیشہ فرمائش کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کہانی جاسوسی ادب میں ایک یادگار اضافہ ثابت ہو گی۔

آپ کی آرا کا انتظار رہے گا۔

والسلام

مظہر کلیم۔ ایم۔ اے

عمران نے میز پر پڑا ہوا آج کا اخبار اٹھایا۔ اور اس کی نظریں تیزی سے بڑی بڑی سرخیوں پر پھیلنے لگیں۔ اس کی عادت تھی کہ وہ صرف سرخیاں پڑھا کرتا تھا — اور سرخیاں پڑھتے ہی اُسے خبروں کا متن خود بخود معلوم ہو جاتا تھا۔ البتہ اگر کوئی دلچسپ خبر نظر آجائے تو پھر وہ اُسے پوری تفصیل سے پڑھ لیتا تھا۔ سلیمان نے ابھی ناشتہ نہ لگایا تھا — اس لئے عمران نے اس دوران اخبار کی ورق گردانی کو غنیمت سمجھا تھا۔ سرخیوں سے اس کی نظریں پھسلتے پھسلتے اچانک ایک دو کالمی خبر پر رک گئیں۔ اس کے ہونٹ سیٹی بجانے والے انداز میں سکڑ گئے — یہ خبر ملک شری ٹنکا کے ایک سائنسدان کے اغوا کے بارے میں تھی۔ خبر کے مطابق پاکیشیا میں ہونے والی ایک بین الاقوامی سائنس کانفرنس میں شرکت کے لئے شری ٹنکا سے بین الاقوامی شہرت کے مالک سائنسدان راجیش بالمور ادو روز قبل

پاکیشیا پہنچے تھے۔ لیکن یہاں پہنچتے ہی انہیں انتہائی پر اسرار طریقے سے اغوا کر لیا گیا۔ اور آج تک پھر ان کے متعلق کوئی خبر نہ مل سکی۔ خبر میں بالمورا کے اغوا کی پوری تفصیل دی گئی تھی ——— اور اس کے بعد انٹیلی جنس اور پولیس کی تحقیقات کے متعلق بھی کہا گیا تھا کہ وہ بھی تفتیش کر رہی ہیں۔ لیکن ابھی تک سائنسدان کا کوئی سراغ نہ مل سکا اور نہ ہی کسی تنظیم نے ان کے اغوا کی ذمہ داری قبول کی تھی ——— البتہ رپورٹر نے یہ خدشہ ظاہر کیا تھا کہ سائنسدان بالمورا کے اغوا کے سلسلے میں یہ خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اُسے شری ٹنکا کی ایک علیحدگی پسند تحریک سالومن نے اغوا کیا ہو گا ——— کیونکہ سالومن شری ٹنکا میں کئی بار سائنسدان کو پہلے بھی اغوا کرنے کی کوشش کر چکی ہے۔ رپورٹر کے مطابق سائنس دان بالمورا ——— ایک جدید قسم کے دفاعی ہتھیار کے موجب تھے ——— اور وہ آج کل جس فارمولے پر کام کر رہے تھے۔ اگر وہ فارمولا سالومن تحریک کے ہتھے چڑھ جاتے اور وہ اپنی خفیہ لیبارٹریوں میں یہ ہتھیار تیار کر لیں۔ جو کہ ایک نئی ساخت کی رائفل تھی۔ جسے بالمورا رائفل کا نام دیا گیا تھا۔ تو حکومت شری ٹنکا کے لئے خاصی پریشانیاں پیدا ہو سکتی تھیں۔

"کمال ہے۔ اب رائفل بھی جدید دفاعی ہتھیاروں میں شمار ہونے لگ گئی ہے۔ پھر قدیم دفاعی ہتھیار تو تیر کمان ہی رہ جاتے ہیں" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس کا ہاتھ تیزی سے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اخبار میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر سر سلطان

کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چونکہ ابھی دفتر کا وقت نہ ہوا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ اپنی کوٹھی پر ہی ہوں گے۔

"یس ——— سلطان سپیکنگ" ——— چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"نو عمران سپیکنگ" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران تم ——— اس وقت فون کرنے کا کیسے خیال آگیا" سر سلطان نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوری ——— میں دراصل فون پہلے کرتا ہوں خیال بعد میں مجھے آتا ہے۔ یہ بتائیں آپ نے ناشتہ کر لیا ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"نہیں ——— بس تھوڑی دیر میں کروں گا ——— خیریت ہے" سر سلطان نے حیران ہو کر پوچھا۔

"آپ کو کیسے یقین ہے کہ تھوڑی دیر بعد واقعی آپ ناشتہ کریں گے۔ میں ایک گھنٹے سے اس تھوڑی دیر کے چکر میں بیٹھا ہوا ہوں" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ ——— میرا خیال ہے پھر سلیمان سے جھگڑا ہو گیا ہو گا۔ ویسے عمران ایک بات ہے۔ سلیمان بہت اچھا باورچی ہے" سر سلطان نے شاید اُسے چڑانے کے لئے سلیمان کی تعریف شروع کر دی۔

"بس آپ کی انہی تعریفوں نے تو اُسے سر چڑھا دیا ہے۔ اب

وہ کہتا ہے کہ میں ککنگ اسکول کھول رہا ہوں۔ جس میں سب سے پہلے
داخلہ باورچیوں کے مالکوں کا ہوگا۔ یعنی میرا اور آپ کا۔ تاکہ مالکوں
کو پتہ لگ سکے کہ ککنگ بھی کوچوانی کی طرح دریائی علم ہے —— ندی
نالے والا نہیں —— عمران نے کہا۔ اور جواب میں سر سلطان
بے اختیار ہنس پڑے۔

" اچھا اب مسئلہ کیا ہے۔ ناشتہ کرنا ہے تو میرے پاس
آجاؤ —— سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

" آپ کے پاس ناشتہ۔ لاحول و لا۔ دو توس ایک پیالی چائے۔
یہ ناشتہ ہوتا ہے۔ جناب جب تک دو پراٹھے۔ دو انڈوں کا آملیٹ
ایک پاؤ بھنا ہوا قیمہ۔ آدھا پاؤ مکھن۔ ایک پاؤ کلیجی —— دو جگ لسی
اور ایک کیتلی چائے کی نہ ملے۔ ناشتہ ہو ہی نہیں سکتا" —— عمران
نے ناشتے کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ایسا ناشتہ تو کوئی پہلوان ہی کر سکتا ہے۔ اور اگر یہ ناشتہ
ہے تو پھر دوپہر کے کھانے میں تو پورا بکرا روسٹ ہونا چاہیئے"
سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اور شام کے کھانے میں اونٹ مسلم۔ جوانوں کے کھانے تو
ایسے ہی ہوتے ہیں سر سلطان صاحب —— آپ کی طرح سوکھی
روٹی۔ دو توس۔ شوربے کی ایک پیالی۔ اور دوپہر کا کھانا ختم۔
رات کو ایک گلاس دودھ بغیر بالائی کے۔ اور ڈنر مکمل۔ اسی لئے
تو آپ تیزی سے بوڑھے ہوتے جا رہے ہیں۔ جو کھاتا نہیں اُسے
بھوک کھا جاتی ہے" —— عمران کی زبان چل پڑی اور سر سلطان

جواب میں صرف ہنستے ہی رہے۔

" ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ سلیمان اچھا
باورچی ہے۔ کہ تم جیسے جوان کو بھگتا رہا ہے۔ اچھا اب مجھے اجازت
میرا ناشتہ میز پر لگنا شروع ہو گیا ہے" —— سر سلطان نے
جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔

" میز پر —— جناب خواہ مخواہ آپ میز کی توہین کر رہے ہیں۔ آپ
کا ناشتہ تو سٹول پر لگنا چاہیئے۔ ایک پیالی چائے اور دو توس جگہ ہی
کتنی گھیرتے ہیں" —— عمران نے کہا۔
اور سر سلطان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

" لیکن جیسا ناشتہ تم بتا رہے ہو۔ اس کے لئے تو ڈائننگ ٹیبل
بھی کم پڑ جائے گی۔ بہر حال فون کرنے کا کوئی مقصد ہو تو بتاؤ۔ مجھے
دفتر بھی جانا ہے" —— سر سلطان نے کہا۔

" مقصد تو ناشتہ ہی تھا۔ اخبار میں چاٹ چکا۔ لیکن میز خالی۔
میں نے سوچا چلو فون کر کے ہی وقت گزارا جائے۔ ناشتہ نہ سہی
ناشتے کی باتیں ہی سہی —— ارے ہاں —— سر سلطان صاحب۔
آج کے اخبار میں سری لنکا کے کسی سائنسدان کے اغوا کی خبر چھپی
ہوئی تھی" —— عمران اپنے اصل مقصد پر آ ہی گیا۔

" اوہ —— اب سمجھا تمہارے فون کا مقصد۔ مجھے اس کی رپورٹ
مل چکی ہے۔ چونکہ یہ کیس ہماری لائن کا نہ تھا۔ اس لئے سر رحمان
کے محکمے کو ٹرانسفر کر دیا گیا ہے —— ایک پرائیویٹ تنظیم کانفرنس
کرا رہی تھی۔ اور وہ سائنسدان بھی پرائیویٹ طور پر آیا تھا۔ ویسے اگر

تم چاہو تو اپنے طور پر فیاض کی مدد کر دینا" ـــــــ سر سلطان نے جواب دیا۔

"مدد اور فیاض جیسے کٹھور آدمی کی۔ مجھے ناشتہ نہیں مل رہا۔ اس نے کبھی مڑ کر بھی نہیں پوچھا اور میں اس کی مدد کرتا پھروں یعنی تو کون میں خواہ مخواہ"ــــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری مرضی ـــ اچھا گڈ بائی"ـــــ سر سلطان نے جان چھڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ذرا ناشتہ۔ اور تو ٹھنڈا ہو جاتا۔ جلدی بند کر گئے"ـــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ٹھنڈا ـــ یعنی میں دو گھنٹوں سے آگ میں سر کھپا رہا ہوں۔ اور آپ اسے ٹھنڈا ناشتہ کہہ رہے ہیں"ـــ اُسی لمحے سلیمان کی غصیلی آواز سنائی دی۔ وہ ناشتے کی ٹرالی دھکیلتا کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔

"ارے ارے ـــ میں اپنے ناشتے کی بات نہ کر رہا تھا۔ یہ تو تمہارے مزاج کی طرح گرم ہو گا۔ میں تو سر سلطان کا ناشتہ ٹھنڈا کر رہا تھا۔ بزرگ کہتے ہیں ٹھنڈا کر کے کھانا چاہیئے۔ گرم گرم کھانے سے منہ جل جاتا ہے ـــ اور جس کا منہ جل جائے۔ وہ بھلا کسی کو منہ کیا دکھائے گا۔ اگر دکھائے گا بھی تو جلا ہوا۔ اور جلا ہوا منہ دیکھتے ہی لڑکی والے بُرا سا منہ بنا کر منہ موڑ لیتے ہیں۔ اور تم جیسے منہ جلے بس منہ ہی دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ انہیں کبھی شادی کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہوتا"ـــ عمران نے باقاعدہ منہ کی

گردان شروع کر دی۔

"اب آپ کی عمر نہیں رہی شادی کی۔ بوڑھے منہ مہاسے منہ دھو رکھیئے"ـــ جواب میں سلیمان بھی محاورے سنانے پر تل گیا۔ وہ ساتھ ساتھ ناشتے کے برتن بھی میز پر رکھ رہا تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یہ کون آ گیا صبح صبح منہ اٹھائے"ـــ سلیمان نے جلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پوچھ لینا منہ دھو کر بھی آیا ہے یا نہیں"ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ناشتے میں مصروف ہو گیا۔

سلیمان تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ کال بیل بار بار بجائی جا رہی تھی۔

"کیا مصیبت ہے منہ اندھیرے آ جاتے ہیں"ـــ سلیمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور دروازے کی چٹخنی کھول دی۔

"جج ـ جج ـــ جی فرمایئے"ـــ سلیمان کا لہجہ یک لخت میٹھا اور سریلا ہو گیا تو عمران چونک پڑا۔ کیونکہ سلیمان ایسا لہجہ صرف صنف نازک کے لئے ہی استعمال کرتا تھا۔

"فرمائیں گے بھی تو کسی ڈھنگ کے آدمی سے فرمائیں گے" ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

اور دوسرے لمحے دروازے پر ایک نوجوان اور دلکش لڑکی سرخ رنگ کا سکرٹ پہنے کھڑی نظر آئی۔ گو اس کا رنگ سانولا تھا۔

لیکن اس سانولے رنگ میں بھی غضب کی دلکشی تھی۔

"اوہ تو ناشتہ ہو رہا ہے۔ واہ یعنی ہم بالکل صحیح وقت پر پہنچے ہیں ــــ ویری گڈ ــــ ویری گڈ" ــــ لڑکی نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھ آئی۔ اس کے پیچھے ایک لمبے کا لیکن انتہائی دبلا پتلا آدمی بھی ساتھ ہی اندر آ گیا ــــ وہ اتنا سوکھا ہوا تھا کہ یوں لگتا تھا جیسے بانس کو سوٹ پہنا دیا گیا ہو۔ چہرہ بھی کسی آم کی سوکھی ہوئی گٹھلی جیسا تھا۔ اس کے ہاتھ میں دو بڑے بڑے سفری بیگ تھے۔

"آؤ آؤ جیگر۔ تم بھی ناشتے میں شامل ہو جاؤ" ــــ لڑکی نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں اس سوکھے سڑے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور خود وہ کرسی گھسیٹ کر میز کے سامنے بیٹھ گئی۔

عمران بڑے حیرت بھرے انداز میں لڑکی اور اس کے ساتھی کو دیکھ رہا تھا۔ دونوں کو وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ لیکن لڑکی اس طرح بے تکلف تھی جیسے عمران کی صدیوں سے واقف ہو۔

"سوری لیڈی صاحبہ ــــ میں بغیر تعارف کے کسی اجنبی سے بات نہیں کرتا" ــــ سوکھے سڑے آدمی نے سوکھے ہوئے منہ کو اور زیادہ سکیڑتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا تمہاری مرضی" ــــ لڑکی جسے لیڈی صاحبہ کہا گیا تھا۔ نے توس اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ بڑے مزے سے ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئی۔

"سلیمان ــــ جناب آغا سلیمان صاحب" ــــ عمران نے

یک لخت چیخ کر کہا۔

"آہستہ بولیئے ــــ شرفا کھانے کی میز پر آہستہ بولتے ہیں" لڑکی نے آدھا توس منہ میں رکھتے ہوئے عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ اچھا اچھا ــــ تو یعنی ہم دونوں شرفا ہیں۔ واہ پیارے سلیمان سن لیا۔ اس خوشی میں مزید ناشتہ مل جائے تو ......" عمران نے مسکراتے ہوئے سلیمان سے کہا۔ جو دروازے میں کھڑا حیرت سے یہ نظارہ دیکھ رہا تھا۔

"اوہ کچھ نہیں ہے۔ اسی میں گزارہ کیجئے۔ میں نے بھی تو ناشتہ کرنا ہے" ــــ سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا باورچی خانے کی طرف بڑھ گیا۔

لڑکی نے سر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور تیزی سے ناشتے میں مصروف رہی۔ اور پھر اس نے عمران کے سامنے رکھی ہوئی چائے کی پیالی اٹھائی اور مزے سے چائے کی چسکیاں لینے لگی۔

"یہ آپ کا باورچی ہے یا گھسیارہ۔ نہ اسے چائے بنانی آتی ہے نہ ناشتہ بنانا" ــــ لڑکی نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ــــ خدا کے لئے ایسا غضب نہ کیجئے گا۔ آج کل باورچی بڑے کم یاب ہو گئے ہیں۔ بڑی مشکل سے ڈھونڈھا ہے" عمران نے اونچے لہجے میں کہا۔

"بلائیے اسے۔ میں ابھی اس کی چھٹی کرا دیتی ہوں۔ ایسے باورچی کو بجائے تو کسی گھسیارے کو رکھ لیجئے۔ کم از کم تازہ گھاس تو مل جایا کرے گی" ــــ لڑکی نے کہا اور چائے کی پیالی خالی کر کے میز

پر رکھی اور کیتلی اٹھا کر کپ کو دوبارہ بھرنے لگی۔

عمران خاموش بیٹھا تھا۔ ظاہر ہے اب وہ کیا ناشتہ کرتا۔ ناشتہ تو لڑکی نے ختم کر دیا تھا۔

"یہ لو جیگر چائے پی لو۔ یہ میں دے رہی ہوں۔ اور تمہارا میرا تو بہرحال تعارف ہے ہی" ——— لڑکی نے چائے کی پیالی بھر کر ساتھ والی کرسی پہ بیٹھے سوکھے سڑے جیگر کی طرف بڑھا دی۔

"شکریہ لیڈی صاحبہ" ——— جیگر نے بڑے مؤدبانہ انداز میں اٹھ کر لڑکی کے ہاتھ سے چائے کی پیالی لی۔ اور پھر ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بڑے اطمینان سے چسکیاں لینے لگا۔

عمران اب الوؤں کی طرح آنکھیں پھاڑے ان دونوں بن بلائے مہمانوں کو باری باری یوں دیکھ رہا تھا جیسے بچے سرکس میں جا کر حیرت سے نئے نئے جانوروں کو دیکھتے ہیں۔

"آپ کے چہرے پر موجود حماقت بتا رہی ہے کہ آپ کا نام علی عمران ہے" ——— لڑکی اب عمران سے براہِ راست مخاطب ہوئی۔

"ج ——— ج ——— جی ——— بالکل بالکل ——— دراصل جب کسی کی بیگم اُسے چھوڑ جائے تو اس کی شکل بالکل ایسی ہی ہو جاتی ہے اور جب کوئی کسی اور کی بیگم کے ساتھ ہو تو اس کی شکل آپ کے اس جیگر جیسی ہو جاتی ہے ——— اور آپ تو بہرحال ماشاء اللہ بیگم ہیں ہی" ——— عمران نے مسمسے سے لہجے میں کہا۔

"منہ دھو کر بیٹھیے۔ مجھے آپ جیسے احمق کی بیگم بننے کا کوئی شوق

نہیں ہے۔ میرا نام لیڈی سندرتا ہے" ——— لڑکی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھا اور باتھ روم کی طرف بڑھنے لگا۔

"ارے ارے ——— آپ کہاں جا رہے ہیں" ——— لیڈی سندرتا نے چونک کر پوچھا۔

"آپ نے خود ہی تو کہا ہے کہ منہ دھو رکھیئے تو میں منہ دھو آؤں۔ اب آپ سوچیے آپ جیسی خوب صورت دلکش اور طرحدار بیگم اگر صرف منہ دھونے سے مل سکتی ہے۔ تو اس سے سستا سودا اور کیا ہو سکتا ہے" ——— عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"بہت خوب ——— واقعی جیسا انکل باشمورے نے بتایا تھا آپ اس سے بھی بڑھ کے ہیں" ——— لڑکی نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"انکل باشمورے ——— تو آپ اس کی بھتیجی ہیں۔ اوہ۔ لیکن آپ پنجرے سے کیسے نکل آئیں۔ کیا تالا کھلا رہ گیا تھا" ——— عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"پنجرے سے کیا مطلب" ——— لیڈی سندرتا نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"پنجرے کا مطلب پنجرہ ہی ہوتا ہے۔ چڑیا گھر کا پنجرہ۔ انکل باشمورے ہمارے ملک کے چڑیا گھر میں رہنے والے ایک گوریلے کا نام ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"خبردار ——— اب اگر تم نے باس کے متعلق ایسی بات کی تو زبان

کھینچ لوں گا" ـــــ اچانک جیگر نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا سوکھا ہوا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اور نجانے اس نے کہاں سے ریوالور بھی نکال لیا تھا۔ ریوالور اس کے سوکھے سڑے ہاتھ میں ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی ڈھانچے نے ریوالور پکڑ رکھا ہو۔

"جیگر ـــــ تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ میرے سامنے ریوالور نکالو۔ کھڑے ہو جاؤ" ـــــ لیڈی سندرتا نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ میڈم یہ باس" ـــــ جیگر نے بُری طرح کانپتے ہوئے کہا۔ ویسے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"ایک گھنٹے تک دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے رہو۔ یہ تمہاری کم سے کم سزا ہے" ـــــ لیڈی سندرتا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور جیگر کسی معمول کی طرح مڑا اور پھر دیوار کے ساتھ منہ کر کے سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"اچھا تو تمہارے ملک کے چڑیا گھر میں انکل باشمورے ایک گوریلے کا نام ہے۔ کیوں" ـــــ لیڈی سندرتا اب عمران سے مخاطب ہوئی۔ اس کے لہجے میں گرمی تھی۔

"ارے ارے تو اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے۔ نام ہی تو ہے۔ اب دیکھئے آپ کا نام لیڈی سندرتا کی بجائے چڑیل بھی ہو سکتا تھا ـــــ ڈائن بھی رکھا جا سکتا تھا۔ نام ہی تو ہے۔ اور شیکسپیئر نے کہا ہے کہ نام میں کیا رکھا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"ہونہہ ـــــ تو میں ڈائن اور چڑیل نظر آ رہی ہوں تمہیں۔ سنو مسٹر علی عمران میں اپنے ملک شری لنکا کی سب سے حسین لڑکی ہوں۔ میرے حسن کی مثالیں دی جاتی ہیں" ـــــ لیڈی سندرتا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مثالیں تو حساب کی کتاب میں ہوتی ہیں۔ الجبرا جیومیٹری میں ہوتی ہیں۔ اور مثالوں کی مدد سے بچے اصل سوال حل کرتے ہیں۔ آپ اگر مثال ہیں تو پھر اصل سوال بھی تو کوئی ہو گا ـــــ بہرحال فرمایئے میرے دولت خانے اور میرے ناشتے نے کیا قصور کیا ہے" عمران نے کہا۔

"میں یہاں رہنے آئی ہوں۔ اس وقت تک جب تک مشن مکمل نہیں ہو جاتا۔ مجھے ہوٹلوں سے نفرت ہے۔ اس لئے انکل نے کہا تھا کہ تم عمران کے فلیٹ میں رہ پڑنا" ـــــ لیڈی سندرتا نے کہا۔

"سلیمان ارے سلیمان" ـــــ عمران نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔

"کیا مصیبت ہے۔ ناشتہ تو کرنے دیں" ـــــ سلیمان کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"سلیمان مبارک ہو۔ اللہ نے تمہاری سن لی۔ اب تم کنوارے نہیں رہو گے۔ سندرتا دیوی خود چل کر آ گئی ہے۔ اور تم ناشتے میں ہو ـــــ جاؤ جلدی سے کسی نکاح خواں کو بلا لاؤ" ـــــ عمران نے زور زور سے چیختے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ تیزی سے جھک گیا۔ کیونکہ لیڈی سندرتا نے میز پر پڑی ہوئی چائے کی پیالی

زور سے عمران کے منہ پر مارنے کی کوشش کی تھی۔ عمران تو جھکائی دے کر بچ گیا۔ البتہ پیالی پوری قوت سے پچھلی دیوار سے ٹکرائی اور ظاہر ہے۔ اس نے چکنا چور ہونا تھا۔

"میں تمہارے اس لنگور نما باورچی کی بیوی بنوں گی۔ تم نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے" ـــــ لیڈی سندرتا غصے سے چیختی ہوئی یکلخت اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے ارے سنو سلیمان۔ مبارک ہو ابھی سے برتن ٹوٹنے لگے بھائی یہ تو سچ مچ کی بیوی بننے کے لئے تیار ہے" ـــــ عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

"ہونہہ ـــــ تو اس کا مطلب ہے تم پورے ڈھیٹ ہو تو ٹھیک ہے۔ ایسا ہی سہی۔ اب میں پورے شہر میں جا کر منادی کراتی ہوں۔ کہ میں عمران کی بیوی ہوں۔ مسز سندرتا عمران" ـــــ لڑکی نے دوبارہ دھم سے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے یہ غضب نہ کرنا۔ ورنہ سلیمان نے میرا کھانا پینا بند کر دینا ہے۔ اس کا میرے سے وعدہ ہے کہ اس فلیٹ میں پہلے اس کی بیوی آئے گی ـــــ اور اس کے بعد اور اس کے بعد تو ظاہر ہے کسی اور کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ ویسے سلیمان میں آخر برائی کیا ہے۔ بہت اچھا کھانا پکاتا ہے۔ بس ذرا مزاج کا گرم ہے" عمران نے مسکین سے لہجے میں کہا اور لیڈی سندرتا بے اختیار ہنس پڑی۔

"اچھا اب مذاق بند۔ بالکل بند۔ میرا خیال ہے خاصا تعارف ہو

گیا۔ اب کام کی بات ہو جانی چاہیئے۔ یہ لیجئے انکل باشموئے کا رقعہ" لیڈی سندرتا نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر پرس کھول کر اس میں سے ایک لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ اس کے لہجے پر یکلخت اتنی سنجیدگی عود کر آئی تھی کہ عمران جیسا شخص جو خود گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے میں ماہر تھا حیران رہ گیا ـــــ باشموئے اور شری ٹنکا سے وہ اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ لیڈی سندرتا کا تعلق شری ٹنکا کی سیکرٹ سروس سے ہے۔ کیونکہ باشموئے شری ٹنکا سیکرٹ سروس کا چیف تھا۔ اور سر رحمان سے ان کے خاصے گہرے اور پرانے تعلقات تھے۔ اس لئے وہ عمران سے بھی اچھی طرح واقف تھا۔

"اس رقعے میں اس نے سائنسدان بالمورا کا نیا پتہ تو ضرور لکھا ہو گا" ـــــ عمران نے لفافہ لیتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"اوہ تو تمہیں سب کچھ معلوم ہے۔ کیسے معلوم ہے۔ اوہ اس کا مطلب ہے تم نے ہی بالمورے کو اغوا کیا ہے۔ جیگر ـــــ جیگر" لیڈی سندرتا نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"یس میڈم" ـــــ جیگر نے جو اب تک مسلسل دیوار کی طرف منہ کئے کھڑا تھا یکلخت تیزی سے گھوما۔ ریوالور ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔

"مجرم پکڑا گیا۔ گرفتار کر لو اسے۔ فوراً۔ اور اگر یہ غلط حرکت کرے تو گولی مار دینا" ـــــ لیڈی سندرتا نے چیختے ہوئے کہا۔ اور جیگر نے بڑی پھرتی سے کلپ ہتھکڑی نکالی اور یوں عمران کی طرف بڑھا جیسے وہ واقعی اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا دے گا۔

"ارے ارے کیا مطلب ۔۔۔۔ ارے سنو تو سہی ۔ میری بات تو سنو" ۔۔۔۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"صاحب ۔ میرے خیال میں پاگل خانے فون کر کے پہلے پوچھ لیں ۔ وہ شاید ان دونوں کو تلاش کر رہے ہوں" ۔۔۔۔ اُسی لمحے سلیمان کی آواز سنائی دی ۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چیخ کر ایک سائیڈ میں ہو گیا ۔ کیونکہ جیگر نے اس پر فائر کھول دیا تھا ۔ لیکن سلیمان بال بال بچ گیا ۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران حرکت میں آتا لیڈی سندرتا اپنی جگہ سے بجلی کی سی تیزی سے اچھلی اور جیگر چیختا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا ۔ ریوالور اس کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گرا تھا ۔

"تم احمق کے بچے ۔ بغیر اجازت تم نے فائر کر کے لیڈی سندرتا کی توہین کی ہے ۔ یو گٹ آؤٹ ۔ گٹ آؤٹ ۔ ورنہ میں تمہیں گولی مار دوں گی" ۔۔۔۔ لیڈی سندرتا نے چیختے ہوئے کہا ۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میڈم ۔۔۔ اس نے آپ کی توہین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔" جیگر نے اٹھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"دفع ہو جاؤ ۔۔۔۔ فوراً میری نظروں سے دور ہو جاؤ ۔ آئی سے گٹ آؤٹ" ۔۔۔۔ لیڈی سندرتا نے اور زیادہ غصیلے انداز میں کہا ۔

اور جیگر کان دبائے خاموشی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔

"مجھے افسوس ہے عمران صاحب ۔ یہ واقعی پاگل ہے" لیڈی سندرتا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا ۔ لیکن عمران اس کی

باتوں سے بے نیاز رقعہ پڑھنے میں مصروف تھا ۔ رقعہ واقعی شری ٹنکا کے سیکرٹ سروس کے چیف کرنل باشمورے کی طرف سے تھا ۔ اس میں انہوں نے تفصیل سے لکھا تھا کہ لیڈی سندرتا ان کی بھتیجی ہے ۔ اور سیکرٹ سروس کی رکن ہے ۔۔۔۔ جیگر اس کا پرائیویٹ باڈی گارڈ ہے ۔ اس نے ضد کی کہ پاکیشیا میں شری ٹنکا کے سائنسدان بالمورے کے اغوا کی تفتیش وہ کرے گی ۔ چنانچہ اس کی ضد سے مجبور ہو کر میں اُسے تمہارے پاس بھیج رہا ہوں ۔۔۔۔ یہ موڈی لڑکی ہے ۔ ویسے یہ مارشل آرٹ میں بلیک بیلٹ حاصل کر چکی ہے ۔ کرمنالوجی میں ماسٹر ڈگری اس کے پاس ہے ۔ نشانہ بھی اس کا اچھا ہے ۔ اگر تم اس کی رہنمائی کر دو تو یہ مشن میں کامیاب ہو سکتی ہے"

"ہوں ۔۔۔ تو لیڈی صاحبہ جاسوسی کرنے تشریف لائی ہیں" عمران نے رقعہ تہہ کرتے ہوئے مسکرا کر لیڈی سندرتا سے کہا جو بُرا سا منہ بنائے خاموش بیٹھی تھی ۔

"میں نے اپنے باڈی گارڈ کو گٹ آؤٹ کر دیا ۔ لیکن تم نے میرا شکریہ تک ادا نہیں کیا" ۔۔۔۔ لیڈی سندرتا نے روٹھے ہوئے بچے کے سے انداز میں کہا ۔

"اچھا وہ جھنجھنا چلا گیا ۔ ویسے اس کا نشانہ بے حد خراب ہے ۔ چھ فٹ کے آدمی کو وہ گولی نہیں مار سکا ۔ تمہاری حفاظت کیا کرے گا" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"تو تمہارا مطلب تھا کہ وہ تمہارے باورچی کو گولی مار دیتا" لیڈی سندرتا نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا ۔

"میں نے پچھلے چھ سال کی تنخواہ دینی تھی۔ چلو اسی بہانے بچت ہو جاتی۔ لیکن اب ایک بات سن لو۔ ایک ہفتہ بھوکا رہنا پڑے گا۔ سلیمان کی عادت ہے جب بھی اس پہ فائر کیا جائے اور اس کے باوجود وہ زندہ رہے تو ایک ہفتے تک سوگ مناتا ہے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ ——— تو تم دونوں ایک ہی کیٹگری کے ہو۔ بہر حال تم نے انکل باشموتے کا رقعہ پڑھ لیا۔ اب بولو تم میری کیا مدد کر سکتے ہو" لیڈی سندرتا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے بڑے مطمئن انداز میں جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک روپے کا نوٹ نکال کر لیڈی سندرتا کی طرف بڑھا دیا۔

"فی الحال تو بڑی کڑکی کا وقت ہے۔ بہت سا ادھار سر پہ چڑھ چکا ہے۔ پچھلے ایک ہفتے کی زبردست بچت کے بعد یہ ایک روپیہ بچا سکا ہوں ——— یہ بھی آپ لے لیں۔ اور میں کیا کر سکتا ہوں۔ مجبوری ہے" ——— عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"بہت بہت شکریہ ——— تم جیسے کنگلوں کی جیب سے ہی ایک روپیہ بھی نکل آئے تو غنیمت ہے" ——— لیڈی سندرتا نے بڑے اطمینان سے نوٹ عمران کے ہاتھ سے لیا اور پھر اسی اطمینان سے اس کے پرزے کرنے شروع کر دیئے۔ اور عمران بے اختیار اپنے سر پہ ہاتھ پھیرنے لگا ——— لڑکی واقعی اس کی ٹکر کی تھی۔ بلکہ اس سے بھی دو جوتے آگے ہی تھی۔ ورنہ عمران کا خیال یہی تھا کہ وہ بھڑک

کر فلیٹ سے چلی جائے گی۔

"اس کا مطلب ہے تمہیں بھگتنا ہی پڑے گا۔ چلو اٹھو" عمران نے صوفے سے اٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اس سے پہلے کہ لیڈی سندرتا صوفے سے اٹھتی۔ بیرونی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے جیگر بری طرح چیختا ہوا اندر داخل ہوا۔

"لیڈی ——— لیڈی سالو ——— لیڈی" ——— جیگر نے چیخ کر کہا۔ اور پھر ڈرائنگ روم کے دروازے میں ہی ڈھیر ہو گیا۔ اس کی پشت میں ایک خنجر دستے تک گڑا ہوا تھا۔

"جیگر ——— جیگر" ——— لیڈی سندرتا اچھل کر جیگر کی طرف بڑھی۔ لیکن عمران نے یک لخت اس کا بازو پکڑ کر زور سے جھٹکا دے کر ملحقہ باتھ روم کے دروازے کی طرف دھکیل دیا۔ کیونکہ وہ دو آدمیوں کی جھلک دروازے میں دیکھ چکا تھا۔

لیڈی سندرتا زوردار جھٹکا کھانے کی وجہ سے باتھ روم کے دروازے سے ٹکرا کر اندر جا گری۔ اور سپرنگ دار دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

اُسی لمحے دو لمبے تڑنگے آدمی دروازے میں نمودار ہوئے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں بھاری ریوالور تھے اور چہروں پہ وحشت کی چمک تھی۔

"خبردار ہاتھ اٹھا لو" ——— ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا اور عمران نے جلدی سے دونوں ہاتھ اٹھا لیئے۔

"بب ـــــ بب ـــــ بڑے بھائی ـــــ یہ ـــــ یہ اسلحہ ہٹالو۔ میرا دل کمزور ہے" ـــــ عمران نے ہاتھ اٹھاتے ہی گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیڈی سندرتا کہاں ہے" ـــــ ایک اسلحہ بردار نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یہاں مرغی نے کبھی قدم نہیں رکھا۔ لیڈی تو بڑی بات ہے جناب۔ یہ تو کنواروں کا فلیٹ ہے" ـــــ عمران نے اسی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شاجورا ـــــ تم ادھر دیکھو۔ میں اس مرغی کے بچے کو سیدھا کرتا ہوں" ـــــ پہلے نے اپنے ساتھی سے کہا۔ اور اس کا ساتھی سر ہلاتا ہوا۔ باورچی خانے کی طرف بڑھ آیا۔ جب کہ پہلا اچھل کر جیگر کی لاش پھلانگتا ہوا اندر آگیا۔

"یہ دونوں سوٹ کیس کس کے ہیں۔ جلدی بتاؤ۔ ورنہ گولیوں سے بھون ڈالوں گا" ـــــ اسلحہ بردار نے کرخت لہجے میں کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ اچانک باورچی خانے کی طرف سے کسی کے چیخنے اور اس کے ساتھ ہی ریوالور گرنے کا دھماکہ سنائی دیا ـــــ عمران چیخ کی آواز سنتے ہی سمجھ گیا کہ یہ چیخ اس اسلحہ بردار کے ساتھی کی ہے۔ سلیمان کی نہیں۔ چنانچہ چیخ کی آواز سنتے ہی عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اور اسلحہ بردار کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر کونے میں جا گرا ـــــ اسلحہ بردار بجلی کی سی تیزی سے اچھلا۔ عمران نے اسے لات مار کر گرانے کی کوشش کی۔

لیکن وہ اچھلتے ہی لٹو کی طرح گھوما۔ اور دوسرے لمحے وہ جیسے اڑتا ہوا باہر راہداری میں جا گرا ـــــ اسی لمحے راہداری میں کسی کے دوڑنے کی آواز سنائی دی۔ عمران نے بھی راہداری کی طرف چھلانگ لگانی چاہی۔ لیکن اسی لمحے باتھ روم کا دروازہ کھلا اور لیڈی سندرتا تیزی سے آکر عمران سے چمٹ گئی۔ اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا۔

"بب ـــــ بب ـــــ بچاؤ بچاؤ" ـــــ لیڈی سندرتا کی حالت بے حد غیر تھی۔

"ارے کیا ہوا ـــــ ارے ہٹ جاؤ۔ جولیا نے دیکھ لیا تو مارے" عمران نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی۔ لیکن لیڈی سندرتا نے اسے بری طرح جکڑ رکھا تھا۔

"بب ـــــ بب ـــــ بچاؤ چھپکلی۔ اندر چھپکلی ہے" ـــــ لیڈی سندرتا نے جو بری طرح کانپ رہی تھی باتھ روم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تو تم چھپکلی دیکھ کر کانپ رہی ہو۔ ویری گڈ" ـــــ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور زبردستی اسے ہٹا کر وہ جیگر کی لاش پھلانگتا ہوا باہر راہداری میں آگیا۔ دونوں مسلح افراد جا چکے تھے اور بیرونی دروازہ باہر سے بند تھا۔ عمران تیزی سے باورچی خانے کی طرف دوڑا۔ تو اس نے سلیمان کو باورچی خانے کے دروازے سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک موٹا سا ڈنڈا تھا۔

"نکل گیا ـــــ ذرا ٹھہرتا تو میں اس کا مصالحہ پیس دیتا" ـــــ سلیمان نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں تو سمجھا تھا تمہارا اپنا مصالحہ آج پس گیا ہوگا" ـــــ عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ اندر آنے لگا تو میں نے ایک ڈنڈا اس کے ہاتھ پر جمایا۔ ریوالور تو نکل کر دور جا گرا اور وہ دوڑ گیا" ——— سلیمان نے بڑے فاخرانہ انداز میں کہا۔

"اور تم اندر چھپے رہے تاکہ بیرونی دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دے اور تم اکڑتے ہوئے باہر نکلو" ——— عمران نے طنزیہ انداز میں کہا۔ اور سلیمان بے اختیار جھینپ گیا۔

عمران واپس ڈرائنگ روم کی طرف آیا تو لیڈی سندرتا صوفے پر سہمی ہوئی بیٹھی تھی۔ اس کے چہرے پر شدید خوف کے آثار نمایاں تھے۔ اور آنکھیں باتھ روم کے دروازے کی طرف جمی ہوئی تھیں۔

"کیا خیال ہے۔ واپسی کا ٹکٹ بنوا دوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں نہیں رہ سکتی۔ یہاں چھپکلیاں ہیں۔ پلیز مجھے کہیں اور بھیج دو" ——— لیڈی سندرتا نے بڑی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"میں سمجھا تھا تم ان حملہ آوروں کے خوف سے کانپ رہی ہو" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں ان کا خون پی جاؤں گی۔ میں ان کی بوٹیاں اڑا دوں گی۔ انہوں نے لیڈی سندرتا کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ انہوں نے جیگر کو مار کر میرے انتقام کو آواز دی ہے" ——— اچانک لیڈی سندرتا اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس کا سہما ہوا چہرہ یک لخت غصے کی شدت سے سرخ پڑ گیا۔

اور عمران واقعی حیرت سے اس لمحہ بہ لمحہ رنگ بدلتی ہوئی لڑکی کو دیکھنے لگا۔ آج تک اس کی ٹائپ کوئی نہ سمجھ سکا تھا اور لیڈی سندرتا شاید پہلی شخصیت تھی جس کی ٹائپ عمران کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

"دھیرج دھیرج۔ فی الحال تو اس لاش کا کچھ کرنا ہوگا۔ ورنہ سوپر فیاض تو ایک سیکنڈ میں ہتھکڑیاں ڈال دے گا" ——— عمران نے کہا اور میز پر رکھے ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ٹائیگر سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر۔ اپنی کار لے کر فوراً میرے فلیٹ پر پہنچو۔ جلدی" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔ لیڈی سندرتا اس دوران واپس صوفے پر بیٹھ چکی تھی۔

"ہاں اب بتاؤ کہ چکر کیا ہے۔ تم چاہتی کیا ہو" ——— عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اب وہ اس چکر میں پھنس ہی چکا تھا۔ اور اُسے نظر آ رہا تھا کہ لیڈی سندرتا اب پیرِ تسمہ پا کی طرح اس کی گردن نہ چھوڑے گی۔

"میں سائنس دان بالمورے کی تلاش میں آئی ہوں۔ بلکہ بالمور ار انفل کے فارمولے کو تلاش کرنا ہے" ——— لیڈی سندرتا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا شری لنکا کے سیکرٹ سروس کے چیف کو اور کوئی ڈھنگ کا آدمی نہیں ملا تھا اس کام کے لئے" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے

میں کہا۔

"تم میری توہین کر رہے ہو مسٹر۔ اور لیڈی سندرتا اپنی توہین برداشت نہیں کر سکتی۔ بس میں صرف چھپکلیوں سے ڈرتی ہوں۔ ورنہ لیڈی سندرتا کے نام سے پورا شری ٹنکا کانپتا ہے"۔۔۔ لیڈی سندرتا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ضرور کانپتا ہوگا۔ اگر شری ٹنکا کا نام لیڈی سندرتا رکھ دیا جائے بہرحال تم جس سے چاہو ڈرتی پھرو۔ مجھے اس سے مطلب نہیں۔ لیکن مجھ جیسے غریب۔ مفلس اور سدا کنوارے آدمی کا اس میں کیا قصور ہے۔ تمہاری وجہ سے میرا ناشتہ گول ہو گیا۔۔۔ اب ایک لاش پڑی ہے۔ جسے ہٹانے کے لئے مجھے اخراجات کرنے پڑیں گے۔ میں باز آیا تم کوئی اور گھر دیکھ لو"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو تم میری مدد کرنے سے انکار کر رہے ہو۔ انکل باشمور نے تو کہا تھا کہ تم پاکیشیا کی سب سے خطرناک شخصیت ہو۔ حالانکہ میں تمہاری شکل دیکھتے ہی سمجھ گئی تھی کہ تم تو ایک احمق۔ الو اور حقیر سے کیچوے ہو۔ میں خود نپٹ لوں گی ان سے"۔۔۔ لیڈی سندرتا اچھل کر کھڑی ہوئی۔ اور پھر وہ دونوں سوٹ کیس اٹھانے کے لئے بڑھی۔

"ایک لمحہ ٹھہرو۔ لاش اٹھانے والے ادارے کا ایک رکن آرہا ہے جہاں جیگر کی لاش نپٹانے کا خرچ بھر دوں گا۔ وہاں تمہیں نپٹانے کی فیس بھی ادا کر دوں گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں خود جا سکتی ہوں حاتم طائی صاحب"۔۔۔ لیڈی سندرتا
پھنکارتے ہوئے کہا۔ اور پھر دونوں سوٹ کیس اٹھا لیئے۔
اسی لمحے بیرونی دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے ٹائیگر ڈرائنگ روم
دروازے پر نظر آیا۔ لیڈی سندرتا کو دونوں سوٹ کیس اٹھائے
ے اور دروازے میں پڑی ہوئی لاش دیکھ کر حیرت سے اس کی
یں پھیلنے لگیں۔
"ٹائیگر۔۔۔ یہ لیڈی سندرتا ہیں۔ شری ٹنکا کی دہشت۔ اور یہ
کے باڈی گارڈ کی لاش ہے بیچارا اپنی باڈی کی حفاظت نہ کر
۔ تم ایسا کرو ان دونوں کو یہاں سے لے جاؤ اور کسی کچرہ گھر تک
دو۔ تمہاری جو فیس ہوگی وہ ادھار رہی"۔۔۔ عمران نے
تے ہوئے کہا۔
شٹ اپ۔۔۔ تم اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو۔ مجھے کچرہ گھر پھنکوا
ہو۔ ٹھیک ہے۔ اب میں یہیں رہوں گی۔ بالکل یہیں رہوں گی۔
یکھتی ہوں چھپکلیاں میرا کیا بگاڑ سکتی ہیں"۔۔۔ لیڈی سندرتا
ن ایک بار پھر پٹڑی بدل گیا۔
کسی ہوٹل تک پہنچا دینا یار۔ یہ بیچاری ہماری زبان نہیں سمجھتی۔
صاحبہ۔ ہمارے ہاں ہوٹل کو کچرا گھر کہتے ہیں"۔۔۔ عمران
سے پچکارتے ہوئے کہا۔
ں نے پہلے کہا ہے کہ میں ہوٹل میں رہنا پسند نہیں کرتی"
سندرتا مزید اکڑ گئی۔ اس نے دونوں سوٹ کیس دوبارہ
یئے رکھے۔ اور دھم سے صوفے پر اس طرح بیٹھ گئی جیسے اب

زندگی بھر یہاں سے نہ اٹھنے کا فیصلہ کر چکی ہو۔

کس ضدی لڑکی سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ او۔ کے۔ پھر تم یہیں رہو میں کچھ اگھر چلا جاتا ہوں۔ ٹائیگر۔ یہ لاش اٹھاؤ اور اسے تو کہیں پھینک آؤ۔ خواہ مخواہ سوپر فیاض کو پتہ لگ گیا تو عذاب آجائے گا"

عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر مسکرا کر آگے بڑھا۔ اس نے جھک کر دروازے میں پڑی ہوئی جیگر کی لاش اٹھا کر کاندھے پر ڈالی اور واپس مڑ گیا۔

"تم آخر چاہتی کیا ہو۔ اب یہاں بیٹھے بیٹھے تو مشن مکمل نہیں ہو جائے گا۔ یا اگر کہو تو میں کوئی چلّہ شروع کر دوں"۔۔۔۔ عمران نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ شاید زندگی میں پہلی بار وہ خود زچ ہو گیا ہے۔

"جو مرضی آئے کرو۔ مجھے سائنسدان بالمورا اور اس کا فارمولا چاہئے"

لیڈی سندرتا نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔ چلو میرے ساتھ"۔۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے

"کہاں"۔۔۔۔ لیڈی سندرتا نے چونک کر پوچھا۔ ویسے وہ بھی لاشعوری طور پر کھڑی ہو گئی تھی۔

"جہاں بالمورا اور اس کا فارمولا موجود ہے"۔۔۔۔ عمران نے دونوں سوٹ کیس اٹھائے اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"واہ۔ یہ ہوئی نہ بات۔ لیکن وہاں چھپکلیاں تو نہ ہوں گی۔۔۔۔!"

لیڈی سندرتا نے سہمے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ مگر عمران بیرونی دروازے تک پہنچ چکا تھا۔

"یس کم ان"۔۔۔۔ دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ادھیڑ عمر آدمی نے چونک کر کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔

"کیا رپورٹ ہے۔ منیجر"۔۔۔۔ میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر نے کرخت لہجے میں ان میں سے ایک سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"باس۔۔۔۔ ہم نے لیڈی سندرتا کے باڈی گارڈ جیگر کو تلاش کر لیا تھا۔ وہ ایک فلیٹ کے سامنے کھڑا تھا۔ ہم نے اُسے قابو کرنا چاہا تو وہ مدد کے لئے فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھنے لگا جس پر جاشودا نے اُس کی پشت میں خنجر مار دیا۔۔۔۔ لیکن وہ خنجر کھا کر بھی اسی طرح دوڑتا ہوا فلیٹ میں داخل ہو گیا۔ جس پر ہم یہی سمجھے کہ لیڈی سندرتا یقیناً اسی فلیٹ میں ہو گی۔ چنانچہ ہم دونوں اندر داخل ہو گئے۔ لیکن وہاں صرف دو آدمی موجود تھے۔ لیڈی سندرتا وہاں موجود نہ

تھی۔ اس لیے ہم واپس چلے آئے" ـــــ مینجر نے مؤدبانہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن جیگر وہاں کیا کر رہا تھا اور وہ اس فلیٹ میں کیوں گیا۔ کس کا فلیٹ تھا وہ" ـــــ ادھیڑ عمر نے چونک کر پوچھا۔

"باس ـــــ ہم نے پوچھ گچھ کی ہے۔ وہ کسی احمق سے آدمی کا فلیٹ ہے۔ اس کا نام علی عمران ہے۔ وہ اپنے باورچی کے ساتھ وہاں رہتا ہے۔ لیڈی سندرتا کو کسی نے وہاں جاتے نہیں دیکھا" مینجر نے جواب دیا۔ دوسرا آدمی خاموش کھڑا ہوا تھا۔

"احمق سا آدمی علی عمران ـــــ خیر ہو گا کوئی ـــــ تم نے فلیٹ کی تلاشی لی تھی" ـــــ ادھیڑ عمر نے پوچھا۔

"یس باس۔ وہاں واقعی لیڈی سندرتا موجود نہ تھی۔ البتہ اس احمق کے ڈرائنگ روم میں دو سفری بریف کیس ضرور موجود تھے۔ میں نے اس سے پوچھ گچھ شروع ہی کی تھی کہ باہر سے پولیس سائرنوں کی آوازیں سنائی دیں ـــــ جس پر ہم وہاں سے فوراً نکل آئے۔ شاید کسی نے جیگر کو خنجر کھا کر فلیٹ میں داخل ہوتے دیکھ کر پولیس کو فون کر دیا تھا لیکن باہر آ کر ہم نے دیکھا تو پولیس کی دو گاڑیاں سائرن بجاتی ہوئی آگے نکل گئی تھیں ـــــ جس پر ہم نے پوچھ گچھ کی تو پتہ چلا کہ یہ علی عمران کا فلیٹ ہے۔ اور باس ایک اور اہم بات کا بھی پتہ چلا ہے کہ اس علی عمران کے پاس انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ فیاض بھی آتا جاتا رہتا ہے" مینجر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر لیڈی سندرتا ضرور اس فلیٹ میں موجود ہو گی۔ کرنل باشمور کے یہاں کی انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر سلطان سے بڑے گہرے تعلقات ہیں۔ اور اس کا سپرنٹنڈنٹ اس فلیٹ میں آتا جاتا ہے ـــــ جیگر بھی اس فلیٹ کے باہر موجود تھا۔ اور وہ خنجر کھا کر اس فلیٹ میں گیا۔ دو سفری سوٹ کیس بھی وہاں پڑے تھے۔ لیکن تمہیں وہاں لیڈی سندرتا نظر نہیں آئی" ـــــ ادھیڑ عمر باس کے لہجے میں بے پناہ کرختگی عود کر آئی تھی۔

"اگر حکم دیں باس تو ہم دوبارہ جا کر اسے چیک کر لیں" مینجر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے خیال میں اس ملک کی آب وہوا ہی ایسی ہے کہ یہاں جو بھی آتا ہے احمق بن جاتا ہے۔ احمق آدمی کیا اب لیڈی سندرتا وہاں بیٹھی تمہارا انتظار کر رہی ہو گی ـــــ جب اس کے باڈی گارڈ کو ہلاک کر دیا گیا تو کیا وہ اتنی احمق ہے کہ اصل بات نہ سمجھ سکی ہو گی۔ وہ انتہائی ذہین۔ عیار اور چالاک لڑکی ہے۔ اب اُسے ڈھونڈھنا انتہائی مشکل ہو گا ـــــ لیکن بہرحال اس علی عمران سے کوئی نہ کوئی کلیو مل سکتا ہے" ـــــ باس نے بدستور کرخت لہجے میں کہا۔

"تو اس علی عمران کو اغوا کر لائیں باس" ـــــ مینجر نے دوبارہ پوچھا۔

"جو جی میں آئے کرو۔ مجھے لیڈی سندرتا چاہیئے۔ اس کے بغیر ہمارا مشن مکمل نہیں ہو سکتا" ـــــ باس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"باس —— کیا میں کچھ کہہ سکتا ہوں" —— دوسرے آدمی نے جو اب تک خاموش کھڑا تھا پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

"ہاں —— بولو تم کیا کہنا چاہتے ہو" —— باس نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"باس —— جب سائنسدان بالمورا ہمارے قبضے میں آگیا ہے۔ تو پھر ہمیں آخر لیڈی سندرتا کی تلاش کی کیا ضرورت ہے۔ ہم اس پر تشدد کر کے اس سے فارمولا اگلوا سکتے ہیں" دوسرے آدمی نے کہا۔

"جاشورا —— تمہیں جن باتوں کا علم نہ ہو۔ ان پر دماغ سوزی کا کوئی فائدہ نہیں۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ میں یا سالومن تنظیم کے بڑے سب احمق ہیں۔ پاگل ہیں" —— باس نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"مم —— مم —— معافی چاہتا ہوں باس بس ذہن میں ایک بات آگئی تھی۔ اس لئے پوچھ بیٹھا باس" —— جاشورا نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہوں —— ٹھیک ہے۔ واقعی تمہیں بریف کر دینا چاہئے تاکہ تم معاملے کی اہمیت کو سمجھ سکو۔ بیٹھو" —— باس نے یک لخت نرم پڑتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گئے۔

"سنو —— سائنسدان بالمورا کے پیچھے ہم کافی عرصے سے لگے ہوئے تھے۔ اُسے جبراً اغوا کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ کیونکہ

وہ انتہائی ضدی آدمی ہے۔ اس سے جبری فارمولا بھی حاصل نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ دل کا مریض ہے اور اگر اس پر ذرا بھی تشدد کیا جاتا تو اس کی فوری موت واقع ہو سکتی تھی —— چنانچہ ہم نے اُسے لالچ دینے شروع کر دیئے لیکن وہ کسی لالچ میں نہ آرہا تھا۔ اس کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ بالمورا لیڈی سندرتا کو بے حد پسند کرتا ہے۔ ایک محفل میں اس کی ملاقات لیڈی سندرتا سے ہوئی تو وہ اس پر دل و جان ہار بیٹھا —— اس نے لیڈی سندرتا کو شادی کے لئے کہا تو لیڈی سندرتا نے اُسے بری طرح جھڑک دیا۔ تم جانتے ہو کہ لیڈی سندرتا کس قدر ضدی۔ خود سر اور موڈی لڑکی ہے۔ بالمورا نے اس توہین کو اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا —— لیکن چونکہ لیڈی سندرتا سیکرٹ سروس کے چیف کرنل باشمورے کی بھتیجی ہے اور کمانڈر انچیف کی لڑکی ہے اس لئے بالمورا اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا —— ہمیں جب اس قصے کا علم ہوا تو ہم نے بالمورا کو لالچ دیا کہ اگر وہ فارمولا ہمیں دے دے تو ہم اس کے بدلے میں لیڈی سندرتا کو اس کے قدموں میں لا ڈالیں گے —— بالمورا اس لالچ میں آگیا۔ چنانچہ اس کے ساتھ چند شرائط طے ہوئیں۔ اُسے چونکہ علم تھا کہ اگر لیڈی سندرتا کو شری ٹنکا میں اغوا کیا گیا۔ تو کمانڈر انچیف پورے شری ٹنکا کو ہلا کر رکھ دے گا۔ چنانچہ یہ طے کیا گیا کہ پاکیشیا میں ہونے والی بین الاقوامی سائنس کانفرنس میں بالمورا کے اغوا کا ڈرامہ سٹیج کیا جائے تاکہ حکومت شری ٹنکا کے سامنے بالمورا کی پوزیشن صاف رہے —— اس کے بعد

لیڈی سندرتا کو اغوا کر کے دونوں کو ایسی جگہ پہنچا دیا جائے جہاں حکومت شوگرانکا کا ہاتھ نہ پہنچ سکے اور بالمورا کو مکمل تحفظ دیا جائے۔ تاکہ لیڈی سندرتا وہاں سے فرار نہ ہو سکے ——— جب ہم لیڈی سندرتا کو بالمورا کے حوالے کریں گے تو بالمورا نہ صرف ہمیں بالمورا رائفل کا فارمولا دے دے گا بلکہ خفیہ فیکٹری میں اس کی تیاری میں بھی بھرپور تعاون کرے گا ——— جب ہم کثیر تعداد میں یہ رائفلیں تیار کر لیں گے تو پھر ہم بالمورا کو آزاد کر دیں گے۔ اور لیڈی سندرتا کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ بالمورا اس طرح اپنا انتقام بھی پورا کر لے گا اور اس کی پوزیشن بھی صاف رہے گی" ——— باس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس لیڈی سندرتا تو انتہائی خطرناک عورت ہے وہ بالمورا جیسے سیدھے سادھے آدمی کے قابو میں کیسے رہ سکتی ہے" منیجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ اس کا حل بھی ڈھونڈھ لیا گیا تھا۔ لیڈی سندرتا کو ایلیم فائیو کے انجکشن مسلسل لگائے جائیں گے۔ تم جانتے ہو کہ اگر کسی کو ایلیم فائیو کے مسلسل چالیس انجکشن لگا دیئے جائیں تو اس کی ساری تیزی طراری ہوا ہو جاتی ہے ——— اس کی قوت ارادی ختم ہو جاتی ہے اور وہ بے ضرر اور حقیر کینچوے کی صورت میں زندہ رہ جاتا ہے۔ پھر ان انجکشنوں کی خاطر اس سے جو چاہو منوالو۔ ایلیم فائیو صرف ذہنی کنٹرول کرنے کی دوا ہے۔ اس کا کسی کے جسم، خوب صورتی۔ جوانی اور جذبات پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس طرح

لیڈی سندرتا پوری طرح بالمورا کے قابو میں رہے گی اور وہ جی بھر کر اُسے پامال کر سکے گا" ——— باس نے جواب دیا۔

"گڈ باس۔ بہت اچھی سکیم ہے۔ لیکن باس اس بات کی کیا گارنٹی تھی کہ لیڈی سندرتا لازماً بالمورا کو تلاش کرنے یہاں آئی" ——— جاشورا نے پوچھا۔

"ایک گارنٹی تھی۔ ہائی لیول کا مسئلہ تھا۔ بہرحال یہ تمہارے سوچنے کی باتیں نہیں ہیں۔ ——— جیسے ہی ہمیں اطلاع ملی کہ لیڈی سندرتا بالمورا کو تلاش کرنے کا مشن لے کر پاکیشیا پہنچ رہی ہے اس لئے اُسے یہاں سے اغوا کرنے کا پلان بنایا گیا" ——— باس نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ہم سمجھ گئے۔ اب ہم زیادہ تندہی سے یہ کام کریں گے۔ میرے خیال میں اس علی عمران پر ہاتھ ڈالا جائے تو لیڈی سندرتا کا پتہ چل سکتا ہے" ——— منیجر نے کہا۔

"اب یہ بھی سن لو کہ بالمورا کو چونکہ پاکیشیا سے بظاہر اغوا کیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ خود پلان کے مطابق ہمارے پاس پہنچ گیا تھا۔ اور ہم نے اُسے انتہائی خفیہ جگہ پر چھپایا ہوا ہے ——— لیکن بظاہر یہ اغوا تھا اس لئے پاکیشیا کی انٹیلی جنس اور پولیس حرکت میں آ چکی ہے۔ اس لئے ہمیں انتہائی محتاط رہنا چاہیئے۔ بالمورا کو یہاں سے نکال کر لے جانا بھی ایک مسئلہ ہے۔ لیکن اصل مسئلہ لیڈی سندرتا کا اغوا ہے" ——— باس نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"لیڈی سندرتا کا ایک بار پتہ چل جائے باس۔ تب ہمارے

لئے کوئی مسئلہ نہیں۔ باقی رہی یہاں کی پولیس اور انٹیلی جنس تو وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی" ——— مینجر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ اور اگر لیڈی سندرتا کا پتہ نہ چلے تو عمران کو ڈھونڈھو اور اُسے اغوا کر کے یہاں لے آؤ۔ میں خود اس سے سب کچھ اگلوا لوں گا" ——— باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ——— یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اس احمق آدمی کو تو ہم چڑیا کے بچے کی طرح اٹھا کر لے آئیں گے"

مینجر اوبھاشورا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر باس کو سلام کر کے وہ دروازے کی طرف مڑ گئے۔

ان کے جانے کے بعد باس نے میز کی دراز کھولی اور ایک فائل نکال کر پڑھنے لگا۔ ابھی اُسے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ کمرے میں سیٹی کی تیز آواز گونج اٹھی ——— باس سیٹی کی آواز سنتے ہی چونکا۔ اس نے جلدی سے فائل بند کی اور پھر اٹھ کر عقبی دیوار میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کے پٹ کھولے اور اندر موجود ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر اٹھا کر میز پر رکھ دیا ——— سیٹی کی آواز اسی ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی۔ میز پر ٹرانسمیٹر رکھ کر باس نے ایک بٹن دبا دیا۔ اور سیٹی کی آواز پر ایک انسانی آواز غالب آگئی۔

"ہیلو ——— چیف سالومن کنگ کوبرا کالنگ بھٹاکر اوور"

بھاری آواز نے کہا۔

"یس باس ——— بھٹاکر اٹنڈنگ اوور" ——— باس نے جس کا نام بھٹاکر تھا۔ بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مشن کی کیا رپورٹ ہے اوور" ——— کنگ کوبرا نے پوچھا۔

"باس ——— لیڈی سندرتا اپنے باڈی گارڈ جیگر کے ساتھ یہاں پہنچی ہے۔ میرے آدمیوں نے جیگر کو تلاش کر لیا۔ اُسے خنجر مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ لیکن ابھی تک سندرتا کا پتہ نہیں چلا۔ میرے آدمی اُسے تلاش کر رہے ہیں۔ جیسے ہی اس کا پتہ چلا اُسے اغوا کر لیا جائے گا اور پھر بالمورا اور لیڈی سندرتا دونوں کو شنتری ٹھکانے پہنچا دیا جائے گا اوور" ——— بھٹاکر نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"انٹیلی جنس اور پولیس کیا کارروائی کر رہی ہے اوور"

کنگ کوبرا نے پوچھا۔

"سر وہ صرف رسمی سی تفتیش کر رہی ہے۔ انہیں کوئی کلیو نہیں مل سکا۔ میں نے وہاں کا ایک آدمی خرید لیا ہے وہ سب رپورٹیں دے رہا ہے۔ ویسے بھی کل بین الاقوامی کانفرنس ختم ہو رہی ہے اس کے بعد معاملات ٹھنڈے پڑ جائیں گے اوور" ——— بھٹاکر نے جواب دیا۔

"اچھا سنو ——— مجھے ابھی تھوڑی دیر پہلے اطلاع ملی ہے کہ کرنل باشمورے نے لیڈی سندرتا کو پاکیشیا انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کے بیٹے علی عمران کے پاس بھیجا ہے۔ یہ علی عمران کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر ۲۰۰ میں رہتا ہے۔ تم اس علی عمران کی نگرانی کرو اور لیڈی سندرتا کو فوراً اغوا کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ میری اطلاع کے مطابق عمران انتہائی خطرناک شخصیت ہے اوور" ——— کنگ کوبرا نے اُسے ہدایات دیتے

ہوئے کہا۔

"اوہ سر ——— لیڈی سندرتا عمران کے پاس پہنچ چکی ہے۔۔۔" بھاکر نے منیجر اور جشورا سے ملنے والی ساری رپورٹ چیف باس کو سنا دی۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر اس عمران کا خاتمہ کر کے لیڈی سندرتا کو اغوا کر لو۔ علی عمران کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور وہ انتہائی خطرناک شخصیت ہے اس لئے محتاط رہیں ——— اگر واقعی لیڈی سندرتا عمران سے مل چکی ہے تو پھر لیڈی سندرتا کا اغوا آسان نہ رہے گا۔ تم ایسا کرو کہ فوری طور پر بالمورا کو شری ٹنکا شفٹ کرا دو۔ ورنہ ہو سکتا ہے لیڈی سندرتا کے ملنے سے پہلے ہی وہ بالمورا کو ہی ہمارے قبضے سے نکال لیں ——— اور اگر بالمورا ہمارے قبضے سے نکل گیا تو ساری اسکیم ہی ختم ہو جائے گی اوور" ——— کوبرا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"باس ——— اس قدر تشویش کی ضرورت نہیں۔ منیجر اور جاشورا انتہائی منجھے ہوئے آدمی ہیں وہ عمران سے مل چکے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ عمران کو اغوا کر کے لے آئیں گے ——— اس کے بعد اس پر میں خود تشدد کر کے لیڈی سندرتا کا کلیو حاصل کر دوں گا۔ اور لیڈی سندرتا کا کلیو ملتے ہی ہم اسے اغوا کر لیں گے اوور" بھاکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم کوشش کرو۔ لیکن ہاتھ ذرا بچا کر ——— لیکن جیسے ہی تمہیں احساس ہو کہ معاملہ بگڑ رہا ہے تو فوری طور پر پہلے بالمورا کو نکالو۔

اس کے بعد میں پوری تنظیم بھیج دوں گا۔ پھر لیڈی سندرتا کو آسانی سے اغوا کیا جا سکتا ہے اوور" ——— چیف باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں جلد ہی آپ کو خوشخبری سناؤں گا اوور" بھاکر نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"او۔ کے اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور بھاکر نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس الماری میں رکھا ہی تھا کہ اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور بھاکر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

عمران نے دونوں سوٹ کیس کار میں رکھے۔ اور پھر لیڈی سندرتا کو کار میں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ سٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔

"تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو"۔۔۔۔ لیڈی سندرتا نے کار کے حرکت میں آتے ہی پوچھا۔

"ارے کیا کہہ رہی ہو۔ میں تمہیں لے جا رہا ہوں۔ غضب خدا کا اتنا جھوٹ اور وہ بھی اتنے دھڑلے سے"۔۔۔۔ عمران نے بری طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔ تم مجھے نہیں لے جا رہے"۔۔۔۔ لیڈی سندرتا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ وہ اب ہر قسم کا تکلف ختم کر چکی تھی۔ اس لئے آپ کی بجائے تم پر آ گئی تھی۔

"پھر وہی۔۔۔ کچھ خدا کا خوف کرو۔ ہمارے ہاں قانون بے حد

سخت ہے۔ بغیر شادی کے اگر کوئی کسی عورت کو لے جائے تو یہ بہت بڑا جرم ہے۔ ہاں البتہ عورت کسی مرد کو لے جائے تو شاید قانون میں کوئی گنجائش نکل آتی ہو"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ نہیں ہو سکتا۔ اب میں سمجھ گئی۔ تم اسی بہانے مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو۔ لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ مجھے تم جیسے احمقوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم مجھے یہیں اتار دو۔ میں خود ہی بالمورا کو تلاش کر لوں گی"۔۔۔۔ لیڈی سندرتا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیسے تلاش کرو گی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"سالومن کے قاتل یقیناً مجھے ڈھونڈ رہے ہوں گے۔ اب میں انہیں ڈھونڈوں گی اور پھر انہیں پکڑ کر ان سے بالمورا اگلوا لوں گی"۔ لیڈی سندرتا نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور عمران لیڈی سندرتا کی دلیری پر حیران رہ گیا۔

"تمہیں ڈر نہیں لگتا وہ اگر تمہیں مار ڈالیں تو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے وہ نہیں مار سکتے۔ میرا نام لیڈی سندرتا ہے۔ مجھ سے تو کنگ کا الو ڈرتا ہے۔ ان کیڑے مکوڑوں کی بھلا کیا حیثیت ہے"۔ لیڈی سندرتا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کنگ کا الو۔۔۔ یہ کس جانور کا نام ہے"۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہ سالومن تنظیم کا چیف باس ہے۔ انتہائی خطرناک اور سفاک

آدمی ہے" ——— لیڈی سندرتا نے جواب دیا۔

"تم سے زیادہ خطرناک بہرحال نہیں ہو سکتا۔ ویسے تمہیں بتا دوں کہ تمہارے وہ سالومن قاتل اس وقت ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں" عمران نے عقبی شیشے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ کہاں۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ گاڑی روکو۔ میں ابھی ان سے سب کچھ پوچھ لیتی ہوں" ——— لیڈی سندرتا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ابھی ابھی انہوں نے ہمیں چیک کیا ہے۔ سبز رنگ کی کار میں دو آدمی ہیں" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ ——— کہیں بھاگ نہ جائیں ——— کار روکو" ——— لیڈی سندرتا نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

"تو تم میری طرح احمق ہو۔ اور اگر واقعی تم میری طرح احمق ہو تو پھر ہم دونوں کی شادی ہو سکتی ہے کیا خیال ہے" ——— عمران نے کار کا رخ ایک ویران سڑک کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— اس حماقت اور شادی کا کیا تعلق" لیڈی سندرتا نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دونوں کا مطلب ایک ہی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے سبز رنگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ان کی کار کے قریب پہنچی۔ اور پھر اس نے عمران کی کار کو تیزی سے سائیڈ میں دبانا شروع کر دیا ——— وہ عمران کو روکنا چاہتے تھے۔

ان میں سے ایک کے ہاتھ میں ہلکی سٹین گن تھی۔ جس کا رخ اس نے عمران کی طرف کر رکھا تھا۔

"لو بھئی اب خود ہی نمٹ لو ان کیڑے مکوڑوں سے" ——— عمران نے کار کو سائیڈ میں کر کے روکتے ہوئے کہا۔

سالومن افراد کی کار بھی رکی اور اس کے رکنے سے پہلے ہی سٹین گن بردار اچھل کر باہر آگیا۔

"خبردار ——— ہاتھ اٹھا کر باہر آجاؤ۔ ورنہ یہیں ڈھیر کر دوں گا" سٹین گن بردار نے چیختے ہوئے کہا۔

"یار ہاتھ ہلا کر باہر آجاؤ۔ کہنے سے تمہارا کیا بگڑتا تھا" ——— عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کار کا دروازہ کھول کر باہر آتے ہوئے کہا۔

ادھر لیڈی سندرتا کار رکتے ہی اچھل کر باہر آگئی۔ اس نے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائے ہوئے تھے۔

"لیڈی سندرتا۔ خاموشی سے ہماری کار میں بیٹھ جاؤ۔ باس بٹھا کر تم سے مذاکرات کرنا چاہتا ہے۔ ہمیں زندہ یا مردہ حالت میں تمہیں لے آنے کا حکم ملا ہے ——— اور تم جانتی ہو کہ ہم حکم کی تعمیل کس طرح کرتے ہیں" ——— دوسری کار کے ڈرائیور نے بھی باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو مذاکرات کرنے میں کوئی حرج نہیں" ——— لیڈی سندرتا نے بڑے مطمئن انداز میں کہا اور قدم بڑھاتی ہوئی کار کی طرف بڑھی۔

"میرے لئے کیا حکم ہے من و سلویٰ صاحب" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"دیکھو تمہارے ساتھ ہمارا کوئی جھگڑا نہیں۔ اس لئے تم خاموشی سے دفع ہو جاؤ۔ ہم تمہاری زندگی بخش رہے ہیں۔ ہمارا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھنا"۔۔۔ پہلے آدمی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"بب۔۔۔ بب۔۔۔ بہت شکریہ۔ من و سلویٰ صاحبان"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ کار سے پشت لگائے کھڑا ہوا تھا۔ سڑک چونکہ سنسان تھی اس لئے ارد گرد کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

ڈرائیور دوسری طرف مڑ کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا جب کہ پہلے آدمی نے سٹین گن کی نال لیڈی سندرتا کی طرف کرتے ہوئے اُسے ڈرائیور کے ساتھ والی نشست پر بیٹھنے کے لئے کہا۔

لیڈی سندرتا نے بڑے مطمئن انداز میں کار کا دروازہ کھولا اور پھر وہ عمران کی طرف مڑی۔

"بہت بہت شکریہ احمق آدمی۔ تم فکر نہ کرو یہ بیچارے میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے"۔۔۔ لیڈی سندرتا نے ہاتھ اٹھا کر فضا میں لہراتے ہوئے کہا۔

اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔ اس نے لیڈی سندرتا کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک دیکھ لی تھی۔ اور وہی ہوا۔ دوسرے لمحے سٹین گن بردار چیختا ہوا عمران کی کار کے پچھلے حصے سے جا ٹکرایا۔ لیڈی سندرتا نے انتہائی پھرتی سے نہ صرف اس پر حملہ کر دیا تھا بلکہ اس کی سٹین گن چھین کر اُسے زوردار جھٹکے سے اچھال دیا تھا۔

کار سے ٹکراتے ہی وہ آدمی تیزی سے اچھل کر دوبارہ لیڈی سندرتا پر حملہ کرنے ہی لگا تھا کہ عمران کی لات چلی اور وہ چیختا ہوا منہ کے بل سڑک

پر جا گرا۔

لیڈی سندرتا نے پہلے پر حملہ کرتے ہی انتہائی پھرتی سے جمپ کیا اور وہ کار کے اوپر سے ہوتی ہوئی دوسری طرف سے نکلنے والے ڈرائیور سے جا ٹکرائی اور اُسے لیتی ہوئی سڑک پر گری۔ اور پھر وہ دونوں ہی بیک وقت اٹھ کھڑے ہونے میں کامیاب ہوئے۔

عمران نے جسے لات مار کر گرایا تھا وہ نیچے گر کر ایک بار پھر اٹھنے ہی لگا تھا کہ عمران کی لات ایک بار پھر حرکت میں آئی۔ اور اس کی کنپٹی پر بھرپور ضرب پڑی تو وہ ایک بار پھر سڑک پر ڈھیر ہو گیا۔ اس بار اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے گئے۔

"بھائی۔۔۔ ایک ایک کر کے لڑو۔ آخر عورت ذات ہے"

عمران نے اُسے لات مار کر دوبارہ کار سے پشت لگا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

ادھر وہ دونوں ہی جیسے اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ اس آدمی نے لیڈی سندرتا کے پہلو میں ضرب لگانے کی کوشش کی۔ لیکن لیڈی سندرتا واقعی بلیک بیلٹ تھی۔۔۔ وہ یکلخت نیچے بیٹھی اور دوسرے لمحے وہ آدمی چیختا ہوا کار کے اوپر سے گھسٹتا ہوا ادھر سڑک پر آ گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے ایک بار پھر اچھل کر کھڑے ہونے کی کوشش کی ہی تھی کہ لیڈی سندرتا بجلی کی سی تیزی سے کار کے پیچھے سے بھاگتی ہوئی سامنے آئی۔ اس کے ہاتھ میں ابھی تک سٹین گن تھی۔۔۔ اور اس سے پہلے کہ عمران اس کا ارادہ سمجھتا۔ فضا ریٹ ریٹ کی مخصوص آوازوں سے گونج اٹھی اور اٹھ کر سنبھلنے کی کوشش

کرتا ہوا آدمی لٹو کی طرح گھومتا ہوا سڑک پر ڈھیر ہو گیا۔ سٹین گن کا پورا برسٹ اس کے جسم میں لاتعداد سوراخ بنا چکا تھا۔

" ارے ارے اتنا غصہ ـــــ ارے رک جاؤ " ـــــ عمران نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

" انہوں نے لیڈی سندرتا پر ہاتھ اٹھا کر اپنی موت کو آواز دی ہے " ـــــ لیڈی سندرتا نے غصیلے انداز میں کہا۔ اور پھر اس نے سٹین گن کا رخ سڑک پر بے ہوش پڑے ہوئے پہلے آدمی کی طرف موڑا ہی تھا کہ عمران بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور لیڈی سندرتا کے ہاتھوں سے سٹین گن اڑتی ہوئی دور جا گری۔

" تم ـــــ تم ـــــ تمہاری یہ جرأت " ـــــ لیڈی سندرتا نے یک لخت بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے اچھل کر عمران پر ہی حملہ کر دیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بڑی طرح چیختی ہوئی پشت کے بل سڑک پر جا گری ـــــ عمران نے نہ صرف اس کا حملہ روک دیا تھا بلکہ اس نے کھڑی ہتھیلی کا وار اس کی پسلیوں پر بھی جما دیا تھا۔ گو عمران نے ہاتھ ہلکا ہی رکھا تھا۔ لیکن لیڈی سندرتا کے لئے یہ ہلکا ہاتھ بھی خاصا بھاری ثابت ہوا۔ وہ کسی گیند کی طرح اچھل کر سڑک پر گری تھی۔

" زیادہ ہاتھ پیر چلانے کی ضرورت نہیں۔ تم نے سب کو مارنے کا لائسنس نہیں لے رکھا " ـــــ عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

لیڈی سندرتا دانتوں سے ہونٹ کاٹتی ہوئی اچھل کر کھڑی ہو

نی۔ اس کا خوب صورت چہرہ غصے کی شدت سے مسخ ہو چکا تھا۔

" تم ـــــ تم ـــــ نے لیڈی سندرتا پر ہاتھ اٹھا کر اپنی موت کو آواز دی ہے " ـــــ لیڈی سندرتا نے بھیڑیئے کے سے انداز میں غراتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں وحشت کی چمک ابھر آئی تھی۔

" ابھی آواز کہاں دی ہے۔ آواز تو تمہارے حسن کے رعب سے نکلتی ہی نہیں " ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

لیڈی سندرتا بڑے جارحانہ انداز میں قدم اٹھاتی عمران کی طرف بڑھنے لگی وہ اس وقت بپھری ہوئی شیرنی لگ رہی تھی۔

" ارے ارے بھئی میرا کیا قصور ہے۔ ابھی تو شادی بھی نہیں ہوئی ابھی سے " ـــــ عمران کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھرنے لگے۔

" میں بتاتی ہوں تمہیں شادی کسے کہتے ہیں " ـــــ لیڈی سندرتا نے دانت پیستے ہوئے کہا اور پھر اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں یک لخت عمران پر حملہ کر دیا۔ اس کا انداز تو بے حد ماہرانہ تھا لیکن ظاہر ہے مقابلے میں عمران تھا ـــــ عمران نہ صرف انتہائی تیزی سے ایک طرف ہٹا بلکہ اس کے بازو نے یک لخت نیچے سے اوپر کی طرف حرکت کی اور لیڈی سندرتا چیختی ہوئی فضا میں اچھلی اور پھر پشت کے بل ایک زوردار دھماکے سے کار کی چھت پر گر کر دوسری طرف گھسٹ کر منہ کے بل گری۔

" واہ ـــــ اسے کہتے ہیں ہائی جمپ۔ اگر پریکٹس کرتی رہو تو میرے

خیال میں خلائی جہاز سے زیادہ جلدی چاند پہ پہنچ سکتی ہو" ——— عمران نے باقاعدہ تالی بجانے کے سے انداز میں کہا۔

اس بار لیڈی سندرتا کو خاصی چوٹ لگی تھی۔ کیونکہ جب وہ کھڑی ہوئی تو اس کے منہ سے بے اختیار کراہیں نکلنے لگیں۔

"یہ کراہوں والی موسیقی مجھے بے حد پسند ہے اور خاص طور پہ نسوانی کراہیں سن کر مجھے یوں احساس ہوتا ہے جیسے ویرانے میں چڑیلیں شادی بیاہ کے گیت گا رہی ہوں" ——— عمران نے بڑے معصوم سے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

لیڈی سندرتا اٹھ کر دو قدم چلی ہی تھی کہ پھر لہرا کر نیچے گر گئی وہ اپنا توازن صحیح نہ رکھ پا رہی تھی۔

"واہ ——— اب تو موسیقی کے ساتھ ساتھ رقص بھی دیکھنے میں آ رہا ہے" ——— عمران نے کار کے ساتھ کہنی ٹیکتے ہوئے بڑے مشتاقانہ انداز میں کہا۔

"یہ تم نے کیا کر دیا ہے۔ مجھ سے چلا نہیں جا رہا"

لیڈی سندرتا نے ایک بار پھر کھڑے ہونے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن کھڑے ہونے کے ساتھ ساتھ وہ لہرا رہی تھی۔

"یہ سب تمہاری بلیک بیلٹ کا قصور ہے۔ تم نے شاید ضرورت سے زیادہ تنگ بیلٹ خرید لی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور لیڈی سندرتا ایک بار پھر لہراتی ہوئی پہلو کے بل گر گئی اس کے چہرے پہ اب واقعی شدید ترین تکلیف اور بے بسی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"تم ——— مجھے ہسپتال لے جاؤ۔ یہ مجھے کیا ہو گیا ہے"

اس بار لیڈی سندرتا نے چیختے ہوئے کہا۔

"کون سے ہسپتال لے جاؤں۔ لیڈی ڈاکٹر کا کیس ہے یا...."

عمران نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"یو شٹ اپ ——— میری جان پہ بنی ہوئی ہے اور تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے۔ سنگ دل سفاک آدمی" ——— لیڈی سندرتا نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"سنو لیڈی سندرتا ——— مجھے یہ سڑکوں پہ ایسے تماشے دکھانے کا شوق نہیں ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ ابھی پولیس یہاں آئے گی۔ تو وہ تمہیں خود ہی ہسپتال پہنچا دے گی اور پھر وہاں سے جیل۔ جہاں دال روٹی کھا کھا کر تمہاری بلیک بیلٹ خود بخود ڈھیلی ہو جائے گی" عمران نے یک لخت سپاٹ لہجے میں کہا۔ اور کار کا دروازہ کھول کر سٹیرنگ پہ بیٹھ گیا۔

"ارے ارے فار گاڈ سیک ——— ارے ——— مجھے یہاں مت چھوڑ جاؤ۔ میں اپنی شکست تسلیم کرتی ہوں۔ تم نے نجانے کیا کر دیا ہے۔ مجھے یہاں مت چھوڑو" ——— لیڈی سندرتا نے یکلخت گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پہلے وعدہ کرو کہ اپنی بلیک بیلٹ کو کھول کر پھینک دو گی۔ یہاں تو بڑے بڑے بلیک زیرو ہو کر بیٹھ جاتے ہیں تمہاری چھوٹی سی بیلٹ کیا کرے گی" ——— عمران نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے

شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"مم ——— مم ——— میں وعدہ کرتی ہوں۔ مجھے ہسپتال لے چلو۔ میں مر جاؤں گی" ——— لیڈی سندرتا نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اب وہ کھڑے ہونے سے بھی معذور ہو چکی تھی۔

"حسینوں کے وعدے وفا تو کبھی نہیں ہوئے بہرحال پھر بھی" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور کار سے اتر کر لیڈی سندرتا کی طرف بڑھا۔ اس نے اس کے دونوں بازو پکڑے اور اس کے ساتھ ہی اس کا ایک پیر حرکت میں آیا تو لیڈی سندرتا چیختی ہوئی فضا میں الٹی قلابازی کھا گئی ——— عمران نے اس کے قلابازی کھاتے ہی اس کے دونوں ہاتھ چھوڑ دیئے اور لیڈی سندرتا الٹی قلابازی کھا کر جب کھڑی ہوئی تو اس بار وہ بالکل ٹھیک ٹھاک انداز میں کھڑی تھی۔ وہ حیرت سے کبھی اپنے جسم کو دیکھتی کبھی عمران کو جو بڑا معصوم سا چہرہ لئے کھڑا تھا۔

"اب تو میں ٹھیک ہوں۔ نہ درد ہے۔ اور نہ ہی بے توانائی" لیڈی سندرتا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور پھر تیزی سے چند قدم چلی۔

"اب تم سو میٹر دوڑ میں ورلڈ چیمپئن بن سکتی ہو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ——— تم آخر کیا چیز ہو۔ یہ تم نے کیا کیا ہے مجھے بتاؤ" لیڈی سندرتا کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"اس کے لئے تمہیں سلیمان کی شاگردی اختیار کرنی پڑے گی۔ ارے وہ دیکھو تمہارا سالومن قاتل ہوش میں آ رہا ہے" عمران نے یک لخت سڑک پر پڑے ہوئے بے ہوش آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو اب کسمسا رہا تھا۔

"میں اس کا خون پی جاؤں گی۔ اس نے جیگر کو قتل کیا ہے میرے باڈی گارڈ کو" ——— لیڈی سندرتا پر ایک بار پھر دورہ پڑا۔ اور وہ تیزی سے ایک طرف پڑی ہوئی سٹین گن کی طرف جھپٹی۔

"سنو ——— اب جیسا میں کہوں ویسے ہی کرو۔ بہت وقت ضائع ہو گیا ہے" ——— عمران نے یک لخت آگے بڑھ کر لیڈی سندرتا کو بازو سے پکڑتے ہوئے کہا۔

اس کے لہجے میں ایسی غراہٹ تھی کہ لیڈی سندرتا یک لخت بت بن کر رہ گئی۔ اس کی نظریں عمران پر جم سی گئیں اور جسم یک لخت کانپنے لگا ——— یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم میں دہشت اور خوف کی لہریں چل رہی ہوں۔

"مم ——— مم ——— میں ایسے ہی کروں گی جیسے تم کہو گے" لیڈی سندرتا نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔ وہ بری طرح خوفزدہ دکھائی دے رہی تھی۔ اور عمران اُسے چھوڑ کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے سالومن قاتل کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے جھک کر اس کا گریبان پکڑا اور دوسرے لمحے وہ خاصا لحیم شحیم آدمی یوں اس کے ہاتھ پر فضا میں اٹھتا چلا گیا جیسے وہ انسان کی بجائے پلاسٹک کا گڈا ہو۔

"خاموشی سے کار میں بیٹھ جاؤ ورنہ......" ——— عمران نے اُسی طرح غراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اُسے اپنی کار کی طرف دھکیل دیا۔

"مم ——— مم" ——— حملہ آور کے لہجے میں خوف اور بوکھلاہٹ کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"میں کہہ رہا ہوں بیٹھ جاؤ" ——— عمران نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور وہ یوں تیزی سے اندر داخل ہو کر بیٹھ گیا جیسے اگر اس نے ایک لمحے کی بھی دیر کی تو اس پر انجانی قیامتیں ٹوٹ پڑیں گی۔ وہ بُری طرح سہما ہوا لگ رہا تھا۔

"تم اس کے ساتھ بیٹھ جاؤ سندرتا" ——— عمران نے ایک طرف سہمی ہوئی کھڑی سندرتا سے کہا اور سندرتا بھی جلدی سے کار کا دروازہ کھول کر اس حملہ آور کے ساتھ بیٹھ گئی۔ عمران نے کار آگے بڑھا دی ——— سڑک ابھی تک سنسان تھی۔ ورنہ اب تک وہاں لوگوں کے ٹھٹھ لگ جاتے۔ عمران نے پہلے ہی جان بوجھ کر اس سڑک کا انتخاب کیا تھا۔ یہ سڑک ایک پرانے سے زرعی فارم پر جا کر ختم ہو جاتی تھی ——— اس کے بعد دس میل کا صحرا تھا۔ اس لئے اس پرانی سڑک پر ٹریفک کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

عمران نے کار کی رفتار تیز کر دی۔ اور پھر وہ کار دوڑاتا ہوا تھوڑی ہی دیر میں اس پرانے اور ویران زرعی فارم میں پہنچ گیا یہاں کسی قسم کی مداخلت کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا ——— اس لئے عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

"باہر آ جاؤ دونوں" ——— عمران نے پیچھے بیٹھے ہوؤں سے کہا۔ اور لیڈی سندرتا اور وہ حملہ آور دونوں ہی باہر آ گئے۔ اب دونوں ہی اپنے آپ کو سنبھال چکے تھے۔ اس لئے ان کے چہرے نارمل تھے۔

"سنو مسٹر ——— اس زرعی فارم میں لاوارثوں کا بہت بڑا قبرستان ہے۔ سمجھے۔ اور یہ سارا قبرستان میرے ہاتھوں سے ہی آباد ہوا ہے۔ اس لئے اگر تم شرافت سے میرے سوالوں کے جواب دو گے تو ٹھیک ورنہ میں یہاں لوگوں کو زندہ دفن کر دیتا ہوں" عمران نے بے حد سنجیدہ لہجے میں اس حملہ آور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ میں نے تو لیڈی سندرتا کو باس کے پاس لے جانے کے لئے آیا تھا۔ لیڈی سندرتا نے خواہ مخواہ ہم پر حملہ کر دیا" ——— اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارا نام کیا ہے" ——— عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"میرا نام جاشورا ہے۔ میرے ساتھی کا نام ملیجر ہے" حملہ آور نے کہا۔

"تمہارا باس کون ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"بٹھاکر" ——— جاشورا نے مختصر سا جواب دیا۔

"وہ کیوں لیڈی سندرتا سے ملنا چاہتا ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم ——— ہم پہلے بھی لیڈی سندرتا کو تلاش کر رہے تھے کہ جیگر ہمیں نظر آ گیا۔ ہم جیگر کو روک کر اس سے پوچھ گچھ کرنا

ہی چاہتے تھے کہ وہ ہمارے متعلق اعلان کرتا ہوا بھلگنے لگا۔ جس پر منیجر نے اُسے خنجر مار دیا"۔۔۔۔ جاشودا نے کہا۔

" اب تم کیا کہتی ہو لیڈی سندرتا۔۔۔۔ کیا تم بھٹاکر سے ملنا چاہتی ہو"۔۔۔۔ عمران نے لیڈی سندرتا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

" بالکل۔۔۔۔ میں اس سے خوف زدہ نہیں ہوں۔ بھٹاکر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میرا نام لیڈی سندرتا ہے" لیڈی سندرتا نے پہلے کی طرح فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" اوکے۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ آؤ۔۔۔۔ میں تمہیں شہر چھوڑ دوں" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر سب کے بیٹھنے پر اس نے کار موڑی۔ اور تیزی سے واپس شہر کی طرف چل پڑا۔ جب وہ اس جگہ پہنچے جہاں پہلے جھگڑا ہوا تھا اس نے پولیس کو وہاں موجود دیکھا اور پھر اُسے ایک طرف کھڑا سپرنٹنڈنٹ فیاض بھی نظر آگیا۔

پولیس نے ان کی کار دیکھتے ہی اُسے رکنے کا اشارہ کیا۔ اور عمران نے کار سیدھی سپرنٹنڈنٹ فیاض کے ساتھ جا کر روکی۔

" ہیلو سوپر فیاض"۔۔۔۔ عمران نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔

" تم۔۔۔۔ تم ادھر کہاں سے آرہے ہو"۔۔۔۔ سوپر فیاض نے تیزی سے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" یہ میرے مہمان ہیں۔ انہیں صحرا دکھانے گیا تھا۔ یہ بیچارے قدیم رومانی داستانوں سے بڑے متاثر ہیں کہتے تھے وہ صحرا

دکھاؤ جہاں مجنوں لیلیٰ لیلیٰ کرتا ریت میں دفن ہو گیا"۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا

" اوہ۔۔۔۔ یہ کون ہیں۔ یہاں ایک قتل ہو گیا ہے۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے۔ مرنے والا انہی کی قومیت کا لگتا ہے"۔۔۔۔ فیاض نے فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوئی لیڈی سندرتا پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

" آؤ لیڈی سندرتا۔۔۔۔ وہ پرانا مجنوں تو ریت میں دفن ہو چکا ہے۔ تمہیں نئے مجنوں سے ملواؤں۔ جدید مجنوں سے" عمران نے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اور لیڈی سندرتا بھی دروازہ کھول کر باہر آگئی۔

" ان کا نام لیڈی سندرتا ہے۔ حسینہ شری ٹنکا۔ یہ شری ٹنکا کی سیکرٹ سروس کے چیف کرنل باشمورے کی بھتیجی ہیں۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ کرنل باشمورے کے ڈیڈی سے بڑے پرانے اور گہرے تعلقات ہیں"۔۔۔۔ عمران نے لیڈی سندرتا کا تعارف کراتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

اور فیاض جو یک ٹک لیڈی سندرتا کو گھورے چلا جا رہا تھا۔ سر رحمان کا نام سنتے ہی یک لخت سیدھا ہو گیا۔

" اوہ اوہ۔۔۔۔ اچھا اچھا"۔۔۔۔ سوپر فیاض کے چہرے اور لہجے میں عمران کی توقع کے عین مطابق بوکھلاہٹ آگئی تھی۔

" اور لیڈی سندرتا صاحبہ۔۔۔۔ یہ سنٹرل انٹیلی جنس کے نامور سپرنٹنڈنٹ فیاض ہیں۔ پاکیشیا کی انٹیلی جنس کا دم قدم انہی کی

ذہانت سے آباد ہے۔ ورنہ سر رحمان تو بس نام کے ڈائریکٹر جنرل ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے اب سوپر فیاض کا تعارف کرایا اور سوپر فیاض کا سینہ یک لخت پھولنے لگا۔ عمران نے تعارف ہی ایسا کرایا تھا۔

"اوہ۔۔۔۔ واقعی بے حد خوب صورت اور سمارٹ ہیں۔ اگر یہ ہمارے شری ٹنکا میں ہوتے تو نجانے کتنی حسینائیں آہیں بھر بھر کر ختم ہو چکی ہوتیں"۔۔۔۔۔ لیڈی سندرتا نے کہا۔ اس کے لہجے میں شرارت نمایاں تھی۔ وہ شاید اپنی ذہانت سے سوپر فیاض کی ٹائپ سمجھ چکی تھی۔

"اوہ تعریف کا شکریہ لیڈی صاحبہ۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔ فیاض سے خوشی کے مارے فقرہ ہی پورا نہ ہو سکا۔

"لیکن میں شادی شدہ ہوں۔ اور نہ صرف شادی شدہ بلکہ ایک عد سخت مزاج بیوی کا شوہر بھی ہوں۔ یہی کہنا چاہتے تھے تم" عمران نے فیاض کا باقی فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا۔

اور لیڈی سندرتا کے حلق سے نکلنے والے قہقہے کے ساتھ ہی فیاض بری طرح جھینپ گیا۔

"لیکن میں نے تو سنا ہے مسلمان چار شادیاں کرتے ہیں" لیڈی سندرتا واقعی پوری طرح شرارت پر آمادہ تھی۔

"لو بھئی سوپر فیاض سکوپ بن گیا۔ اب ایسا کرنا سہرا باندھ کر ڈیڈی کے گھر آجاؤ۔ یہ محترمہ اب وہیں جا رہی ہیں۔ آؤ سندرتا ڈیڈی انتظار کر رہے ہوں گے۔ کہیں یہ نہ سمجھ لیں کہ بیٹا ہاتھ صاف کر گیا"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ لیڈی سندرتا

کو کار میں بٹھا کر آگے بڑھ گیا۔

"کیا اس ملک میں سب احمق ہیں"۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد لیڈی سندرتا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بالکل۔۔۔۔ جہاں تم جیسی دوشیزہ یوں آزادی سے گھومتی پھرے اور اب تک پولیس کے پاس کوئی کیس رجسٹرڈ نہ ہوا ہو تو حماقت کے سوا اسے اور کیا نام دیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم ہر معاملے کو الٹی طرف لے جاتے ہو۔ میرا مطلب تھا کہ جب انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ کو یہ معلوم ہو گیا کہ میرا تعلق شری ٹنکا سے ہے اور قتل ہونے والا بھی شری ٹنکا کا باشندہ ہے اور پھر ہم ویرلانے کی طرف سے آ رہے ہیں تو اُسے کم از کم تفصیلی پوچھ گچھ تو کرنی چاہیے تھی"۔۔۔۔۔ لیڈی سندرتا نے کہا۔

"وہ تو ایسی پوچھ گچھ کرتا کہ تم ہمیشہ یاد رکھتیں یہ تو مجھے دعا دو کہ کچھ اس کی تعریف کر دی کچھ ڈیڈی کا نام لے دیا۔ اس طرح پوچھ گچھ ٹل گئی"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ اب سمجھی"۔۔۔۔۔ لیڈی سندرتا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مسٹر جاشودا۔۔۔۔۔ تمہارا باس کہاں پایا جاتا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے مڑ کر پیچھے خاموش بیٹھے ہوئے جاشودا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ ہمیں مین مارکیٹ کے پہلے چوک پر اتار دیں۔ ہم خود چلے جائیں گے"۔۔۔۔۔ جاشودا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جاشودا اُسے اصل پتہ نہ بتانا

چاہتا ہے۔

چند لمحوں بعد جب کار مین مارکیٹ کے پہلے چوک پر پہنچی تو عمران نے ایک سائیڈ پر کار روک دی۔

"اب یہ تمہارے دو بیگ کون اٹھائے گا"۔۔۔۔ عمران نے کار میں پڑے ہوئے بریف کیسوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میں اٹھا لوں گا جناب۔۔۔۔ آپ بے فکر رہیں"۔۔۔۔ جاشورا نے جلدی سے کہا۔ اور پھر نہ صرف وہ خود نیچے اتر گیا بلکہ اس نے جلدی سے دونوں بریف کیس بھی اٹھا کر باہر نکال لئے۔ لیڈی سندرتا بھی نیچے اتر گئی۔

"اب کہاں ملاقات ہوگی لیڈی صاحبہ۔۔۔۔ فیاض نے آسانی سے میرا پیچھا نہیں چھوڑنا"۔۔۔۔ عمران نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"اس احمق کو میری طرف سے سمجھا دینا کہ میرا نام لیڈی سندرتا ہے۔ بس اتنا ہی کافی ہے"۔۔۔۔ لیڈی سندرتا نے کہا اور پھر وہ جاشورا کے ساتھ ایک طرف بنے ہوئے ٹیکسی اڈے کی طرف بڑھ گئی۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ لیڈی سندرتا کا رول اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ کہاں تو وہ جیگر کے قاتلوں سے انتقام کی بات کر رہی تھی اور کہاں خود ہی اتنے اطمینان سے جاشورا کے ساتھ جا رہی تھی جیسے کسی نئی شادی شدہ لڑکی کو اس کے میکے سے ملنے کوئی آئے تو وہ خوشی خوشی اس کے ساتھ چل پڑتی ہے۔

عمران نے کار اگلے چوک سے موڑ کر ایک سائیڈ میں روک دی اور پھر خود اتر کر وہ پیدل واپس اُسی سڑک پر آیا اور ایک درخت کی اوٹ لے کر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ اصل چکر سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

جاشورا اور لیڈی سندرتا ایک ٹیکسی میں بیٹھے اور پھر ٹیکسی اُسی سمت آنے لگی جدھر عمران اور اس کی کار موجود تھی۔ جب ٹیکسی اس کے سامنے سے ہو کر آگے بڑھ گئی تو عمران اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ بڑے محتاط انداز میں ٹیکسی کا تعاقب کر رہا تھا۔

ٹیکسی مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد گارڈن ٹاؤن میں داخل ہو کر ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے رک گئی۔ عمران نے اپنی کار بھی ایک سائیڈ میں روک دی۔۔۔۔ جاشورا اور لیڈی سندرتا ٹیکسی سے نیچے اترے اور پھر ٹیکسی آگے بڑھ جانے کے بعد وہ اس کوٹھی میں جانے کی بجائے سائیڈ کی گلی میں گھس گئے۔ جاشورا آگے تھا جب کہ لیڈی سندرتا بڑے اطمینان سے اس کے پیچھے چل رہی تھی۔۔۔۔ عمران کار سے اترا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا اس گلی کے کنارے پر پہنچ گیا۔ وہ دونوں گلی کے آخر میں واقع ایک چھوٹے سے گیٹ میں داخل ہو گئے تو عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ یہ گیٹ بڑی کوٹھی کی انیکسی کا تھا۔۔۔۔ انیکسی شاید دو تین کمروں پر مشتمل تھی۔ کیونکہ عمران نے چھوٹی دیوار سے جاشورا اور لیڈی سندرتا کو برآمدے میں پہنچ کر ایک کمرے کے دروازے پر رکتے دیکھا۔۔۔۔ جاشورا شاید بیگ نیچے رکھ کر دروازے پر دستک

دینا چاہتا تھا کہ لیڈی سندرتا نے یک لخت لات مار کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئی ——— جاشورا بھی تیزی سے اس کے پیچھے اندر داخل ہو گیا۔ کوٹھی میں اور کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ اس لئے عمران بڑے اطمینان سے چھوٹی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہو گیا۔ اب وہ بھی تیزی سے اسی دروازے کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ جس میں وہ دونوں داخل ہوئے تھے۔

کمرے کا دروازہ دھماکے سے کھلا تھا اور پھر لیڈی سندرتا کو انتہائی اطمینان سے اندر داخل ہوتے دیکھ کر بھٹاکر کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں ——— وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ لیڈی سندرتا اس طرح اطمینان سے یہاں آ جائے گی۔ لیکن دوسرے لمحے جاشورا کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اس کی حیرت سے پھیلتی ہوئی آنکھیں دوبارہ نارمل انداز میں سمٹ گئیں۔ جاشورا کے پاس دو بریف کیس تھے ——— اس نے اندر داخل ہوتے ہی دونوں بریف کیس نیچے رکھے اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازہ بند کر دیا۔

"ہیلو بھٹاکر ——— سنا ہے تم مجھ سے مذاکرات کرنا چاہتے ہو۔ تو کرو۔ میں آ گئی ہوں" ——— لیڈی سندرتا نے بڑے بے خوف سے لہجے میں کہا اور پھر اطمینان سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

"مینجر کہاں ہے جاشورا" ——— بھٹاکر نے لیڈی سندرتا کو

نظر انداز کرتے ہوئے دروازے کے سامنے کھڑے ہوئے جاشورا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اُسے لیڈی سندرتا نے سٹین گن سے بھون ڈالا ہے"

جاشورا نے جواب دیا۔

اور بھاکر کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اب اس کی تیز نظریں کرسی پر بڑے مطمئن انداز میں بیٹھی ہوئی لیڈی سندرتا پر جم گئیں جو یوں اطمینان سے بیٹھی ٹانگیں ہلا رہی تھی جیسے کسی پکنک سپاٹ پر آئی ہوئی ہو۔

"لیڈی سندرتا — تمہیں شاید اپنے آپ پر ضرورت سے زیادہ اعتماد پیدا ہو گیا ہے۔ جانتی ہو میں کون ہوں" — بھاکر نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"اچھی طرح جانتی ہوں — تم سالومن تنظیم کے ایک حقیر کیڑے ہو۔ جسے میں جب چاہوں اپنی ایڑی سے کچل دوں" — لیڈی سندرتا نے اُسی طرح بے خوف لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے اب ایسا ہی ہو گا۔ تمہاری سندرتا اب پہلے میرے ہاتھوں ہی کچلی جائے گی" — بھاکر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے بُری طرح بگڑ گیا تھا۔

"اپنا ٹیڑھا چوکھٹا سیدھا کر لو۔ کیونکہ مجھے بگڑے ہوئے بدوضع چہروں سے سخت نفرت ہے۔ اور بولو تم مجھ سے کیا مذاکرات کرنا چاہتے ہو۔ جلدی بتاؤ — اور یہ سن لو کہ میں یہاں اس لئے نہیں آئی کہ تمہارے اس بگڑے ہوئے مردار قسم کے چہرے کو دیکھنے کا مجھے شوق تھا۔ میں بالموا کو واپس حاصل کرنے آئی ہوں"

لیڈی سندرتا کا لہجہ انتہائی طنز آمیز تھا۔

"تم واقعی ایک احمق لڑکی ہو۔ اگر چیف باس کا حکم نہ ہوتا تو اس وقت تمہارا جسم ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکا ہوتا"

بھاکر نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ میز کی دوسری طرف اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہونہہ — تم اور تمہارا چیف باس دونوں جنگلی چوہے ہیں۔ جو اپنے بِلوں میں ہی دموں پر ناچتے رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ بہت بہادر ہیں — بولو بالموا کہاں ہے" — لیڈی سندرتا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم بالموا سے ملنا چاہتی ہو" — بھاکر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"ہاں — بالکل ملنا چاہتی ہوں" — لیڈی سندرتا نے کہا۔

"تم اس سے مل کر کیا کرو گی" — بھاکر نے پوچھا۔

"میں پہلے اس کی کھوپڑی پر کم از کم دس چپتیں لگاؤں گی۔ اور پھر اُسے لے جا کر انکل باشمورے کے سامنے پیش کر دوں گی"

لیڈی سندرتا نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں بڑی زہریلی طنز تھی۔

"ٹھیک ہے — میں تمہیں اس سے ملوا دوں گا لیکن ابھی نہیں۔ ابھی تو تمہاری سندرتا مجھے خراج پیش کرے گی" — بھاکر نے زہریلے انداز میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو — تمہاری یہ جرأت" — لیڈی سندرتا

یک لخت اچھل کر کھڑی ہونے لگی ہی تھی کہ اچانک پیچھے کھڑے ہوئے جاشورا نے اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے اس کے گلے میں بازو ڈال کر اُسے پیچھے کی طرف کھینچنے کی کوشش کی۔ لیکن لیڈی سندرتا کے جسم نے ایک زوردار جھٹکا آگے کی طرف کھایا اور جاشورا اچھل کر ایک طرف ہٹا اور سیدھا سر کے بل نیچے فرش پر گرا ــــــ اُسی لمحے بٹھاکر کے ہاتھوں نے حرکت کی اور سامنے پڑی ہوئی میز یک لخت اچھل کر لیڈی سندرتا سے ٹکرائی۔ اور لیڈی سندرتا میز سے ٹکرا کر نیچے گری اور میز اس کے اوپر آ گئی تھی ــــــ اس نے نیچے گرتے ہی میز کو دوبارہ اوپر کی طرف اچھالا اور بھاری میز اچھل کر اس کے پیچھے دروازے سے جا ٹکرائی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی بٹھاکر کی لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی۔ اور لیڈی سندرتا کے حلق سے خوفناک چیخ نکلی ــــــ بٹھاکر نے پوری قوت سے اس کی پسلیوں میں لات جما دی تھی۔

لیڈی سندرتا ضرب کھا کر پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپی۔ اور دوسرے لمحے بٹھاکر بھی چیختا ہوا پہلے آگے کی طرف جھکا۔ اور پھر قلابازی کھاتا ہوا دروازے کے سامنے بڑی میز پر جا پڑا ــــــ

لیڈی سندرتا بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں تڑپ کر بٹھاکر کی پنڈلیوں پر ضرب لگائی تھی۔ اور ضرب کھا کر بٹھاکر جیسے ہی آگے کی طرف جھکا اس کی دونوں ٹانگیں بیک وقت اوپر کو اٹھیں اور آگے کی طرف جھکا ہوا بٹھاکر قلابازی کھا کر میز سے جا ٹکرایا

لیکن اس بار لیڈی سندرتا کے ستارے گردش میں آ گئے جیسے ہی وہ اچھل کر کھڑی ہوئی پچھلی دیوار کے قریب پڑا ہوا جاشورا بجلی کی سی تیزی سے تڑپا ــــــ اور دوسرے لمحے وہ یوں لیڈی سندرتا سے آ ٹکرایا جیسے لوہا مقناطیس کی طرف کھنچتا ہے۔ اور پھر لیڈی سندرتا چیختی ہوئی فرش پر گری ــــــ جاشورا نے بڑے ماہرانہ انداز میں اس کے گلے میں ایک باریک رسی ڈال کر اُسے بل دے دیا تھا۔ لیڈی سندرتا نے دونوں ہاتھ پھیلا کر انتہائی تیزی سے جاشورا کی دونوں اطراف کی پسلیوں پر مارنے چاہے ــــــ یہ انتہائی خوفناک ضرب تھی لیکن جاشورا یک لخت اچھل کر اس خوفناک داؤ سے بچ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ دوسری طرف الٹ گیا۔ اور لیڈی سندرتا کے حلق سے یک لخت غرغراہٹ کی آوازیں نکلیں اور پھر اس کا جسم ڈھیلا پڑتا گیا ــــــ اس کی گردن کے گرد کسی ہوئی باریک رسی نے اس کا سانس روک دیا تھا۔ اس کا خوب صورت چہرہ بُری طرح مسخ ہو گیا تھا۔

"ارے رسی کھولو ــــــ یہ مر جائے گی" ــــــ بٹھاکر نے چیخ کر کہا۔

اور جاشورا نے تیزی سے رسی کے سرے چھوڑ دیئے۔ لیکن لیڈی سندرتا اُسی طرح بے ہوش پڑی تھی۔ البتہ رسی ڈھیلی ہو جانے پر اس کا مسخ ہوتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہونے لگ گیا تھا۔

"واقعی یہ ٹیڑھی کھیر ہے" ــــــ بٹھاکر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"باس" ——— یک لخت جاشورا نے منہ پر انگلی رکھتے ہوئے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

اور بھاکر نے اُسے چونک کر دیکھا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے اچھل کر دیوار کی سائیڈ پر ہو گیا۔ جب کہ جاشورا نے جھک کر رسی فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی لیڈی سندرتا کی گردن سے علیحدہ کرنی شروع کر دی ——— بھاکر جیسے ہی سائیڈ دیوار کے ساتھ لگا۔ دیوار درمیان سے کھل گئی اور بھاکر غائب ہو گیا۔

پانچ منٹ بعد وہی دیوار ایک بار پھر کھلی اور بھاکر اندر داخل ہوا۔ لیکن اس بار اس کے کاندھے پر ایک بے ہوش آدمی لدا ہوا تھا۔ اس نے اس بے ہوش آدمی کو لا کر لیڈی سندرتا کے ساتھ ہی فرش پر پھینک دیا ——— بے ہوش آدمی کے سر کے پچھلے حصے پر ایک بڑا سا گومڑ ابھرا ہوا تھا۔

"یہی علی عمران ہے باس ——— لیڈی سندرتا اس کے پاس تھی" ——— جاشورا نے کہا۔

"یہ ——— یہ علی عمران" ——— بھاکر یوں بدکا جیسے اس کا پیر کسی سانپ پر آگیا ہو۔ لہجہ ایسا تھا جیسے اُسے جاشورا کی بات کا یقین نہ آرہا ہو۔

"ہاں باس ——— یہی علی عمران ہے" ——— جاشورا نے یقین دلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— چیف باس خواہ مخواہ اس کے قصیدے گا رہے تھے یہ تو کیچوے سے بھی زیادہ بے ضرر ثابت ہوا سٹک کی ایک ہی ضرب

سے چیں بول گیا" ——— بھاکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سٹک ——— اوہ ——— آپ نے سٹک استعمال کیا۔ تبھی یہ قابو آگیا۔ ورنہ یہ بے حد چوکنا آدمی ہے" ——— جاشورا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— اگر یہ علی عمران ہے تو پھر اسے بھی بطور تحفہ چیف باس کے پیش کر دوں گا۔ تاکہ چیف باس کو بھی پتہ چلے کہ بھاکر کتنی صلاحیتیں رکھتا ہے" ——— بھاکر نے کہا اور جاشورا نے سر ہلا دیا اور بھاکر تیزی سے فون کی طرف بڑھ گیا۔

جولیا کے فلیٹ میں محفل جمی ہوئی تھی۔ خاور دلچسپ لطیفے سنا رہا تھا اور سب ہنستے ہنستے پاگل ہو رہے تھے۔ پچھلے کچھ دنوں سے سیکرٹ سروس فارغ تھی ـــــ اس لئے وقت گزارنے کے لئے انہوں نے یہ طے کر رکھا تھا کہ روزانہ کسی نہ کسی ممبر کے فلیٹ میں جا کر گپ شپ لگائی جائے۔ اس روز سارے ممبروں کے لنچ۔ ڈنر۔ چائے سگرٹوں کا سارا خرچہ اس ممبر کے ذمہ ہوتا تھا ـــــ اس طرح وقت بے حد خوشی سے گزر جاتا تھا۔ یہ محفلیں دس گیارہ بجے جمتی تھیں اور شام تک وہ فلیٹ میں ہی رہتے تھے۔ اس کے بعد وہ کسی نہ کسی اچھے ہوٹل میں جا کر ڈنر کھاتے اور اس کے بعد اپنے اپنے فلیٹس پر چلے جاتے ـــــ جولیا نے ان محفلوں کی اجازت ایکسٹو سے لی تھی۔ تاکہ اگر ایکسٹو کو ان کی فوری ضرورت پڑے تو اسے معلوم ہو کہ وہ کسی نہ کسی ممبر کے فلیٹ میں موجود ہوں گے۔

آج یہ محفل جولیا کے فلیٹ میں جمی ہوئی تھی ابھی سب ممبر پہنچے تھے جولیا کچن میں چائے بنانے میں مصروف تھی اور باقی ممبر آپس میں گپ شپ کر رہے تھے کہ دروازہ کھلا اور تنویر اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ مسرت سے کھلا پڑ رہا تھا۔

"کیا بات ہے تنویر آج کچھ ضرورت سے زیادہ ہی خوش نظر آ رہے ہو" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھئی جب ایک ساتھی کی شادی ہو رہی ہو تو پھر خوش ہونا ہی پڑتا ہے۔ ہم خوش نہیں ہوں گے تو کون خوش ہوگا" ـــــ تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شادی ـــــ کس کی شادی ہو رہی ہے۔ کل تک تو کسی نے نہیں بتایا" ـــــ کمرے میں بیٹھے ہوئے سب افراد بری طرح چونک پڑے۔ جولیا بھی تنویر کی بات سن کر کچن سے نکل آئی ان سب کے چہروں پر حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

"ویسے بڑا اونچا ہاتھ مارا ہے" ـــــ تنویر نے اور زیادہ باچھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

"کس نے ہاتھ مارا ہے۔ کچھ بتاؤ بھی سہی" ـــــ جولیا نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"عمران نے اور کس نے ـــــ عمران کی شادی ہو رہی ہے" تنویر نے کہا۔ اور اس کی بات کا اثر سب پر ایسے ہوا جیسے ان کے سروں پر بم کا دھماکہ ہوا ہو۔ جولیا تو نمایاں طور پر لڑکھڑا کر رہ گئی۔

"عمران کی شادی ـــــ میرا خیال ہے اب تم نے جاگتے میں بھی

خواب دیکھنا شروع کر دیا ہے" ___ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ یقین نہ آئے تو سلیمان سے پوچھ لو" تنویر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔ اور وہ سب حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ تنویر کی بات کا کسی کو یقین نہ آ رہا تھا۔

"اچھا ___ پہلے تم بتاؤ تم کس بنیاد پر یہ بات کہہ رہے ہو" کیپٹن شکیل نے کہا۔

جولیا بری طرح دانتوں سے ہونٹ کاٹ رہی تھی۔ "ابھی تھوڑی دیر پہلے میں عمران کے فلیٹ کے سامنے سے گزرا تو میں نے عمران کو فلیٹ سے نیچے اترتے دیکھا اس کے دونوں ہاتھوں میں دو سفری سوٹ کیس تھے ___ اور ایک غیر ملکی دوشیزہ جس نے دلہن کے رنگ کا یعنی سرخ رنگ کا اسکرٹ پہنا ہوا تھا۔ دلہن کے انداز میں اس کے پیچھے فلیٹ کی سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ میں یہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا چنانچہ میں نے کار ایک طرف روک دی ___ عمران نے گیراج سے اپنی کار نکالی اور پھر اس نے دونوں سوٹ کیس پیچھے رکھے اور اس محترمہ کو اگلی سیٹ پر بیٹھنے کے لئے کہا۔ اس کے بعد کار آگے بڑھ گئی" ___ تنویر نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"تو اس سے تم نے یہ سمجھ لیا کہ عمران اس سے شادی کر رہا ہے۔ میرے خیال میں اب تمہارے پیچ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ڈھیلے ہو گئے ہیں" ___ جولیا نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو تو سہی ___ اس لڑکی کے انداز دیکھ کر مجھے شک ہوا کہ

دال میں کچھ کالا ہے۔ چنانچہ میں اس کے فلیٹ پر گیا تو سلیمان نے مجھے بتایا کہ محترمہ کا نام لیڈی سندرتا ہے۔ وہ شری ٹنکا سے آئی ہے ___ اور وہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف کرنل باشمورے کی بھتیجی ہے۔ اور کرنل باشمورے کے سر رحمان کے ساتھ انتہائی گہرے اور دیرینہ تعلقات ہیں اور یہ بھی کہ لیڈی سندرتا اور عمران کی شادی ہو رہی ہے" ___ تنویر نے تفصیل سے بتایا۔

"یہ سلیمان کی شرارت ہوگی" ___ صفدر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"عمران کا انداز بتا رہا تھا کہ سلیمان سچ کہہ رہا ہے" ___ تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔ خوشی کے مارے اس کی اس طرح باچھیں کھل رہی تھیں جیسے عمران کی بجائے اس کی شادی ہو رہی ہو۔ سارے ممبران اس کی خوشی کی اصل وجہ بخوبی سمجھ رہے تھے کہ دراصل یہ خوشی عمران کے راستے سے ہٹ جانے کی وجہ سے اُسے محسوس ہو رہی ہے ___ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق جولیا کے ساتھ اس کی شادی میں عمران سب سے بڑی رکاوٹ تھا۔ اور ظاہر ہے جب عمران کی شادی ہو جائے گی تو میدان صاف ہو جائے گا۔ اس وجہ سے اس کی باچھیں کھلی جا رہی تھیں۔

"ٹھہرو ___ میں سلیمان سے خود بات کرتا ہوں" ___ صفدر نے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا ضرورت ہے۔ اگر وہ شادی کر رہا ہے تو کرتا رہے۔ ہماری بلا سے" ___ جولیا نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی

آنکھوں میں بھرا ہوا پانی صاف نظر آنے لگا تھا۔ وہ شاید باقی لوگوں کی [illegible] سے بڑی مشکل سے ضبط کر رہی تھی ورنہ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ کسی بھی لمحے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے گی ـــــ اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور تیزی سے باورچی خانے کی طرف دوڑ پڑی۔

"پاگل ہو گئی ہو جولیا ـــــ تم عمران کی طبیعت تو اچھی طرح جانتی ہو۔ وہ تو پتھر ہے پتھر" ـــــ تنویر نے اونچی آواز سے کہا۔

جولیا کے اس انداز نے کمرے میں موجود سب افراد کو سنجیدہ کر دیا تھا سوائے تنویر کے۔ اس کے چہرے پر ابھی تک مسکراہٹ تھی ـــــ شاید وہ سمجھ رہا تھا کہ یہ جولیا کا وقتی رونا دھونا ہے بعد میں خود ہی وہ ایڈجسٹ ہو جائے گی۔ جولیا کی طرف سے جب کوئی جواب نہ ملا تو صفدر نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے عمران کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان - میں صفدر بول رہا ہوں۔ عمران کہاں ہے" صفدر نے بے حد سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"اوہو صفدر صاحب ـــــ شاید تنویر نے آپ کو بتایا ہو گا۔ ابھی تنویر صاحب فلیٹ سے ہو کر گئے ہیں" ـــــ سلیمان خاصا ذہین آدمی تھا۔ اس لئے وہ فوراً ہی اصل بات کی تہہ تک پہنچ گیا تھا۔

"ہاں تنویر نے مجھے بتایا ہے لیکن تمہیں تنویر کو یہ الٹی سیدھی پٹی

پڑھانے کی کیا ضرورت تھی" ـــــ صفدر نے سخت لہجے میں کہا۔

"الٹی سیدھی پٹی ـــــ نہیں صفدر صاحب ـــــ میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی" ـــــ سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ سلیمان صرف صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ سنجیدہ رہا کرتا تھا کیونکہ وہ دونوں ہمیشہ اس کے ساتھ سنجیدہ رہتے تھے۔

"تم نے اسے نہیں بتایا کہ عمران کسی لیڈی سندرتا کے ساتھ شادی کر رہا ہے" ـــــ صفدر نے چیں بچیں ہوتے ہوئے کہا۔

"تو اس میں الٹی سیدھی پٹی کون سی ہو گئی۔ میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی" ـــــ سلیمان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

اور صفدر یوں چونک پڑا جیسے اسے سلیمان کی طرف سے اس جواب کی قطعاً توقع نہ تھی۔

"کیا مطلب ـــــ یہ نتیجہ تم نے کیسے اخذ کر لیا" ـــــ صفدر نے کہا۔

"جناب ـــــ میں سر رحمان کے گھرانے کا پرانا نوکر ہوں۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ شری ٹنکا کے کرنل باشمورے اور سر رحمان کے درمیان کیسے تعلقات ہیں ـــــ آج سے کئی سال پہلے سر رحمان کرنل باشمورے سے ملنے شری ٹنکا گئے تھے۔ بڑی بیگم صاحبہ بھی ساتھ گئی تھیں۔ اس لئے اب اچانک لیڈی سندرتا کی آمد اور عمران کا اس پر یوں ریشہ خطمی ہو جانا صاف بتا رہا ہے کہ بات آگے بڑھ گئی ہے" ـــــ سلیمان نے کہا۔

"تم مجھے شروع سے بتاؤ کہ لیڈی سندرتا کیسے آئی۔ کیا اُسے
سر رحمان نے بھیجا تھا۔ ظاہر ہے وہ تو سر رحمان کے پاس آئی
ہوگی ——— اب ظاہر ہے وہ سیدھی عمران کے فلیٹ میں تو نہیں
آسکتی۔ اور سر رحمان جس طبیعت کے آدمی ہیں وہ لیڈی سندرتا
کو اکیلے عمران کے پاس کہاں بھیجنے والے تھے۔ مجھے کوئی خاص چکر
نظر آ رہا ہے" ——— صفدر نے باقاعدہ جرح کرتے ہوئے کہا۔
"لیڈی سندرتا ایک دبلے پتلے آدمی کے ساتھ فلیٹ میں آئی
عمران صاحب اس وقت ناشتہ کر رہے تھے۔ وہ بڑے بے تکلفانہ
انداز میں عمران کے ساتھ ناشتے میں شامل ہوگئی ——— اس وقت
تک شاید عمران بھی اُسے نہ جانتے تھے۔ پھر لیڈی سندرتا نے
کرنل باشمورے کا خط عمران کو دیا تو عمران صاحب کو پتہ چلا۔ ان کے
درمیان راز و نیاز کی باتیں شروع ہوگئیں ——— اور انہوں نے
لیڈی سندرتا کے ساتھی کو باہر بھیج دیا۔ لیکن پھر لیڈی سندرتا
کا ساتھی واپس آیا تو اس کی پشت میں خنجر مارا گیا تھا۔ اس کے بعد
دو مسلح آدمی اندر داخل ہوئے ——— جن میں سے ایک کو میں نے
مار بھگایا اور دوسرے کو عمران صاحب نے۔ اس کے بعد عمران صاحب
نے ٹائیگر کو بلا کر اس دبلے پتلے آدمی کی لاش اٹھوا دی۔ اس کے
بعد وہ لیڈی سندرتا کو ساتھ لے کر چلے گئے ——— جاتے ہوئے
میں نے خود اپنے کانوں سے سنا تھا کہ لیڈی سندرتا کہہ رہی تھیں
کہ وہ سارے شہر کو بتا دیں گی کہ ان کا نام مسز سندرتا عمران ہے۔
اور صاحب انہیں منع کر رہے تھے" ——— سلیمان نے تفصیل

بتاتے ہوئے کہا۔
"تو تم نے تنویر کو کہہ دیا کہ وہ شادی کر رہے ہیں۔ شادی اس طرح
ہوتی ہے کہ لیڈی سندرتا کے ساتھی کو ہلاک کر دیا گیا۔ مسلح افراد
نے فلیٹ پر حملہ کیا تم شادی کا چکر چلا رہے ہو" ——— صفدر نے
انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔
"جناب ——— غیر ملکیوں کے ساتھ شادیوں میں ایسا ہوتا ہی رہتا
ہے" ——— سلیمان نے وضاحت کرنے کی کوشش کرتے
ہوئے کہا۔
"احمق ہو تم ——— خواہ مخواہ ایک نیا چکر چلا دیا" ——— صفدر نے
غصیلے لہجے میں کہا اور ٹیلی فون بند کر دیا۔
"سلیمان درست کہہ رہا ہے۔ تم نے اس لیڈی سندرتا کا
انداز نہیں دیکھا تھا۔ اگر تم دیکھتے تو تم بھی اسی نتیجے پر پہنچتے" ——— تنویر
نے کہا۔
صفدر نے اُسے کوئی جواب دینے کی بجائے ایکسٹو کے نمبر
گھمانے شروع کر دیئے۔
"ایکسٹو" ——— چند لمحوں بعد مخصوص آواز سنائی دی۔
"صفدر بول رہا ہوں جناب" ——— صفدر نے مؤدبانہ لہجے
میں کہا۔ اور پھر اس نے سلیمان کی بتائی ہوئی حملہ آوروں اور
لیڈی سندرتا کے ساتھی کے خنجر لگنے تک سوائے شادی کے
ساری بات بتا دی۔
"فون کرنے کا مقصد" ——— ایکسٹو نے ساری بات سننے

کے بعد اُسی طرح سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"جناب اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کیس شروع ہو گیا ہے۔ اس لئے میں نے فون کیا تھا تاکہ اگر کوئی بات ہو تو ہم حرکت میں آ جائیں" —— صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کوئی کیس نہیں ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کوئی کیس ہوتا تو مجھے علم نہ ہوتا" —— دوسری طرف سے ایکسٹو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"میرا خیال ہے کیس واقعی شروع ہو گیا ہے۔ آج ہی میں نے اخبار میں پڑھا ہے کہ شہری ٹنکا کے ایک سائنسدان بالمورا کو اغوا کر لیا گیا ہے —— اور رپورٹ کے مطابق اس اغوا کی ذمہ داری شہری ٹنکا کی ایک باغی تنظیم سالومن پر ڈالی گئی ہے۔ اور اب یہ شہری ٹنکا کی سیکرٹ سروس کے چیف کرنل باشمورے کی بھتیجی کی اس طرح آمد —— اور پھر عمران کے فلیٹ پر مسلح حملہ اور لیڈی سندرتا کے ساتھی کا قتل۔ یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ کوئی کیس واقعی شروع ہو چکا ہے۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے صورت حال ایسی بنی ہو گی کہ کرنل باشمورے نے اپنے دیرینہ تعلقات کی بنا پر عمران کے پاس سفارشی رقعہ بھیجا ہو گا کہ عمران اس سلسلہ میں کام کرے —— اور باغی تنظیم سے چھپانے کے لئے انہوں نے اپنی بھتیجی کو بھیجا ہو گا۔ تاکہ کسی کو شک نہ پڑ سکے۔ لیکن باغی تنظیم کو شاید اس کا پتہ چل گیا ہو گا۔ اس لئے انہوں نے عمران کے فلیٹ پر حملہ کیا ہو گا"

کیپٹن شکیل نے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست معلوم ہو رہی ہے۔ یقیناً ایسا ہی ہوا ہو گا۔ میں نے بھی اخبار میں پڑھا ہے۔ میرا خیال ہے کرنل باشمورے نے رقعہ سر رحمان کو بھیجا ہو گا —— کیونکہ سائنسدان کے اغوا کی تفتیش انٹیلی جنس کر رہی ہے۔ لیکن یہ لیڈی سندرتا سر رحمان کے پاس براہِ راست جانے کے عمران کے پاس پہنچ گئی ہو گی —— ہو سکتا ہے سلیمان کے کہنے کے مطابق دونوں خاندانوں کے درمیان اس رشتے کی بات چیت چلی ہو۔ اور لیڈی سندرتا کے ذہن میں یہ بات ہو —— چنانچہ وہ عمران کے پاس آ گئی ہو۔ تاکہ عمران سے مل سکے" —— صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر عمران اُسے لے کر یقیناً سر رحمان کے پاس گیا ہو گا" —— جولیا نے کہا۔ وہ باورچی خانے سے نکل آئی تھی۔

"نہیں —— عمران ایسا آدمی نہیں ہے کہ کسی کیس کا پتہ چلے اور وہ کیس دوسرے کو ٹرانسفر کر دے۔ اب دیکھو اس نے ایکسٹو کو بھی ہوا نہیں لگنے دی" —— کیپٹن شکیل نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات کرتا۔ دروازہ کھلا اور نعمانی اندر داخل ہوا۔

"خیریت نعمانی —— آج تم خاصے لیٹ ہو" —— جولیا نے پوچھا وہ شاید میزبان ہونے کی وجہ سے تکلفاً پوچھ رہی تھی۔

"ایک دوست بیمار تھا۔ میں کئی دنوں سے سوچ رہا تھا کہ اُسے

پوچھ آؤں - آج پہلے ادھر ہی چلا گیا - ارے ہاں - یہ عمران تو بڑا گھاگ آدمی ہے - چھپ چھپ کر عیش کرتا ہے اور ہم پر شرافت کا رعب ڈالے رہتا ہے" ___ نعمانی نے ایسے چونک کر کہا جیسے اُسے کوئی بات یاد آ گئی ہو -

" عیش ___ کیا مطلب " ___ نعمانی کی بات سن کر سب ہی چونک پڑے -

" ایک بڑی خوب صورت غیر ملکی حسینہ کے ساتھ مین مارکیٹ میں گھوم رہا تھا میرے سامنے وہ اس کی کار سے نیچے اتری - اس کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا ___ عمران اس سے ایسے بات کر رہا تھا جیسے صدیوں سے اس پر عاشق ہو اور وہ بھی بڑی لفٹ کرا رہی تھی - میں اس وقت وہاں سے گزر رہا تھا - پہلے تو میں نے سوچا کہ اس سے پوچھ لوں کہ یہ محترمہ کون ہے ___ کیونکہ اس سے پہلے میں نے اُسے کبھی نہ دیکھا تھا - لیکن پھر میں آگے نکل گیا - کیونکہ مجھے یہاں بھی پہنچنا تھا - اور ہاں میرا دوست گارڈن ٹاؤن میں رہتا ہے جب میں اس کی عیادت کر کے واپس آ رہا تھا تو میں نے عمران کی کار وہاں دیکھی تھی - وہ خالی تھی ___ میں نے عمران کو دیکھنے کی کوشش کی لیکن عمران کہیں نظر نہ آیا تو میں عمران کی کار میں ایک چٹ چھوڑ کر چلا آیا چٹ پر میں نے لکھا تھا مزے ہو رہے ہیں - جب عمران پڑھے گا تو خوب سنے گا" ___ نعمانی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا -

" اس لڑکی نے سرخ رنگ کا اسکرٹ پہن رکھا تھا " ___ تنویر نے مسکراتے ہوئے پوچھا -

" ہاں ہاں ___ کیوں تم نے اُسے کہاں دیکھا ہے " ___ نعمانی نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا -

" یہ بتاؤ نعمانی ___ کہ عمران کی کار گارڈن ٹاؤن میں کہاں کھڑی تھی - اور یہ کتنی دیر پہلے کی بات ہے " ___ صفدر نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا -

" آخر بات کیا ہے - کچھ مجھے بھی تو پتہ چلے آپ تو بے حد سنجیدہ لگ رہے ہیں " ___ نعمانی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا اور صفدر نے مختصر طور پر اُسے بتا دیا کہ وہ کس سلسلے میں سوچ بچار کر رہے ہیں -

" یہ کوئی ایسی بات تو نہیں کہ ہم خواہ مخواہ سر کھپاتے پھریں - اگر کوئی کیس واقعی ہے ہی سہی تو جیسا تم بتا رہے ہو کہ ایکسٹو کو اس کا علم نہیں ہے تو ٹھیک ہے ___ بھگتتا پھرے عمران - جب ایکسٹو ہمیں حکم دے گا تب دیکھا جائے گا " ___ نعمانی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا -

" یہی عمران اور ہم میں فرق ہے - وہ کام کرتا ہے بغیر یہ دیکھے کہ اس سے اُسے کوئی فائدہ ہو گا یا نہیں - اور نتیجہ یہ کہ ہم جو صرف ایکسٹو کے اشاروں پر چلتے ہیں - اس کے مقابلے میں کٹھ پتلیاں بن کر رہ جاتے ہیں ___ اس کے بعد بھی ہمیں عمران سے ہی گلہ ہوتا ہے کہ وہ سارا مشن خود مکمل کر لیتا ہے " ___ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا -

" تو تمہارا مطلب ہے کہ ہم ایکسٹو کو بتائے بغیر اس کیس پر کام

شروع کر دیں" ——— تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جب کوئی ٹھوس اور واضح بات سامنے آئے گی تو ایکسٹو کو بھی بتا دیں گے۔ اس طرح ہماری کارگزاری بھی ایکسٹو کے سامنے ظاہر ہو جائے گی۔ اور ہم عمران کو بھی پیچھے چھوڑ سکتے ہیں" ——— صفدر نے کہا۔

"چلو ——— اگر سب کا یہی فیصلہ ہے تو مجھے کیا اعتراض ہے۔ ویسے ایک بات بتا دوں۔ عمران اس غیر ملکی حسینہ کے ساتھ کسی کوٹھی میں دادِ عیش دے رہا ہو گا۔ اور ہم خواہ مخواہ چکر لگاتے پھریں گے" تنویر نے دانستہ جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ ——— عمران کو میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ وہ ایسا نہیں ہے" ——— جولیا نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور تنویر نے یوں منہ بنا لیا جیسے کونین کی دس بارہ گولیاں اکٹھی ہی اس کے دانتوں تلے آ گئی ہوں۔

"میرا خیال ہے ہمیں فوری طور پر گارڈن ٹاؤن چلنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ عمران وہاں سے نکل جائے۔ کم از کم صورت حال تو سامنے آ جائے گی" ——— صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن ...." ——— تنویر نے کچھ کہنا چاہا۔

"تم نہیں چاہتے تو ٹھیک ہے۔ ہم بہرحال جا رہے ہیں" جولیا نے فوراً ہی اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ جولیا اب سب سے زیادہ پُرجوش نظر آ رہی تھی۔ وہ شاید اصل بات کی تہہ تک پہنچنا چاہتی تھی۔

"ٹھیک ہے ——— چلو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کہ یہ عمران صاحب کتنے بڑے بگلا بھگت ہیں" ——— تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد یہ قافلہ تین کاروں میں لدا ہوا گارڈن ٹاؤن کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران کی کار وہاں موجود تھی لیکن وہ خالی تھی۔ اور نعمانی کی چٹ بھی سٹیرنگ کے ساتھ بندھی ہوئی صاف نظر آ رہی تھی اس کے شیشے بھی کھلے ہوئے تھے۔

"اوہ ——— اس کا مطلب ہے عمران واپس نہیں آیا" صفدر نے نعمانی کی چٹ دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب اُسے کہاں ڈھونڈھیں۔ نجانے وہ کون سی کوٹھی میں ہو گا" ——— تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

صفدر نے ادھر اُدھر دیکھا۔ اور پھر اُسے ایک کونے میں موجود بک سٹال نظر آ گیا۔ صفدر تیز تیز قدم اٹھاتا بک سٹال کی طرف بڑھ گیا ——— بک سٹال پر ایک سفید ریش بزرگ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے شاید ریٹائرمنٹ کے بعد یہ بک سٹال کھول لیا تھا۔

"بزرگوار ——— یہ سامنے جو کار کھڑی ہے۔ اس پر میرا دوست یہاں آیا ہے۔ مجھے اس سے فوری ملنا ہے۔ اگر آپ کو علم ہو کہ وہ کدھر گئے ہیں" ——— صفدر نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"تو وہ احمق سا نوجوان تمہارا دوست ہے۔ لیکن تم تو مجھے شریف آدمی نظر آ رہے ہو۔ تم ایسے آوارہ نوجوانوں کو کیوں دوست بناتے

ہو" ـــــ بوڑھے نے بڑے چڑچڑے سے انداز میں کہا۔

"آوارہ ـــــ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں وہ تو انتہائی سیدھا سادھا اور شریف نوجوان ہے" ـــــ صفدر نے جان بوجھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شرافت اس کا نام ہے کہ جہاں کوئی خوب صورت لڑکی نظر آئی اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ ویسے آج کل کی لڑکیاں بھی کسی سے کم نہیں۔ آوے کا آوا ہی بگڑ گیا ہے" ـــــ بوڑھے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بزرگوار ـــــ آخر ہوا کیا۔ مجھے تو آپ کی باتوں نے تشویش میں ڈال دیا ہے۔ اگر وہ غلط آدمی ہے تو میں آج ہی اس سے دوستی ختم کر دوں گا" ـــــ صفدر نے کہا۔

"واہ ـــــ اسے کہتے ہیں شرافت۔ میرا قیافہ غلط نہیں ہو سکتا تمہاری رگوں میں واقعی شریف ماں باپ کا خون دوڑ رہا ہے" بوڑھے نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ گیا کہاں ہے۔ اگر واقعی اس نے کوئی غلط کام کیا ہے تو میں اسے آپ کے سامنے جوتیاں ماروں گا" ـــــ صفدر نے دل ہی دل میں ہنستے ہوئے لیکن بظاہر بے حد سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ادھر گلی میں گیا ہے۔ گلی کے آخر میں جو کوٹھی ہے۔ اس کی انیکسی میں شری ٹنکا کے لوگ آ رہے ہیں۔ پچھلے دو ہفتوں سے۔ آج ان میں ایک آدمی ایک خوب صورت سی لڑکی کے ساتھ اس سامنے والی کوٹھی کے پھاٹک پر ٹیکسی سے اترا ـــــ اور پھر وہ دونوں

اس کوٹھی میں چلے گئے۔ تمہارا یہ دوست یہاں کار روک کر ان کے پیچھے گیا اور اس کے بعد وہ شری ٹنکا والے تو ایک کار میں واپس چلے گئے ـــــ لیکن وہ لڑکی اور تمہارا دوست شاید ابھی تک اس انیکسی کے اندر ہی ہیں۔ پہلے تو میرا جی چاہا کہ پولیس کو فون کر کے چھاپہ ڈلوا دوں۔ پھر میں چپ ہو گیا کہ اوباش لوگ ہیں کون ان کے منہ لگتا پھرے" ـــــ بوڑھے نے کہا۔

"اوہ اچھا ـــــ میں دیکھتا ہوں" ـــــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس پلٹا۔

"لیکن یہ اتنی ساری کاریں اور یہ آدمی اور تمہارے ساتھ بھی کوئی یورپی لیڈی ہے۔ کیا وہ آوارہ تم سب کا دوست ہے" بوڑھے نے اسی لمحے چونک کر پوچھا۔ اسے شاید صفدر کے ساتھیوں کا خیال اب آیا تھا۔

"ہاں ـــــ یہ سب دوست ہیں" ـــــ صفدر نے مڑے بغیر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس گلی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اشارے سے اپنے ساتھیوں کو بھی ادھر آنے کے لئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب اس انیکسی کے پھاٹک کے سامنے کھڑے تھے۔ پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ اور اندر کوئی آدمی بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ صفدر نے انہیں بوڑھے سے معلوم ہونے والی تفصیل بتا دی۔

"اوہ ـــــ پھر تو واقعی کوئی خاص چکر ہے۔ اب تک تو یہی معلوم ہوا تھا کہ وہ لڑکی عمران کے ساتھ تھی۔ نعمانی نے اسے خود کار سے اترتے دیکھا تھا۔ اور اب بوڑھا بتا رہا ہے کہ عمران ان کا تعاقب کر

رہا تھا" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرا خیال ہے کوٹھی خالی ہے" ـــــ جولیا نے کہا۔

اور پھر وہ سب اندر داخل ہو گئے۔ دو بیڈ روم کی یہ انیکسی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی۔

"ارے ـــــ یہ تو وہی سوٹ کیس ہیں جو کار سے اترتے وقت اس لڑکی کے ساتھی کے ہاتھوں میں تھے" ـــــ نعمانی نے کہا۔

"ہاں ـــــ انہی سوٹ کیسوں کو میں نے فلیٹ سے اترتے وقت عمران کے ہاتھوں میں دیکھا تھا" ـــــ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس کمرے کی حالت بتا رہی ہے کہ یہاں اچھی خاصی جنگ ہوتی رہی ہے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے یہاں کی مکمل تلاشی لی جائے۔ شاید کوئی بات سامنے آ جائے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم کوٹھی کی تلاشی لو۔ میں ان سوٹ کیسوں کو دیکھتی ہوں" جولیا نے کہا۔ اور پھر اس نے سوٹ کیس کھولنے شروع کر دیئے۔ دونوں سوٹ کیسوں میں نسوانی ملبوسات اور اسی قسم کا روزمرہ کا سامان موجود تھا ـــــ وہ اُسے الٹ پلٹ کرتی رہی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک خفیہ خانے سے ایک کارڈ برآمد کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

"اوہ ـــــ تو لیڈی سندرتا شری لنکا سیکرٹ سروس کی رکن ہے" ـــــ جولیا نے کارڈ دیکھتے ہوئے چونک کر کہا۔

"کیا ہوا" ـــــ پاس کھڑے صفدر نے چونک کر کہا۔

"دیکھو یہ سیکرٹ سروس کا شناختی کارڈ ہے۔ اس پہ لیڈی سندرتا کا نام بھی لکھا ہوا ہے" ـــــ جولیا نے اٹھ کر کارڈ صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی" ـــــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے تنویر اور سلیمان دونوں ہی غلط سوچ رہے ہیں۔ لیڈی سندرتا عمران سے شادی کرنے نہیں آئی بلکہ وہ کسی خاص مشن پہ آئی ہے" ـــــ جولیا نے ایک طویل اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے ذہن سے ٹنوں بوجھ اتر گیا ہو۔

"اوہ ـــــ تو آپ ابھی تک اسی الجھن میں پھنسی ہوئی تھیں" صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے یہ کاغذ" ـــــ اچانک کیپٹن شکیل نے چونک کر کہا وہ اس وقت الماری کھولے اس کی تلاشی لینے میں مصروف تھا۔

"کاغذ" ـــــ صفدر اور جولیا نے بھی چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ کیپٹن شکیل فل سکیپ کا ایک کاغذ اٹھائے ان کی طرف مڑ رہا تھا۔ کاغذ خاصا مڑا تڑا تھا۔

"یہ تو کوڈ میں ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کوڈ میں ـــــ دکھانا ذرا" ـــــ صفدر نے کہا۔ اور پھر کیپٹن شکیل کے ہاتھوں سے کاغذ لے لیا۔

"یہ تڑا مڑا ایک کونے میں پھنسا ہوا تھا۔ بس اس کا کونا نظر آ رہا تھا پہلے تو میں نے خیال نہیں کیا۔ پھر جب میں نے اسے کھینچا تب پتہ

چلا" ـــــ کیپٹن شکیل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تو کوئی نامانوس سا کوڈ ہے۔ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا" صفدر نے کاغذ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے باقی ممبرز بھی کمرے میں آ گئے۔ وہ سب خالی ہاتھ تھے۔

"کچھ بھی نہیں ہے انیکسی میں۔ بالکل خالی پڑی ہوئی ہے" نعمانی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دکھاؤ ـــــ میں ٹرائی کر دوں شاید میری سمجھ میں آ جائے" جولیا نے صفدر کے ہاتھ سے کاغذ لیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہے یہ" ـــــ تنویر نے آگے ہوتے ہوئے پوچھا۔

"الماری سے کاغذ ملا ہے۔ نجانے کس کوڈ میں ہے" صفدر نے جواب دیا۔

"نہیں صفدر ـــــ یہ تو کوئی جناتی کوڈ ہے" ـــــ جولیا نے مایوسی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ تو ٹنکارا کوڈ ہے۔ مجھے دکھایئے۔ میں اسے ڈی کوڈ کر سکتا ہوں" ـــــ تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹنکارا کوڈ ـــــ وہ کیا ہوتا ہے۔ آج تک تو اس کا نام نہیں سنا" صفدر اور جولیا نے بیک آواز ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ گاٹکام کے پہاڑی باغی قبائل کا کوڈ ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس کے زمانے میں نے خاصا وقت گزارا ہے۔ گاٹکام کے علاقے میں" تنویر نے کہا۔

"اوہ ـــــ شری ٹنکا کا علاقہ بھی تو گاٹکام کی پہاڑیوں سے ملحقہ

ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں بالکل یہ ٹنکارا کوڈ ہے۔ باغی قبائل کا اپنا ایجاد کردہ کوڈ" تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے فرش پر پڑا ہوا ایک خالی کاغذ اٹھا کر اس کاغذ پر موجود عبارت کو ڈی کوڈ کرنا شروع کر دیا ـــــ وہ سب اکٹھے ہو کر اس کی ڈی کوڈ کردہ عبارت کو پڑھنے میں مصروف تھے۔

"اوہ ـــــ تو یہ چکر ہے" ـــــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا" ـــــ جولیا نے پوچھا جو ان سب کے اکٹھے ہونے کی وجہ سے ذرا ایک طرف ہٹ گئی تھی۔ جولیا گو مغربی نژاد تھی لیکن پاکیشیا میں طویل عرصہ رہنے کے بعد اس میں بھی مشرقی اقدار کا پرتو آ گیا تھا ـــــ یہی وجہ تھی کہ کئی مردوں کے اکٹھے ہونے کی وجہ سے وہ ان سے ہٹ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

"مس جولیا ـــــ یہ تو بڑا گہرا چکر ہے۔ یہ سالومن تنظیم کے چیف کنگ کو بما کی طرف سے کسی بھٹاکر کے نام ہے۔ اس میں درج ہے کہ بھٹاکر منیجر ادرجا شورا سمیت پاکیشیا آئے گا اور بالمورا سائنسدان جب اپنے فرضی اغوا کا ڈرامہ رچا کر اس کے پاس پہنچے گا تو وہ اُسے خفیہ طور پر شری ٹنکا پہنچا دے گا ـــــ تاکہ لیڈی سندرتا کو بھی اغوا کر کے بالمورا کے پاس پہنچا دیا جائے اور اس طرح بالمورا کی شرط پوری ہو جانے پر اس سے بالمورا الفل کا فارمولا حاصل کر لیا جائے" ـــــ صفدر نے مختصر طور پر عبارت کا مفہوم بتاتے ہوئے

کہا۔

"اب میں سمجھ گئی کہ اصل چکر کیا ہے" ——— جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور سب جولیا کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"میرا اندازہ ہے کہ بالمورا دراصل سالومن تنظیم سے ملا ہوا ہے۔ لیکن وہ شاید اس لڑکی لیڈی سندرتا کا عاشق تھا۔ اس لئے اس نے بالمورا ائیل کا فارمولا سالومن تنظیم کو دینے کی شرط ہی لگائی کہ لیڈی سندرتا کو اس کے حوالے کیا جائے ——— اب صورت حال یہ ہو گی کہ لیڈی سندرتا سیکرٹ سروس کی رکن تھی۔ اس لئے شری ٹنکا میں اس کا اغوا وہاں کی پوری سیکرٹ سروس کو حرکت میں لا سکتا تھا ——— چنانچہ یہ پلان بنایا گیا ہو گا کہ بالمورا کے فرضی اغوا کا ڈرامہ پاکیشیا میں رچایا جائے۔ لیڈی سندرتا بالمورا کو برآمد کرنے کے لئے جب یہاں آئے تو اسے اغوا کر کے بالمورا کے پاس پہنچا دیا جائے ——— اس طرح شری ٹنکا والے یہی سمجھتے رہیں گے کہ لیڈی سندرتا پاکیشیا میں کام کر رہی ہے۔ یا کسی نے وہیں اسے اغوا کر لیا ہے۔ اور بالمورا کی تلاش بھی پاکیشیا میں ہوتی رہے گی" جولیا نے کہا۔

"آپ کا اندازہ درست معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کاغذ سے اسی قسم کا مفہوم نکلتا ہے۔ لیکن اس میں دو باتیں غور طلب ہیں۔ ایک تو یہ کہ بک سٹال والے بوڑھے کے مطابق لیڈی سندرتا ان لوگوں کے ساتھ اپنی مرضی سے آئی ——— حالانکہ انہوں نے عمران کے فلیٹ پر حملہ کر کے اس کے ساتھی کو بھی قتل کر دیا تھا۔ اور دوسری

بات یہ کہ تجویز کے مطابق کار میں عمران اور لیڈی سندرتا سوار ہوئے تھے۔ لیکن نعمانی کے مطابق مین مارکیٹ میں عمران کی کار سے لیڈی سندرتا کے ساتھ ایک اور آدمی بھی اترا۔ جو کہ بک سٹال والے کے مطابق شری ٹنکا کا باشندہ تھا ——— اور پھر عمران ان کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک آیا اور اب سب غائب ہیں تو اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ لیڈی سندرتا بھی دراصل ان سے ملی ہوئی تھی ——— اور عمران کے فلیٹ میں جانے کا مطلب اپنے ساتھی کو راستے سے ہٹانا تھا۔ تاکہ کل عمران گواہی دے سکے کہ واقعی اس کے ساتھی کو قتل کیا گیا ہے" ——— صفدر نے مزید تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر لیڈی سندرتا ان کے ساتھ ملی ہوئی تھی تو پھر یہ کام شری ٹنکا میں بھی ہو سکتا تھا۔ جب لیڈی سندرتا اور بالمورا آپس میں راضی تھے تو پھر سارا مسئلہ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ شرط کی ضرورت ہی نہیں تھی ——— اور پھر عمران بھی غائب ہے۔ میرا خیال ہے کہ لیڈی سندرتا کسی اور چکر میں ان کے ساتھ یہاں آئی ہے۔ اور پھر عمران ان کا تعاقب کرتا ہوا یہاں آیا تو ان لوگوں نے لیڈی سندرتا کے ساتھ ساتھ عمران کو بھی قابو میں کر لیا ——— جس طرح بھی کیا اس کے بعد وہ ان دونوں کو لے کر یہاں سے چلے گئے۔ جس کار میں واپسی کا ذکر بک سٹال والا بوڑھا کر رہا تھا اسی میں یقیناً لیڈی سندرتا اور عمران موجود ہوں گے اور لازماً بے ہوش ہوں گے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تمہاری بات درست لگتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ اب یہاں سے نکلنے کی کوشش کریں گے تو ہمیں انہیں روکنا چاہیئے" ——— جولیا نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں یہ ساری باتیں ایکسٹو کو بتا دینی چاہئیں۔ اس کے بعد وہ جو بھی حکم دے" ——— تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہاں فون ہے میں بات کرتی ہوں" ——— جولیا نے تائید بھرے انداز میں کہا اور پھر وہ فون کی طرف بڑھ گئی۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحے تو وہ لاشعوری کیفیت میں بے حس و حرکت پڑا رہا۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور جاگنے لگا۔ اور اُسے وہ منظر یاد آگیا جب وہ گارڈن ٹاؤن کی انیکسی میں داخل ہو کر ایک روشندان سے اندر کمرے میں ہونے والی لیڈی سندرتا اور سالومن تنظیم کے افراد کی جنگ دیکھ رہا تھا۔ کہ اچانک اس کی کھوپڑی کے پچھلے حصے پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی ——— یہ ضرب اس قدر شدید تھی کہ ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں اس کے ذہن پر تاریکی کی دبیز چادر سی پھیل گئی تھی۔ اور اس کے بعد اس کی آنکھ اب کھلی تھی۔ اس نے پوری طرح بیدار ہوتے ہی اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی ——— لیکن دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا اس کا جسم ایک سٹریچر نما تختے کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ اس نے سر گھما کر دیکھا تو اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی ——— ذرا فاصلے پر ویسے ہی تختے پر لیڈی سندرتا

بھی بندھی ہوئی پڑی تھی ۔ اس کی آنکھیں بند تھیں ۔ اور چہرے کا رنگ زرد تھا ۔ اس کے چہرے کا رنگ دیکھ کر عمران چونک پڑا کیونکہ ایسا رنگ طویل بے ہوشی کے انجکشن لگنے کا ہی نتیجہ ہوتا تھا ۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا ۔ بڑے بڑے پتھروں کا بنا ہوا ۔ چھت کے قریب ایک گول سوراخ تھا ۔ جس میں سے ہوا آ رہی تھی ۔ کمرے میں اس سوراخ کے علاوہ نہ کوئی کھڑکی تھی اور نہ دروازہ ۔ چاروں طرف بڑے بڑے پتھر ہی تھے ۔

عمران سوچنے لگا کہ وہ کہاں ہو سکتا ہے ۔ اس نے اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کی ۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر چونک پڑا ۔ کیونکہ اس کے جسم کی حرکت بے حد سست تھی ـــــ ایسا لگتا تھا جیسے اس کا جسم کسی سست کر دینے والی دوا کے زیر اثر ہو ۔ اور اسی لمحے صورت حال اس پر واضح ہو گئی ۔ یقیناً اسے بھی لیڈی سندرتا کی طرح طویل بے ہوشی کے انجکشن لگائے گئے تھے ـــــ لیکن عمران اپنی بے پناہ قوت مدافعت کی وجہ سے وقت سے پہلے ہوش میں آ گیا تھا ۔ جب کہ لیڈی سندرتا ابھی تک بے ہوش تھی ۔

ابھی وہ یہ سب کچھ سوچ رہا تھا کہ گڑگڑاہٹ کی تیز آواز پیدا ہوئی اور عمران نے چونک کر اس آواز کے منبع کی طرف دیکھا ۔ ایک بڑی سی چٹان دروازے کی طرح کھل رہی تھی ـــــ اور پھر چار افراد ایک ایک کر کے اندر داخل ہوئے ۔ ان میں سے ایک گوریلے نما آدمی تھا ۔ انتہائی لحیم شحیم اس کا چہرہ کرخت اور انتہائی سخت گیر تھا ۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں سانپ جیسی چمک تھی ـــــ اس کے پیچھے جو آدمی

تھا وہ وہی تھا جسے عمران نے گارڈن ٹاؤن کی انیکسی میں دیکھا تھا ۔ اور جسے بٹھاکہ کے نام سے پکارا گیا تھا ۔ تیسرا آدمی ایک پریشان کن بالوں والا تھا جو شکل و صورت سے ہی کوئی فلاسفر قسم کا آدمی لگتا تھا ۔ اور آخر میں ایک لمبا تڑنگا آدمی تھا ۔ جس کے ہاتھ میں جدید قسم کی سٹین گن تھی ۔

" بالمورا ـــــ دیکھو یہی ہے ناں تمہاری محبوبہ لیڈی سندرتا " گوریلے نما آدمی نے اس پریشان بالوں والے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" ہاں کنگ کوبرا ۔ واقعی یہی ہے ۔ لیکن یہ تو شاید بے ہوش ہے " نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔ اس کی نظریں بڑے والہانہ انداز میں لیڈی سندرتا پر جمی ہوئی تھیں ۔ لہجہ خاصا پرجوش تھا اور اس کا نام سنتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ وہی سائنسدان ہے جس کے اغوا کا مشن لے کر لیڈی سندرتا اس کے پاس آئی تھی ۔

" یہ ہوش میں آ کر تمہاری کنیز بن جائے گی ۔ تمہارے اشاروں پر ناچنے والی " ـــــ اس گوریلے نما آدمی نے جسے کنگ کوبرا کہا گیا تھا نے دانت نکالتے ہوئے کہا ۔

" تو پھر اسے ہوش میں لے آؤ " ـــــ بالمورا نے بے چین لہجے میں کہا ۔

" ابھی نہیں ۔ ابھی تمہارے اور ہمارے درمیان معاہدہ کی ساری شرائط کی تکمیل نہیں ہوئی ۔ تمہیں چونکہ یقین نہیں آ رہا تھا اس لئے میں نے تمہیں دکھا دیا ہے کہ لیڈی سندرتا واقعی ہمارے قبضے

میں ہے۔ اب باقی شرائط پوری ہو جائیں گی تو پھر لیڈی سندرتا تمہارے حوالے کر دی جائے گی"۔۔۔۔۔ کنگ کوبرا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں ساری شرائط کی تکمیل کے لئے تیار ہوں"۔۔۔۔۔ بالموا نے فوراً ہی کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ بھٹاکر بالموا کو لے جاؤ۔ اور دفتر میں بٹھاؤ۔ میں آرہا ہوں۔ میں ذرا اس عمران سے دو باتیں کر لوں یہ ہوش میں آچکا ہے"۔۔۔۔۔ کنگ کوبرا نے بھٹاکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔۔ بھٹاکر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ بالموا کو ہمراہ لے کر اس پتھریلے کمرے سے باہر چلا گیا اب اس کمرے میں کنگ کوبرا کے ساتھ ایک مسلح آدمی رہ گیا تھا۔

"ہاں تو مسٹر علی عمران۔۔۔۔۔ مجھے افسوس ہے کہ بھٹاکر نے خواہ مخواہ تمہیں یہاں تک آنے کی تکلیف دی۔ وہیں گولی مار کر چھوڑ آتا۔ لیکن وہ شاید مجھے دکھانا چاہتا تھا کہ وہ کتنی صلاحیتوں کا مالک ہے"

کنگ کوبرا نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا

"میرا خیال ہے تم اس کا نام بدل دو۔ بھٹاکر کی بجائے اٹھاکر زیادہ بہتر رہے گا"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔۔۔۔۔ ایسی حالت میں بھی تمہاری مزاح کی حس کام کر رہی ہے اس کا مطلب ہے تم خاصے ٹھنڈے دماغ کے مالک ہو۔ اور ایسے لوگ مجھے پسند ہیں جو ہر قسم کے حالات میں اپنا دماغ ٹھنڈا رکھیں"

کنگ کوبرا نے دانت نکالتے ہوئے کہا

"لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ۔۔۔۔۔ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ میرا انجام یہ ہونا ہے تو میں کافی عرصہ پہلے شادی کر کے کسی کونے کھدرے میں بیٹھ کر بچوں کی ٹیں ٹیں سننے میں مصروف ہو جاتا۔ تم خود سوچو۔ بالموا کو تو لیڈی سندرتا۔۔۔۔۔ اور میرے حصے میں تم جیسا گوریلا آئے"

عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم شاید کوشش کر رہے ہو کہ مجھے غصہ دلا سکو۔ تمہاری ایسی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اور میرے پاس تمہاری یہ احمقانہ باتیں سننے کا بھی وقت نہیں ہے۔۔۔۔۔ مجھے تو اطلاع دی گئی تھی کہ تم پاکیشیا کی خطرناک ترین شخصیت ہو۔ لیکن تم نے بہرحال مجھے مایوس کیا ہے۔ تم تو حقیر کیچوے سے بھی بدتر ثابت ہوئے ہو۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تمہارے بوجھ سے اس دھرتی کو نجات مل جائے"۔۔۔۔۔ کنگ کوبرا نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر وہ اپنے مسلح آدمی کی طرف مڑا۔

"کارلو۔۔۔۔۔ تم اس احمق پہ کتنی گولیاں ضائع کرنا چاہتے ہو"

کنگ کوبرا نے اپنے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس۔۔۔۔۔ صرف ایک ہی گولی کافی ہو گی"۔۔۔۔۔ مسلح آدمی کارلو نے با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔۔ ایک گولی سے پاکیشیا کی اتنی بڑی شخصیت کو مارنا اس کی توہین ہے۔ تمہیں اجازت ہے کہ تم پورا برسٹ اس کے جسم میں داخل کر دو"۔۔۔۔۔ کنگ کوبرا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"واہ ــــ حاتم طائی کا نام تو خواہ مخواہ مشہور ہو گیا ہے۔ کیا بات ہے اس فیاضی کی۔ لیکن اللہ نے شاید تمہیں لمبا چوڑا جسم دے کر عقل والا خانہ خالی رکھ دیا ہے" ــــ عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔ جب کہ اس مسلح آدمی نے سٹین گن کاندھے سے اتار کر عمران کی طرف سیدھی کر لی تھی۔

"ان باتوں سے اب کوئی فائدہ نہیں۔ بہادروں کی طرح موت کو گلے لگاؤ۔ موت تو بہر حال آنی تھی پاکیشیا میں نہ سہی شہری ٹنکا میں سہی" ــــ کنگ کوبرا نے مڑ کر دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"میں موت کی بات نہیں کر رہا۔ تمہاری عقل پر ماتم کر رہا ہوں۔ واقعی اگر عقل جسامت کے لحاظ سے دی جاتی تو دنیا میں سب سے بڑا عقل مند ہاتھی ہوتا۔ کنگ کوبرا صاحب تمہارا کیا خیال ہے کہ لیڈی سندرتا کو بالمورا کے حوالے کر دینے سے تمہیں بالمورا رائفل کا فارمولا مل جائے گا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ تو اب تم کوشش کر رہے ہو کہ مجھے چکر دے کر اپنی زندگی بچا لو۔ تمہارا اس سے کیا تعلق۔ مجھے فارمولا ملتا ہے یا نہیں ملتا۔ یہ میرا درد سر ہے" ــــ کنگ کوبرا نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی انتہائی ٹھنڈے دماغ کا آدمی تھا۔

"تعلق ہے تو اس لئے کہہ رہا ہوں۔ میں نے تو بہر حال مر ہی جانا ہے۔ البتہ میں چاہتا ہوں مرتے مرتے تم پر بھی احسان کر جاؤں۔

سنو ــــ بالمورا کے پاس رائفل کا فارمولا موجود نہیں ہے۔ اصل فارمولا اس سے پہلے ہی پاکیشیا حکومت وصول کر چکی ہے۔ اور اس کے عوض اس نے لمبی رقم وصول کی ہے۔ باقی سب ڈرامہ ہے" ــــ عمران نے جواب دیا۔

"کیا مطلب ــــ بالمورا کا پاکیشیا کی حکومت سے کیا واسطہ" کنگ کوبرا کے لہجے میں پہلی بار تشویش کی پرچھائیاں ابھریں۔

"اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ تمہارا عقل والا خانہ خالی ہے جناب کنگ کوبرا صاحب۔ ایک باغی تنظیم قائم کر لینا اور بات ہے اور ملکی معاملات کو سمجھنا اور بات ہے ــــ اگر تمہیں یقین نہ آئے تو بالمورا کو یہاں بلا لو۔ ابھی میں اس کے منہ سے کہلوا دیتا ہوں کہ اصل صورت حال کیا ہے" ــــ عمران نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کارلو ــــ جاؤ اور بالمورا کو بلا لاؤ۔ ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے" کنگ کوبرا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور اس آدمی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن جلدی سے کاندھے پر لٹکائی اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"یہ تمہیں اتنا بڑا ڈرامہ کھیلنے کی ضرورت ہی کیا تھی کہ بالمورا کا فرضی اغوا ظاہر کیا جائے اور پھر لیڈی سندرتا کو اغوا کرا کر اس کے حوالے کیا جائے۔ خواہ مخواہ کی دردسری" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارے اپنے معاملات ہیں۔ ہم جیسے مناسب سمجھتے ہیں کرتے

"میں تمہیں مشورہ دینے کی ضرورت نہیں ہے" ——— کنگ کوبرا نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

اُسی لمحے بالمورا دروازے میں نمودار ہوا۔ بیٹاکر بھی اس کے ساتھ تھا۔ البتہ وہ مسلح آدمی واپس نہ آیا تھا۔

"آپ نے مجھے بلوایا ہے" ——— بالمورا نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— یہ شخص کہہ رہا ہے کہ تم نے رائفل کا فارمولا حکومت پاکیشیا کو فروخت کر دیا ہے۔ کیا یہ سچ ہے" ——— کنگ کوبرا نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"اس طرح اگر یہ مان جائے تو پھر شاید اسے سائنسدان کی بجائے کسی یتیم خانے کا منیجر ہونا چاہیئے تھا۔ یہ تو میرا فن ہے کہ میں اسے منواؤں گا" ——— عمران نے بالمورا کے جواب دینے سے پہلے ہی کہا۔

"بکواس ہے جناب ——— میرا بھلا حکومت پاکیشیا سے کیا تعلق" ——— بالمورا نے فوراً ہی کہا۔

"اب بولو" ——— کنگ کوبرا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ادھر میرے قریب آؤ۔ ڈرو نہیں میں تو بندھا ہوا ہوں۔ تمہیں کھا تو نہیں جاؤں گا" ——— عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں بالمورا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جاؤ ——— ویسے تو یہ بندھا ہوا ہے۔ اگر بندھا ہوا نہ بھی ہوتا تو میرے سامنے اسے ہاتھ ہلانے کی بھی جرأت نہیں ہو سکتی"

کنگ کوبرا نے کہا۔

اور بالمورا قدم بڑھاتا عمران کی طرف آیا۔

"ادھر کان میرے منہ کے قریب لے آؤ" ——— عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور بالمورا کچھ نہ سمجھنے کے انداز میں عمران کی طرف لپکا۔ مگر دوسرے لمحے وہ یک لخت چیختا ہوا عمران کے اوپر جا گرا۔ عمران کے دونوں بازو جو تختے کے نیچے بندھے ہوئے تھے تیزی سے حرکت میں آ گئے تھے۔ لیکن چونکہ اس کا باقی جسم بندھا ہوا تھا اس لئے وہ اٹھ کر نہ بیٹھ سکتا تھا ——— اس لئے اس نے بالمورا کو جکڑ کر اپنے اوپر گرا لیا اس کا بازو بالمورا کی گردن کے گرد جم گیا تھا۔ بالمورا اس کی گرفت میں جکڑا ہوا بُری طرح تڑپ رہا تھا۔

"خبردار ——— اگر کسی نے حرکت کی تو میں اس کی گردن توڑ دوں گا۔ اور اس کے بعد تم ہمیشہ کے لئے فارمولے سے ہاتھ دھو بیٹھو گے" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

اور کنگ کوبرا اور بیٹاکر جو عمران پر جھپٹنا ہی چاہتے تھے یک لخت رک گئے۔

"اوہ اوہ ——— میں تمہیں گولی مار دوں گا" ——— کنگ کوبرا نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"مجھے گولی لگنے سے پہلے بالمورا ہلاک ہو چکا ہو گا ——— سنو۔ مجھے تمہارے مشن یا فارمولے سے کوئی مطلب نہیں ——— میں صرف یہاں سے زندہ واپس جانا چاہتا ہوں۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ جیسے

میں کہوں ویسے ہی کرو" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک بار پھر بالمورا کو جھٹکا دیا تو بالمورا اس بری طرح چیخنے لگا جیسے اس کی روح پرواز کرنے والی ہو۔

"اسے مت مارو ——— ٹھہر جاؤ ——— میں گارنٹی دیتا ہوں۔ کہ تمہیں زندہ واپس بھیج دیا جائے گا" ——— کنگ کوبرا نے بالمورا کی چیخیں سنتے ہی گھبرا کر کہا۔ اس کا چہرہ غصے اور جھنجھلاہٹ سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔

"بٹھاکر ——— میرے جسم کے گرد کسی ہوئی بیلٹیں کھولو۔ لیکن سنو۔ جیسے ہی میں نے محسوس کیا کہ تم شرارت کر رہے ہو میں ایک لمحے میں تمہارے اس سائنسدان کی گردن توڑ دوں گا" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"جیسے یہ کہتا ہے ویسے ہی کرو بٹھاکر ——— واقعی یہ خطرناک شخصیت ہے۔ کاش مجھے ذرا بھی احساس ہو جاتا کہ یہ کس لئے بالمورا کو بلا رہا ہے تو میں اسے گولیوں سے چھلنی کر دیتا" ——— کنگ کوبرا نے جھلائے ہوئے انداز میں پیر پٹختے ہوئے کہا۔

اور بٹھاکر نے جلدی سے آگے بڑھ کر عمران کے جسم کے گرد کسی ہوئی بیلٹیں کھولنی شروع کر دیں۔ دوسرے لمحے عمران یکلخت اچھل کر تختے سے اترا ——— اور شاید کنگ کوبرا اسی انتظار میں تھا۔ عین اسی لمحے جب عمران بالمورا سمیت اچھل کر تختے سے نیچے اترنے لگا۔ کنگ کوبرا بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس نے بالمورا کو یکلخت کار لوا اور بٹھاکر دونوں پر اچھال دیا ——— بالمورا چیختا ہوا

جیسے ہی ان سے ٹکرایا۔ عمران نے چھلانگ لگائی اور جیسے اڑتا ہوا وہ بیرونی دروازے پر پہنچ گیا ——— باہر نکلتے ہی اس نے اپنے آپ کو ایک گھنے جنگل میں پایا۔ یہ کمرہ ایک پہاڑی غار نما تھا۔ ساتھ ہی گھنے درختوں کے درمیان ایک بڑا سا ہٹ نظر آ رہا تھا۔ اور کئی مسلح افراد اس ہٹ کے گرد موجود تھے ——— عمران باہر نکلتے ہی بجائے بھاگنے کے وہیں غار کے دھانے کے پاس ہی رک گیا۔ دوسرے لمحے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز دروازے کی طرف آتی دکھائی دی ——— یہ غار ڈھلوان پر تھی۔ عمران دھانے کے ساتھ ہی جما کھڑا تھا۔ اور پھر بٹھاکر دروازے پر نمودار ہوا۔ وہ بے حد تیزی میں تھا کہ عمران نے یکلخت ٹانگ آگے کر دی اور بٹھاکر یکلخت اچھلا اور پھر وہ سر کے بل چیختا ہوا پہاڑی ڈھلوان سے نیچے گرتا چلا گیا ——— اس کی چیخوں نے پورے ماحول کو تھرا کر رکھ دیا تھا۔ اسی لمحے کنگ کوبرا دروازے پر نمودار ہوا۔ اور عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر اس کے پہلو میں زوردار ٹکر ماری۔ اور بھاری بھرکم کنگ کوبرا چیختا ہوا دروازے کی دوسری سائیڈ سے ٹکرایا ——— اور پھر بری طرح لڑھکتا ہوا ڈھلوان سے نیچے گرنے لگا۔ دونوں کی زوردار چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔ اس ہٹ نما عمارت کے ارد گرد پھیلے ہوئے بے شمار مسلح افراد دوڑتے ہوئے چاروں طرف سے اس غار کی طرف آتے دکھائی دیئے۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پھر ان کی مخالف سمت پہاڑی کے اوپر چڑھتا گیا۔

"اسے ڈھونڈھو ——— گولی مار دو ——— بوٹیاں اڑا دو"

اچانک نیچے سے کنگ کوبرا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ شاید کسی درخت سے ٹکرا کر رک گیا تھا۔ لیکن عمران رکنے کی بجائے اوپر چڑھتا گیا ــــــ پہاڑی کافی بلند تھی۔ لیکن بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا عمران جلد ہی اوپر پہنچ گیا۔ پہاڑی کی الٹی سمت پہلی سمت سے بالکل مختلف تھی۔ اس طرف پہاڑی کسی دیوار کی طرح سیدھی تھی۔ اور اترنے کی ذرا سی بھی جگہ نہ تھی ــــــ نیچے گہرائی میں درختوں کے جھنڈ کی وجہ سے گہرا اندھیرا تھا۔

پہاڑی کی تینوں اطراف سے اب تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اور پھر عمران کو تینوں اطراف سے بے شمار مسلح افراد فائرنگ کرتے ہوئے اوپر آتے دکھائی دیئے ــــــ گولیاں اب عمران کے اردگرد گر رہی تھیں۔ عمران ایک درخت کے چوڑے تنے کے پیچھے ہونے کی وجہ سے فی الحال تو اس فائرنگ سے محفوظ تھا۔ لیکن صورت حال تیزی سے اس کے خلاف ہوتی جا رہی تھی ــــــ وہ بالکل نہتا تھا۔ اور شاید اوپر چڑھنے کی اس سے حماقت ہوئی تھی کیونکہ اب کسی اور طرف نکلنے کا کوئی راستہ باقی نہ رہا تھا۔ وہ تو اس خیال سے اوپر آگیا تھا کہ پہاڑی کی دوسری سمت اتر جائے گا ــــــ لیکن پہاڑی کی ساخت اس کی توقع سے برعکس نکلی۔ اب وہ بری طرح پھنس گیا تھا۔ مسلح افراد اس علاقے میں رہنے کی وجہ سے بڑی مہارت سے اس کے گرد گھیرا تنگ کرتے ہوئے اوپر آرہے تھے ــــــ اور عمران جانتا تھا کہ صرف چند لمحوں کی بات ہے اس کے بعد اس کا جسم گولیوں سے چھلنی ہو جانا لازمی امر ہے۔

اس نے شکاریوں کے گھیرے میں پھنسے ہوئے ہرن کی طرح اِدھر اُدھر دیکھا۔ اور دوسرے لمحے اس نے ایک خطرناک اور اندھا فیصلہ کر لیا ــــــ وہ بجلی کی سی تیزی سے درخت کی اوٹ سے نکل کر پہاڑی کے دوسرے کنارے کے بالکل سرے پر موجود درخت کی اوٹ میں پہنچا۔ اور پھر اس نے دانت بھینچتے ہوئے پہاڑی سے نیچے چھلانگ لگا دی ــــــ اس کا جسم شکار لئے ہوئے پرندے کی طرح نیچے گہرائی میں گرتا چلا گیا۔ خوفناک گہرائی جہاں موت اس کا استقبال کرنے کے لئے اپنے بھیانک جبڑے پھاڑے کھڑی تھی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں" ——— دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"یس سر ——— میں طاہر بول رہا ہوں" ——— بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"عمران کہاں ہے طاہر" ——— سر سلطان نے پوچھا۔

"عمران صاحب تو غائب ہیں جناب ——— ابھی مجھے صفدر نے فون کیا تھا کہ اس کے فلیٹ میں شری ٹنکا سے کوئی لڑکی آئی ہے اور اس کے بعد مسلح افراد نے وہاں حملہ کیا۔ اس لڑکی کا ساتھی ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد عمران صاحب اس لڑکی کے ساتھ کہیں چلے گئے ہیں۔

صفدر کا خیال تھا کہ کوئی کیس شروع ہو گیا ہے۔ میں نے اُسے تو ٹال دیا تھا۔ کہ کوئی کیس نہیں ہے۔ لیکن ظاہر ہے رپورٹ غلط نہیں ہو سکتی۔ کوئی نہ کوئی چکر ہو گیا ہے ——— لیکن عمران صاحب کی عادت ہے کہ وہ شروع میں کچھ بتلاتے نہیں۔ صفدر کے فون کے بعد میں نے فلیٹ پر فون کیا تو سلیمان نے اور ہی کہانی سنائی۔ حملے کا ذکر تو اس نے بھی کیا لیکن وہ بتا رہا تھا کہ شری ٹنکا کی سیکرٹ سروس کے چیف کرنل باشمورے کی بھتیجی لیڈی سندرتا آئی ہے ——— اور سر رحمان اور کرنل باشمورے کے خاندانوں میں دیرینہ تعلقات ہیں۔ اور عمران صاحب لیڈی سندرتا سے شادی کر رہے ہیں۔ لیڈی سندرتا اسی مقصد سے آئی ہے" ——— طاہر نے پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— سلیمان کے دماغ کے پرزے ڈھیلے ہو گئے ہیں۔ سنو۔ لیڈی سندرتا واقعی آئی ہے۔ اور اسی مقصد کے لئے میں نے فون کیا تھا۔ لیڈی سندرتا شری ٹنکا سیکرٹ سروس کی ایجنٹ ہے ——— شری ٹنکا میں سالومن تنظیم نے بڑا زور پکڑ لیا ہے۔ یہ باغی تنظیم ہے۔ اور حکومت پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ شری ٹنکا کے صدر نے پاکیشیا کے صدر سے براہِ راست بات کی ہے۔ ان کی رپورٹ کے مطابق کرنل باشمورے جو کہ سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ در پردہ سالومن تنظیم سے ملا ہوا ہے ——— اور اُسی کی شہ پر سالومن تنظیم بے حد زور پکڑ گئی ہے۔ کیونکہ کرنل باشمورے کا بھائی کرنل راجورے شری ٹنکا افواج کا کمانڈر انچیف ہے۔ اس لئے کرنل باشمورے کو

اس کی سیٹ سے ہٹایا نہیں جا سکتا ۔ شہری ٹنکا کا ایک سائنس دان بالمورے ہے ۔ بالمورے نے ایک ایسے ہتھیار کا فارمولا ایجاد کیا ہے جو پہاڑی علاقے میں فوجی ٹھکانوں کو انتہائی آسانی سے تباہ کر سکتا ہے ——— اسے بالمورا ما انفل کا نام دیا گیا ہے ۔ سالومن تنظیم یہ فارمولا حاصل کرنا چاہتی ہے ۔ پاکیشیا میں بین الاقوامی سائنس کانفرنس میں بالمورا کو اغوا کر لیا گیا ۔ شہری ٹنکا کے صدر نے جب کرنل باشمورے پر سائنس دان کی برآمدگی کے لئے دباؤ ڈالا تو اس نے اپنی بھتیجی کو پاکیشیا بھیج دیا کہ وہ بالمورے کو برآمد کرے لیکن شہری ٹنکا کے صدر کو جو خفیہ رپورٹیں ملی ہیں ۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ صورت حال بے حد پیچیدہ ہے ——— بالمورا کا اغوا ایک فرضی ڈرامہ ہے ۔ بالمورا بھی سالومن تنظیم سے ملا ہوا ہے ۔ لیکن اس نے فارمولا ان کے حوالے کرنے کے لئے کوئی شرط رکھی ہے ۔ اس شرط کا تعلق بھی لیڈی سندرتا سے متعلق ہے ——— اور شاید اسی شرط کے چکر میں کرنل باشمورے نے لیڈی سندرتا کو پاکیشیا بھیجا ہے ۔ اب شہری ٹنکا کے صدر نے درخواست کی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ذریعے اس سازش کو ختم کیا جائے ——— اور سالومن تنظیم کا قلع قمع کیا جائے ۔ سیاسی صورت حال ایسی ہے ۔ کہ ہمارے لئے بھی ایسا کرنا ضروری ہے ۔ کیونکہ سالومن تنظیم کی پشت پر ہمارے دشمن ملک کافرستان کا ہاتھ ہے ——— اور اگر سالومن تنظیم نے حکومت پر قبضہ کر لیا تو شہری ٹنکا سیدھا کافرستان کی گود میں جا گرے گا ۔ جب کہ شہری ٹنکا کی موجودہ حکومت پاکیشیا کی حامی ہے ۔

اور اب تم سے کیا چھپانا ۔ ایٹمی میدان میں پاکیشیا خفیہ طور پر جو کچھ کر رہا ہے ۔ اس کے لئے انتہائی قیمتی ٹیکنالوجی اور خام مال شہری ٹنکا کے ذریعے ہی خفیہ طور پر ہم حاصل کر رہے ہیں ——— اگر شہری ٹنکا حکومت کافرستان کے تحت چلی گئی تو ہمارا سارا منصوبہ ختم ہو جائے گا ۔ اور تم جانتے ہو کہ اس وقت پاکیشیا انتہائی نازک ترین دور سے گزر رہا ہے ——— اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ شہری ٹنکا میں سالومن تنظیم کا خاتمہ کر دیا جائے ۔ ہم اس وقت تک شہری ٹنکا کی موجودہ حکومت کو مکمل تحفظ دینے کے لئے مجبور ہیں جب تک ہمارا منصوبہ مکمل نہیں ہو جاتا" ——— سر سلطان نے پوری تفصیل سے سارا پس منظر بلیک زیرو کو بتا دیا ۔

" میں سمجھ گیا جناب ——— مقصد یہ کہ سیکرٹ سروس کو سالومن تنظیم کے خلاف کام کرنا ہے " ——— بلیک زیرو نے کہا ۔

" ہاں ——— اب یہ ہمارے اپنے لئے ضروری ہو گیا ہے ۔ تم فوراً عمران کا پتہ کرو کہ وہ کس چکر میں ہے " ——— سر سلطان نے جواب دیا ۔ " بہتر سر ۔ میں انہیں تلاش کرتا ہوں " بلیک زیرو نے کہا ۔

" او ۔ کے ——— اُسے فوراً تلاش کرو " ——— سر سلطان نے جواب دیا ۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔

بلیک زیرو نے کریڈل دبا کر نمبر گھمانے شروع کر دیئے ۔ وہ رانا ہاؤس سے پتہ کرنا چاہتا تھا ۔ جوزف نے دوسری طرف سے فون اٹھایا ——— لیکن عمران وہاں بھی نہ پہنچا تھا ۔ بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا ۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب عمران کو کہاں ڈھونڈے ۔ ابھی وہ سوچ

ہی رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے رسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو" ——— اس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں جناب" ——— دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"یس" ——— بلیک زیرو کا لہجہ بدستور سپاٹ تھا۔

"سر ——— ایک تفصیلی رپورٹ دینی ہے۔ انتہائی اہم معاملہ نظر آرہا ہے" ——— دوسری طرف سے جولیا نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"جولیا جو کہنا ہے سیدھے لفظوں میں کہو میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہوتا" ——— بلیک زیرو نے جان بوجھ کر لہجہ کرخت کر دیا۔

اور پھر جیسے ہی جولیا نے نعمانی کی رپورٹ کے بعد گارڈن ٹاؤن جانے اور پھر وہاں سے کوٹھی کی انیکسی سے اس کاغذ کے ملنے اور تنویر کے کوڈ حل کرنے تک ساری رپورٹ تفصیل سے دی تو بلیک زیرو کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"وہ کاغذ دانش منزل بھجوا دو۔ میں دیکھ لوں گا۔ اور تم سب اپنے اپنے فلیٹس میں رہو۔ کسی بھی وقت تمہیں شری ٹنکا جانے کے احکامات دیئے جاسکتے ہیں" ——— بلیک زیرو نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے سر کوئی کیس شروع ہو چکا ہے" ——— جولیا نے پوچھا۔

"ہاں ——— شری ٹنکا میں سالومن تنظیم وہاں کی حکومت کا خاتمہ کر

کے برسر اقتدار آنا چاہتی ہے۔ اور شری ٹنکا کی حکومت نے بطور خاص پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اپنی امداد کے لئے بلایا ہے اور سیاسی صورتحال ایسی ہے کہ پاکیشیا کی اپنی غرض اسی میں ہے ——— کہ شری ٹنکا کی موجودہ حکومت کا تحفظ کیا جائے اور سالومن تنظیم کا خاتمہ کر دیا جائے۔ ورنہ پاکیشیا کو شدید ترین نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے کسی بھی لمحے ٹیم کو شری ٹنکا روانہ کیا جاسکتا ہے" ——— بلیک زیرو نے مختصر الفاظ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ——— ہم تیار رہیں گے سر" ——— جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے شاید مسرت اس بات پر ہو رہی تھی کہ ایکسٹو نے توقع کے خلاف اسے مشن سے باقاعدہ آگاہ کر دیا تھا۔

اور بلیک زیرو نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ جولیا کی رپورٹ سے یہ بات واضح ہوگئی تھی کہ عمران اس چکر میں نہ صرف ملوث ہو چکا ہے بلکہ وہ اس سلسلے میں خاصا آگے بھی بڑھ گیا ہے ——— لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ عمران ہے کہاں۔ ظاہر ہے اس کے بغیر تو بلیک زیرو بھی کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اب وہ یہی سوچ رہا تھا کہ عمران جہاں بھی ہو گا بہرحال اس سے رابطہ کرے گا تو پھر وہ اسے ساری صورت حال بتا دے گا ——— اس لئے اب سوائے انتظار کے فی الحال وہ اور کچھ نہ کر سکتا تھا۔

تقریباً دو گھنٹوں بعد ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ تو بلیک زیرو نے بڑے اشتیاق آمیز انداز میں سر ہلاتے ہوئے

ریسیور اٹھالیا۔ اُسے یقین تھا کہ فون عمران کا ہو گا۔ جولیا کا بھیجا ہوا کاغذ مع تنویر کے ڈی کوڈ کے اس کے پاس پہنچ چکا تھا۔ اور اس کاغذ سے بہر حال یہ بات ثابت ہو گئی تھی کہ شری ٹنکا کے صدر کو ملنے والی رپورٹیں درست ہیں ——— بالمورا کے اغوا کا فرضی ڈرامہ رچایا گیا ہے۔ اور اب شرط بھی سامنے آگئی تھی کہ لیڈی سندرتا کو اغوا کر کے بالمورا کے حوالے کرنا ہے۔ تب وہ سالومن تنظیم کو مائنل کا فارمولا دے گا ——— اس لئے اب اُسے عمران کی کال کا شدت سے انتظار تھا۔ تاکہ وہ اُسے مکمل رپورٹ دے کر آئندہ کے لئے منصوبہ بندی کر سکے۔

"ایکسٹو" ——— بلیک زیرو نے ریسیور اٹھا کر مخصوص لہجے میں کہا۔

"جناب ——— میں ٹائیگر بول رہا ہوں۔ عمران صاحب کو میں نے ہر جگہ تلاش کیا ہے۔ لیکن ان سے کہیں رابطہ نہیں ہو سکا۔ اس لئے آپ کو فون کیا ہے" ——— دوسری طرف سے ٹائیگر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے" ——— بلیک زیرو نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"جناب ——— عمران صاحب نے مجھے فون کر کے اپنے فلیٹ پر بلایا تھا۔ تاکہ وہاں موجود ایک غیر ملکی کی لاش کو ٹھکانے لگایا جا سکے۔ میں نے ان کی ہدایت کے مطابق اس لاش کو شہر سے باہر کھیتوں میں پھینک دیا ——— چونکہ اس کے علاوہ میرے پاس اور کوئی ہدایت نہ تھی۔ اس لئے میں واپس چلا گیا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے میں

ایک دوست کو سی آف کرنے کے لئے ایئرپورٹ گیا تو جناب میں وہاں اس لڑکی کو جو اس وقت عمران صاحب کے فلیٹ میں موجود تھی ——— اور شاید جس کے ساتھی کی لاش کو ٹھکانے لگانے کے لئے بلایا گیا تھا۔ بے ہوشی کے عالم میں دیکھا۔ اُسے شری ٹنکا بھجوایا جا رہا تھا۔ وہ بے ہوش تھی اور ایک ڈاکٹر بھی اس کے ہمراہ تھا۔ مجھے جب تشویش ہوئی تو میں نے اس کے متعلق تحقیق کی تو پتہ چلا کہ شری ٹنکا سفارتخانے کی طرف سے ایک تابوت اور ایک لڑکی جو کہ بے ہوشی کے عالم میں تھی کو شری ٹنکا بھیجا جا رہا ہے ——— وہاں سے پتہ چلا کہ وہ لڑکی جس کا نام سندرتا تھا۔ سفارت خانے کے سیکنڈ سیکرٹری مارڈگ کی اہلیہ ہے۔ اور جو تابوت ساتھ بھیجا جا رہا ہے اس میں اس کے بھائی کی لاش ہے ——— ان دونوں نے غلطی سے کوئی زہریلی دوا استعمال کر لی تھی۔ جس کی وجہ سے بھائی تو ہلاک ہو گیا اور وہ لڑکی بے ہوش ہو گئی اس کی حالت انتہائی خطرناک ہے ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے۔ اس لئے اُسے اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی واپس بھیجا جا رہا ہے۔ ایئرپورٹ پر شری ٹنکا سفارت خانے کے اعلیٰ حکام بھی موجود تھے۔ اور ڈاکٹری رپورٹیں اور ڈیتھ سرٹیفکیٹ بھی قانون کے مطابق جمع کرائے گئے تھے ——— میری اس تحقیق کے دوران ہی شری ٹنکا کا جہاز روانہ ہو گیا۔ چونکہ اس لڑکی کو میں عمران صاحب کے فلیٹ میں دیکھ چکا تھا۔ اس لئے مجھے تشویش ہوئی تو میں نے عمران صاحب سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی ——— لیکن عمران صاحب سے کہیں رابطہ نہیں ہو سکا تو میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں" ——— ٹائیگر نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" تم اب کہاں سے فون کر رہے ہو"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اپنے لہجے کو سپاٹ رکھتے ہوئے پوچھا۔

" ایرپورٹ سے ہی جناب۔۔۔ ایک پبلک بوتھ سے"۔ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

" شری ٹنکا کے جہاز کو روانہ ہوئے کتنی دیر ہوئی ہے" بلیک زیرو نے پوچھا۔

" جناب چالیس پنتالیس منٹ تو ہو گئے ہوں گے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال ابھر آیا تھا۔ لیڈی سندرتا کو اس طرح بیہوشی کے عالم میں سفارت خانے کے ذریعے شری ٹنکا لے جانے اور ساتھ تابوت کی روانگی نے بلیک زیرو کو سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔ عمران اور لیڈی سندرتا کو اکٹھا ہی گارڈن ٹاؤن کی کوٹھی سے لے جایا گیا تھا۔ اور اس کے بعد عمران غائب تھا۔

اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" صفدر سپیکنگ"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی صفدر کی آواز سنائی دی۔

" ایکسٹو"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" یس سر"۔۔۔۔ صفدر کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔

" شری ٹنکن سفارت خانے سے ابھی شری ٹنکا کے لئے ایک تابوت بک کرایا گیا ہے اور لیڈی سندرتا کو بے ہوشی کے عالم میں بھیجا گیا ہے۔۔۔ تم سفارت خانے سے معلوم کرو کہ اس تابوت میں کس کو بھیجا گیا ہے اور لیڈی سندرتا کی یہ حالت کیوں ہوئی۔ تفصیلات معلوم کر کے مجھے فوری رپورٹ دو"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سخت لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" لیڈی سندرتا کو بھی بھیجا گیا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔۔۔ اُسے انتہائی بیمار ظاہر کر کے بھیجا گیا ہے۔ فوری رپورٹ دو"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ اور پھر اس نے دراز کھول کر ایک ڈائری نکالی اور رسیور کریڈل پر رکھ کر ڈائری کو چیک کرنے لگا۔۔۔ تھوڑی دیر بعد اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس ڈائری میں ایکسٹو کے فارن ایجنٹس کے نمبر اور پتے موجود تھے۔ شری ٹنکا میں صرف ایک ایجنٹ تھا۔۔۔ چونکہ شری ٹنکا کے ساتھ کبھی کوئی ایسا سلسلہ درپیش نہ آیا تھا۔ اس لئے کسی پوری تنظیم کی ضرورت ہی کبھی محسوس نہ کی گئی تھی۔

" داشورے میڈیکل انسٹرومنٹ بیورو"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" داشورے سے بات کراؤ"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے چونکتے ہوئے کہا گیا۔ اور چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"راشورے سپیکنگ" ——— بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"ایکسٹو" ——— بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— حکم سر" ——— راشورے کے لہجے میں بے پناہ بوکھلاہٹ عود کر آئی۔

"پاکیشیا سے ابھی جو فلائٹ شری ٹنکا گئی ہے۔ اس میں ایک تابوت اور ایک بے ہوش لڑکی کو شری ٹنکا بھیجا گیا ہے۔ فلائٹ اب وہاں پہنچنے ہی والی ہو گی ——— تم نے ان کی نگرانی کرنی ہے کہ انہیں کہاں لے جایا جاتا ہے۔ مکمل اور بھرپور نگرانی۔ اور پھر رپورٹ کرو" بلیک زیرو نے کہا۔

"یس سر ——— حکم کی تعمیل ہو گی سر" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔

پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"ایکسٹو" ——— بلیک زیرو نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب ——— میں نے سفارت خانے سے معلومات حاصل کر لی ہیں ——— تابوت میں ایک نوجوان کی لاش بھیجی گئی ہے۔ اور جناب میں نے بڑی مشکل سے معلوم کیا ہے کہ لاش کا حلیہ عمران صاحب سے ملتا جلتا تھا" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— تم اپنے فلیٹ جاؤ اور کال کا انتظار کرو"

بلیک زیرو نے بڑی مشکل سے اپنے لہجے کو سپاٹ رکھتے ہوئے کہا۔ ورنہ لاش اور عمران کے الفاظ سننے کے بعد اس کے ذہن میں آندھیاں سی چلنی شروع ہو گئی تھیں۔

"سر ——— کہیں عمران صاحب کو تو......" ——— صفدر نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں خاصا ذہین آدمی سمجھتا ہوں صفدر ——— اس لئے سوچ سمجھ کر بات کیا کرو۔ اگر عمران کو مار دیا جاتا۔ تو پھر اس کی لاش یہاں کسی چوراہے پر یا کسی گٹر میں پڑی ہوتی۔ اس کے لئے تابوت کا تکلف فضول تھا ——— اس لئے بغیر سوچے سمجھے نتیجے کی طرف چھلانگ مت لگایا کرو" ——— بلیک زیرو نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے جواب دیا۔ یہ پوائنٹ اس کے ذہن میں صفدر کی بات سنتے ہی آ گیا تھا۔ ورنہ پہلے اس نے بھی یہی نتیجہ نکالا تھا جس کے نہ کرنے کی تلقین وہ صفدر کو کر رہا تھا۔

"اوہ ——— یس سر ——— میں سمجھ گیا سر" ——— صفدر کے لہجے میں اطمینان کا عنصر جھلک رہا تھا۔

اور بلیک زیرو نے رسیور رکھ دیا۔ اب صورت حال مزید واضح ہوتی جا رہی تھی۔ بلیک زیرو نے صفدر کی رپورٹ کے بعد جو نتیجہ نکالا تھا۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ عمران اور لیڈی سندرتا کو گارڈن ٹاؤن کی کوٹھی سے بے ہوش کر کے سفارت خانے لے جایا گیا۔ چونکہ عمران مقامی تھا ——— اس لئے اسے تابوت میں ڈال دیا گیا۔ اور لیڈی سندرتا کو بیمار ظاہر کر کے بھیجا گیا تھا۔ لیکن اس سارے

سلسلے میں یہ بات واضح نہ تھی کہ آخر وہ لوگ عمران کو ساتھ کیوں لے گئے ہیں ——— وہ عمران کو ساتھ لے جا کر کیا مقصد حل کرنا چاہتے ہیں۔ اور اب اُسے شہری ٹنکا سے راشو رے کی رپورٹ کا انتظار تھا ——— اس کے بعد ہی وہ کوئی واضح فیصلہ کر سکتا تھا۔

عمران نے پہاڑی سے نیچے اندھی گہرائی میں چھلانگ لگانے کا فیصلہ آخری مجبوری کے طور پر کیا تھا۔ کیونکہ صورت حال نے اُسے واقعی مکمل طور پر بے بس کر دیا تھا —— اس لئے اس نے آخری فیصلہ یہی کیا تھا کہ اگر موت ہی آنی ہے تو کم از کم سالومن تنظیم کی گولیوں سے چھلنی ہو کر مرنے کی بجائے پہاڑی سے گر کر مرنا زیادہ بہتر تھا۔ اس لئے اس نے اور کوئی چارہ کار نہ دیکھتے ہوئے پہاڑی سے نیچے چھلانگ لگا دی تھی —— اس کا جسم بجلی کی سی تیزی سے نیچے گہرائی میں گر رہا تھا۔ چونکہ اس نے خود چھلانگ لگائی تھی اس لئے اس نے بھرپور قوت ارادی کے بل پر اپنے حواس بحال رکھے ——— چند ہی لمحوں میں نیچے گہرائی میں موجود درخت نزدیک آ گئے۔ درختوں کے قریب آتے ہی عمران نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر دیئے۔ اور جسم کو مخصوص انداز میں سمیٹ کر اپنے آپ کو براہِ راست درخت سے

ٹکرانے سے بچا لیا۔ پھر جیسے ہی اس کا جسم دو درختوں کے درمیان سے ہوتا ہوا نیچے گرنے لگا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک درخت کی شاخ آ گئی ــــــ اس کے جسم کو اس قدر زوردار جھٹکا لگا کہ ایک لمحے کے لئے اُسے یہی محسوس ہوا کہ اس کے دونوں کاندھوں کے جوڑ اکھڑ گئے ہیں۔ لیکن دوسرے لمحے وہ پھر نیچے گرنے لگا۔ کیونکہ شاخ بھی ایک کڑاکے کے ساتھ ہی ٹوٹ گئی تھی ــــــ لیکن اب اس کے گرنے کی رفتار پہلے سے کہیں کم تھی۔ اس نے شاخ کو ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ اور ایک بار پھر درخت کی آخری شاخ کو پکڑ لیا۔ اس بار بھی اس کے جسم کو زوردار جھٹکا لگا ــــــ لیکن اس کی شدت پہلے سے کافی کم تھی۔ جھٹکا کھاتے ہی عمران نے دونوں ہاتھ چھوڑ کر تیزی سے قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے اس کے پیر ایک پہاڑی چٹان سے ٹکرائے اور عمران بے اختیار دوڑتا ہوا ایک درخت کے تنے سے جا ٹکرایا۔

اس نے تنے کے سامنے دونوں ہاتھ کر کے اپنے آپ کو روک لیا اب اس کے جسم کی حرکت رک چکی تھی ــــــ عمران نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لئے۔ اس کے پورے جسم سے پسینے کے فوارے سے پھوٹ رہے تھے۔ دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ اس نے ایک نظر اوپر پہاڑی کی چوٹی کی طرف دیکھا ــــــ اور پھر بے اختیار اس کے منہ سے شکرانے کے کلمے نکلنے لگے۔ اس قدر اونچائی سے نیچے گرنے کے باوجود وہ نہ صرف زندہ سلامت کھڑا تھا بلکہ اُسے خراش تک نہ آئی تھی صرف کاندھوں اور بازوؤں میں درد کی تیز لہریں دوڑ رہی تھیں۔ جو موت کی نسبت بہرحال قابلِ برداشت تھیں ــــــ کچھ دیر تک وہ

درخت کے تنے کے ساتھ چمٹا کھڑا اپنا سانس اور اوسان بحال کرتا رہا۔ پھر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور تیزی سے ایک طرف بڑھنے لگا۔ اُسے معلوم تھا کہ سالومن گوریلے جلد ہی اس کی لاش کی تلاش کے لئے ادھر آئیں گے ــــــ اور وہ ان کے آنے سے قبل ہی اس جنگل سے بہرحال نکل جانا چاہتا تھا۔ خاصی تیز رفتاری سے چلتا ہوا وہ آگے بڑھتا گیا۔ ابھی اس نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اُسے کچھ دُور درختوں کے درمیان ایک ہٹ سا نظر آیا ــــــ اس نے اپنا رخ اس ہٹ کی طرف کر لیا۔ ہٹ کے گرد کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ اس کے باوجود وہ محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔ ہٹ واقعی خالی پڑا ہوا تھا۔ عمران جب ہٹ میں داخل ہوا تو اس نے وہاں کھانے پینے کے سامان کے ڈبے۔ فرسٹ ایڈ کا سامان اور ایک ٹیلی فون موجود پایا ــــــ یہ ہٹ جنگل میں راستہ بھول جانے اور زخمی افراد کو فوری امداد پہنچانے کیلئے حکومت کی طرف سے بنائے گئے تھے۔ انہیں ریسکیو ہٹ کہا جاتا تھا۔ ایمرجنسی پولیس کی طرف سے ہٹ کی دیوار پر ایک بڑا سا پوسٹر چسپاں تھا۔ جس پر ہدایات دی گئی تھیں ــــــ لیکن ظاہر ہے عمران پولیس کو فون تو نہ کر سکتا تھا۔ اس کی نظریں پوسٹر کے ساتھ چسپاں نقشے پر جم گئیں۔ اس نقشے میں جنگل سے نکلنے کے راستے بتلائے گئے تھے۔ عمران نے نقشے میں اس ہٹ کی پوزیشن دیکھی اور پھر تیزی سے ہٹ سے باہر آ گیا ــــــ اب نزدیک ترین سڑک کا راستہ اس کے ذہن میں تھا۔ وہ محتاط انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ اور پھر اُسے دُور درختوں میں دوڑتے ہوئے مسلح افراد کی جھلک بھی نظر آئی۔ لیکن وہ خاصے فاصلے

پر تھے۔ ان کا رخ اُسی طرف تھا جدھر عمران گیا تھا۔ جب کہ عمران اس جگہ سے اب کافی فاصلے پر تھا۔ اس لئے وہ آگے بڑھتا گیا۔ البتہ ان آدمیوں کو دیکھ کر اور زیادہ محتاط ہو گیا تھا۔

تھوڑی دُور چلنے کے بعد وہ ایک سڑک پر پہنچ گیا۔ یہ سڑک جنگل کی سائیڈ سے ہو کر گزرتی تھی۔ اس کا لباس خاصا مسلا ہوا تھا۔ اور سڑک پر کوئی سواری بھی نظر نہ آ رہی تھی ——— وہ سڑک کے کنارے چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ یہ سڑک آگے کی طرف جنگل سے ہٹتی جا رہی تھی۔ کافی فاصلے پر آنے کے بعد اُسے دور سے ایک پٹرول پمپ اور کیفے نظر آیا ——— پٹرول پمپ کے باہر ایک ٹرک رکا ہوا تھا۔ عمران آگے بڑھا تو اس نے دیکھا کہ ٹرک کے اندر بوریاں لدی ہوئی تھیں۔ عمران نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اچھل کر وہ ٹرک کی پشت پر چڑھ کر ان بوریوں کی سائیڈ میں دبک گیا ——— اس کی جیبیں بالکل خالی تھیں۔ اور دوسری بات یہ کہ اُسے خطرہ تھا کہ جب اس کی لاش سالومن تنظیم کو نہ ملے گی تو وہ لازماً اُسے اِدھر اُدھر تلاش کریں گے اور ہو سکتا ہے وہ اس کیفے کا بھی چکر لگائیں۔ اسی لئے اس نے فی الحال سامنے آنے سے گریز کیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اُسے ٹرک کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ لیکن اُسی لمحے ایک جیپ کی پُرشور آواز بھی اُسے نزدیک آتی سنائی دی ——— عمران نے ذرا سا چہرہ نکال کر باہر کی طرف دیکھا تو اس نے ایک بڑی سی جیپ کو تیزی سے ٹرک کی طرف آتے دیکھا۔ جیپ پر سرخ رنگ کا کراس بنا ہوا تھا جیسے ریڈ کراس کی جیپوں پر ہوتا ہے۔

جیپ ٹرک کی پشت سے ہو کر سائیڈ میں آ کر رک گئی۔ اور پھر عمران کو باہر سے باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ سالومن تنظیم کے افراد تھے جو ٹرک ڈرائیور سے عمران کے متعلق ہی پوچھ رہے تھے ——— پھر قدموں کی تیز آوازیں کیفے کی طرف بڑھتی بھی سنائی دیں۔ زبان شری ٹنکن ہی بولی جا رہی تھی جسے عمران بخوبی سمجھتا اور بول لیتا تھا۔

اور پھر اُسے قدموں کی آوازیں ٹرک کی پشت کی طرف آتی سنائی دیں تو عمران تیزی سے گھسٹ کر بوریوں کی سائیڈ سے ہوتا ہوا اور پیچھے دبک گیا ——— پھر ایک شخص پیچھے کی طرف سے ٹرک پر چڑھا۔ لیکن چند لمحوں بعد ہی وہ واپس اتر گیا۔ اس نے شاید ایک نظر دیکھنے پر ہی اکتفا کیا تھا۔ قدموں کی آوازیں دُور ہو گئیں۔ اور پھر ٹرک حرکت میں آ گیا ——— عمران اُسی طرح دبکا پڑا رہا۔ ٹرک کی رفتار اب خاصی تیز ہو گئی تھی۔ راستے میں کئی جگہ ٹرک رکا اور اُسی طرح پشت پر چڑھ کر ٹرک کو چیک کیا گیا۔ لیکن عمران نے ایسی جگہ بنا لی تھی۔ جہاں سے اُسے آسانی سے چیک نہ کیا جا سکتا تھا ——— ٹرک جگہ جگہ رکتا ہوا آگے بڑھتا گیا اور پھر عمران کو ٹریفک کا شور محسوس ہوا تو اُسے معلوم ہو گیا کہ وہ شہر میں پہنچ گیا ہے۔ وہ بوریوں کے پیچھے سے کھسکتا ہوا آگے آیا۔ اور پھر اس نے سر باہر نکال کر دیکھا تو ٹرک واقعی ایک معروف سڑک سے گزر رہا تھا ——— ایک موڑ مڑتے ہی ٹرک ایک بڑی سی عمارت کی سائیڈ میں داخل ہونے لگا تو اس کی رفتار خود بخود آہستہ ہو گئی۔ اس سائیڈ پر بڑے بڑے گودام نما کمرے بنے ہوئے تھے۔ ٹرک آہستہ ہوتے ہی عمران تیزی سے باہر نکلا ——— اور پھر اس نے پنجوں کے

بل نیچے چھلانگ لگا دی۔ ٹرک آگے بڑھ گیا۔ عمران دو قدم دوڑا اور پھر اطمینان سے چلتا ہوا سائیڈ سے نکل کر مین روڈ پر آگیا۔ وہ سالومن تنظیم کے پنجے سے تو نکل آیا تھا لیکن لیڈی سندرتا وہیں رہ گئی تھی۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ پہلے کرنل باشمورے سے مل کر ساری صورتحال کو اچھی طرح سمجھ لے۔ اس کے بعد اگر لیڈی سندرتا کو وہاں سے نکالنا پڑا تو پھر دیکھا جائے گا ——— یہی سوچتا ہوا وہ ایک کیفے میں داخل ہو گیا۔

"ایک فون کرنا ہے" ——— عمران نے کیفے کے کاؤنٹر پر جا کر کہا۔

"کر لیجئے" ——— کاؤنٹر مین نے عمران کو سر سے پیر تک غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

عمران نے رسیور اٹھایا اور پھر پہلے اس نے انکوائری کے نمبر گھمائے۔

"یس ——— انکوائری پلیز" ——— دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز گونجی۔

"باشمورے امپورٹرز ایکسپورٹرز کا نمبر دے دیں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کرنل باشمورے نے اپنے آپ کو عام نظروں سے چھپانے کے لئے باقاعدہ امپورٹرز ایکسپورٹرز کا آفس بنایا ہوا ہے۔

"تھری زیرو تھری ون زیرو" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے کریڈل دبا کر باشمورے کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"آپ نے جناب باشمورے سے ملنا ہے" ——— کاؤنٹر مین نے جو فارغ ہونے کی وجہ سے عمران کی طرف متوجہ تھا بول پڑا۔

"ہاں ——— کیوں" ——— عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہ کیفے بھی انہی کا ہے۔ وہ اس وقت دفتر میں موجود ہیں" کاؤنٹر مین نے کہا۔

"اوہ اچھا ——— بڑے کنجوس آدمی ہیں" ——— عمران نے رسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کنجوس ——— کیا مطلب" ——— کاؤنٹر مین نے بری طرح چونک کر پوچھا۔ اسے عمران کے اس فقرے کی سمجھ نہ آئی تھی۔

"بھئی ایک کال کا خرچہ بچا لیا انہوں نے ——— ظاہر ہے یہ خرچہ تو انہیں ہی دینا تھا۔ میں تو ان کا مہمان ہوں" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کاؤنٹر مین بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا نام بتاؤں انہیں" ——— کاؤنٹر مین نے انٹرکام کا رسیور اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"انہیں کہو پاکیشیا سے ان کا بھتیجا عمران آیا ہے" ——— عمران نے کہا۔

اور کاؤنٹر مین ایک بار پھر غور سے عمران کو دیکھنے لگا۔ عمران کی اس وقت وضع قطع ہی ایسی تھی کہ شاید کاؤنٹر مین کو اس رشتے پر یقین نہ آرہا تھا۔

"ہیلو سر ——— میں کاؤنٹر سے بول رہا ہوں۔ ایک صاحب آئے ہیں وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ آپ

کے بھتیجے ہیں اور پاکیشیا سے آئے ہیں۔ عمران نام بتا رہے ہیں"
کاؤنٹرمین نے کندھے سکوڑتے ہوئے بات کر ہی دی۔

"ٹھیک ہے سر ۔۔۔ بہتر سر" ۔۔۔ دوسری طرف سے سن کر کاؤنٹرمین نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر جلدی سے رسیور رکھ دیا۔

"آئیے جناب ۔۔۔ میں آپ کو ان کے دفتر تک پہنچا دوں"
کاؤنٹرمین کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا تھا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں اب بھی حیرت کی پرچھائیاں موجود تھیں۔ شاید اسے یقین نہ آ رہا تھا کہ کرنل باشمورے جیسا آدمی عمران کا نام سنتے ہی یوں اچھل پڑے گا ۔۔۔ چند لمحوں بعد عمران ایک دروازے کے سامنے موجود تھا۔
کاؤنٹرمین نے دروازے پر دستک دی۔

"یس ۔۔۔ کم ان" ۔۔۔ اندر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"تشریف لے جائیے جناب" ۔۔۔ کاؤنٹرمین نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ خاصا بڑا کمرہ بڑے قیمتی ساز و سامان سے سجا ہوا تھا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک دیوہیکل آدمی بیٹھا تھا ۔۔۔ جس کا سر انڈے کی طرح صاف اور چکنا تھا۔ یہ کرنل باشمورے تھا۔ شری ٹنکا سیکرٹ سروس کا چیف۔

"عمران تم ۔۔۔ بغیر اطلاع دیئے" ۔۔۔ کرنل باشمورے نے کرسی سے اٹھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ آپ کو کاؤنٹرمین نے اطلاع نہیں دی" ۔۔۔ عمران نے آگے بڑھ کر بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ میرا مطلب تھا کہ شری ٹنکا آتے ہوئے تم نے اطلاع نہیں دی۔ آؤ بیٹھو۔ کب آنا ہوا" ۔۔۔ کرنل باشمورے نے مصافحہ کر کے میز کی دوسری طرف کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اور کب جانا ہے۔ یہی کہنا چاہتے ہیں آپ۔ تو جناب میں ابھی چلا جاؤں گا۔ بس واپسی کا کرایہ دے دیجئے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ۔۔۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میں تو تمہاری اچانک آمد پر حیران ہوں۔ سندرتا کہاں ہے" ۔۔۔ کرنل باشمورے نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ کیا کہے اور کیا نہ کہے۔

"پہلے تو آپ یہ بتائیں کہ آپ نے سندرتا کو میرے پاس کیوں بھیجا تھا" ۔۔۔ عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میں تو اسے نہ بھیجنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ بضد ہو گئی کہ وہ خود جا کر بالمورا سائنسدان کو برآمد کرے گی۔ مجبوراً مجھے اسے بھیجنا پڑا۔ لیکن وہ جس قسم کی لڑکی ہے۔ انتہائی موڈی۔ ناعاقبت اندیش ۔۔۔ تو مجھے تمہارا ہی خیال آیا کہ تم ہی اسے ہینڈل کر لو گے اس طرح مجھے اطمینان رہے گا" ۔۔۔ کرنل باشمورے نے جواب دیا۔

"یہ بالمورا سائنسدان اور لیڈی سندرتا کے درمیان کوئی ایسا تعلق ہے۔ جس کے لئے لیڈی سندرتا نے خود جانے کی ضد کی۔

آپ کو اس تعلق کا علم ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تعلق ۔۔۔ کیسا تعلق ۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو"۔۔۔۔۔ کرنل باشمورے کا چہرہ یک لخت سرخ پڑ گیا۔ ایسے جیسے عمران نے بات نہ کی ہو۔ بلکہ تھپڑ مار دیا ہو۔

"ناراض ہونے کی ضرورت نہیں۔ لیڈی سندرتا کا رویہ میرے ساتھ عجیب و غریب رہا۔ سالومن تنظیم کو عین اُسی وقت لیڈی سندرتا کے متعلق علم ہو گیا جس وقت وہ میرے فلیٹ میں پہنچی۔۔۔۔۔ اور پھر اس نے اپنے باڈی گارڈ کو بغیر کسی وجہ کے فلیٹ سے باہر بھیج دیا۔ سالومن قاتلوں نے اُسے قتل کر دیا۔ اور فلیٹ پر حملہ کیا لیکن پھر وہ اچانک بھاگ گئے۔۔۔۔۔ اس کے بعد جب میں اور لیڈی سندرتا باہر نکلے تو سالومن قاتلوں نے ہمارا تعاقب کیا۔ لیڈی سندرتا نے مجھے کار روک کر ان پر حملے کے لئے اکسایا۔ اس کے بعد اس نے ان میں سے ایک کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔۔۔۔۔ وہ دوسرے کو بھی قتل کرنا چاہتی تھی۔ لیکن میری مداخلت کی وجہ سے دوسرا بچ گیا۔ دوسرے نے جب بتایا کہ ان کا باس بیٹھا کر لیڈی سندرتا سے مذاکرات کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔ تو لیڈی سندرتا بغیر کسی خوف کے اس کے ساتھ چلی گئی۔ میں اس کے تعاقب میں گیا تو وہاں لیڈی سندرتا کو بے ہوش کر دیا گیا اور ساتھ ہی مجھے بھی۔۔۔۔۔ اس کے بعد مجھے یہاں جنگل میں موجود ایک پہاڑی غار میں ہوش آیا۔ لیڈی سندرتا بھی وہاں بے ہوشی کے عالم میں موجود تھی۔ پھر وہاں سالومن تنظیم کا

باس کنگ کوبرا اور بیٹھا کر اور بالمورا سائنسدان آ گئے۔ کنگ کوبرا نے بالمورا کو بتایا کہ لیڈی سندرتا کو اس کے حوالے کرنے کے لئے یہاں لایا گیا ہے اب وہ ان کی شرط پوری کر دے۔۔۔۔۔ بالمورا فوراً تیار ہو گیا۔ اس کے بعد کنگ کوبرا نے مجھے قتل کرنا چاہا لیکن میں وہاں سے نکل آنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور اب آپ کے پاس موجود ہوں۔ اب آپ سوچ لیں کہ کیسا تعلق ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک سندرتا کا تعلق ہے۔ اس کی تو عادتیں بالکل ایسی ہیں جیسی تم نے بتائی ہیں وہ احمقانہ حد تک بے خوف لڑکی ہے۔ اور بغیر سوچے سمجھے ہر خطرے میں کود پڑتی ہے۔۔۔۔ البتہ تم نے بالمورا والی بات بتا کر مجھے تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ بالمورا کا اغوا ایک فرضی ڈرامہ تھا۔ بالمورا سالومن تنظیم سے ملا ہوا ہے"۔۔۔۔۔ کرنل باشمورے نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن ایسی صورت میں انہیں ڈرامے کی کیا ضرورت تھی۔ اور اگر شرط صرف لیڈی سندرتا کے حصول کی تھی تو وہ پاکیشیا کی نسبت یہاں شری ٹنکا میں زیادہ آسانی سے ہو سکتی تھی۔۔۔۔۔ دوسری بات یہ کہ بالمورا کا اغوا پاکیشیا میں ہوا۔ لیڈی سندرتا بھی پاکیشیا پہنچی۔ اس کے وہاں پہنچتے ہی حملے کا ڈرامہ سٹیج کیا گیا۔ اور اس کے بعد لیڈی سندرتا اطمینان سے ان کے ساتھ چلی گئی۔۔۔۔۔ وہاں سے اُسے یہاں لایا گیا۔ یہ سارا گورکھ دھندہ بتا رہا ہے کہ کوئی گہرا کھیل کھیلا جا رہا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے لیڈی سندرتا اب سالومن تنظیم کے قبضے میں ہے اور وہ اُسے بالمورا کے حوالے کر کے اس سے شرائط منوانا چاہتے ہیں" ——— کرنل باشمورے نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— اور جب میں وہاں سے نکلا تو وہ بے ہوش تھی۔ اُسے لمبی بے ہوشی کے خصوصی انجکشن لگائے گئے تھے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں ان سب کو تباہ کر دوں گا۔ میں ان کے خلاف ملٹری ایکشن کراتا ہوں" ——— کرنل باشمورے نے غصے سے لال پیلا ہوتے ہوئے کہا۔

"ملٹری ایکشن سے کیا ملے گا۔ کیا آپ لیڈی سندرتا کو صحیح سالم واپس حاصل کر سکیں گے۔ آپ اپنی سیکرٹ سروس کو حرکت میں کیوں نہیں لاتے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ سیکرٹ سروس کے بس کے نہیں ہیں۔ بہرحال میں کچھ کرتا ہوں" ——— کرنل باشمورے نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ کرسی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ تو جا رہے ہیں" ——— عمران نے اُسے کھڑا ہوتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— مجھے فوراً کچھ کرنا پڑے گا۔ میں سندرتا کو کسی صورت ان کے قبضے میں برداشت نہیں کر سکتا" ——— کرنل باشمورے نے کہا۔

"تو پھر مجھے واپسی کا کرایہ تو دے دیجیے۔ میں تو ان کے قبضے سے

نکل آیا ہوں" ——— عمران نے معصومیت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اب آ ہی گئے ہو تو کیا تم میری مدد نہیں کر سکتے۔ سر رحمان سے میرے دیرینہ تعلقات ہیں۔ کم از کم اس حوالے سے لیڈی سندرتا کو ان کے قبضے سے نکالنا تمہارا بھی فرض بنتا ہے" ——— کرنل باشمورے نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"مقصد یہ کہ آپ کرایہ دینے کا باقاعدہ معاوضہ وصول کرنا چاہتے ہیں" ——— عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"احمق ہو تم ——— میرا یہ مطلب نہیں تھا ——— آؤ میرے ساتھ" کرنل باشمورے نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ وقت بھی دیکھنا تھا کہ واپسی کرایے کے لئے باقاعدہ مزدوری کرنی پڑے گی" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے لیکن اونچے لہجے میں کہا۔ اور اٹھ کر کرنل باشمورے کے پیچھے چل پڑا۔

چند لمحوں بعد کرنل باشمورے کی سفید سیڈان تیزی سے مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی شہر کی بیرونی سمت کی طرف بڑھی جا رہی تھی عمران بڑے اطمینان سے سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا شہر کے نظارے دیکھنے میں مصروف تھا ——— اس کے چہرے سے ذرا بھی محسوس نہ ہو رہا تھا کہ وہ پریشان ہے۔ جب کہ کرنل باشمورے کا چہرہ لمحہ بہ لمحہ گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہا تھا۔

کار کافی دیر تک دوڑنے کے بعد ایک دو منزلہ عمارت کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ کرنل باشمورے نے تین بار مخصوص انداز میں

ہارن بجایا تو گیٹ کھل گیا۔ اور کرنل باشمورے کار اندر لیتا گیا۔ عمارت خاصی وسیع تھی۔ اس کے وسیع پورچ میں دو کاریں پہلے سے موجود تھیں ـــــ کرنل نے کار ایک طرف روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔

"آؤ میرے ساتھ" ـــــ کرنل باشمورے نے عمران سے کہا۔ اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

اُسی لمحے برآمدے میں سٹین گنوں سے مسلح چار افراد نظر آئے۔ انہوں نے فوجی انداز میں کرنل باشمورے کو سیلوٹ کیا لیکن کرنل باشمورے سر ہلاتا ہوا آگے راہداری میں بڑھ گیا ـــــ عمران اس کے پیچھے تھا۔ وہ دونوں ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچے۔ جس میں صرف ایک صوفہ اور میز موجود تھی۔

"تم یہاں بیٹھو ـــــ میں ایک فون کر لوں" ـــــ کرنل باشمورے نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

"اچھی مزدوری ہے" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور صوفے پر یوں اطمینان سے بیٹھ گیا جیسے وہ شری ٹنکا آیا ہی اس صوفے پر بیٹھنے کے لئے ہو۔

صوفے پر بیٹھ کر اس نے جیسے ہی کمر اس کی پشت سے لگائی۔ اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کا سر یوں تیزی سے پیچھے کی طرف ہٹتا گیا جیسے صوفے کی پشت یک لخت غائب ہو گئی ہو۔ عمران نے اچھل کر سیدھا ہونے کی کوشش کی ـــــ لیکن دوسرے لمحے اس کا پورا سر صوفے کی پشت میں پیدا ہونے والے ایک

بڑے سے چوکھٹے میں پھنس گیا۔ اُسی لمحے عمران کے ذہن پر یک لخت اندھیروں نے یلغار کر دی ـــــ اور اس کا باقی جسم جو باہر تھا ڈھیلا پڑتا گیا۔ وہ عجیب سے انداز میں صوفے میں پھنسا ہوا اندھیروں میں ڈوب گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی بلیک زیرو نے رسیور اٹھالیا۔

"ایکسٹو" ـــــ بلیک زیرو نے مخصوص انداز میں کہا۔

"راشورے بول رہا ہوں سر ـــــ شری ٹنکا سے" ـــــ دوسری طرف سے شری ٹنکا میں سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ راشورے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے" ـــــ بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"سر ـــــ جب پاکیشیا سے آنے والی فلائٹ ٹالمبو کے

ہوائی اڈے پر پہنچی تو میں وہاں موجود تھا ۔ جہاز سے ایک شری ٹنکن بیہوش لڑکی کو اتارا گیا ۔ اور کارگو سے ایک تابوت —— ان دونوں کو وہاں چند نامانوس لوگوں نے وصول کیا اور ایک بڑی ویگن میں ڈال کر ٹالمبو شہر کی ایک عمارت میں لے جایا گیا —— میں نے موقع پا کر اس تابوت کے ساتھ بی تھرٹین ساؤنڈ کیچر لگا دیا تھا ۔ اس ساؤنڈ کیچر کی مدد سے پتہ چلا کہ تابوت میں پاکیشیا کے علی عمران کو لایا گیا ہے ۔ جسے بظاہر لاش کی صورت دی گئی تھی —— لیکن دراصل انہیں طویل بے ہوشی کے مخصوص انجکشن لگائے گئے تھے ۔ لڑکی کا نام لیڈی سندرتا ہے اور وہ شری ٹنکا کی سیکرٹ سروس کے چیف کرنل باشمورے کی بھتیجی بھی ہے اور سیکرٹ سروس کی ایجنٹ بھی —— اس عمارت کا تعلق سالومن تنظیم سے ہے ۔ وہاں سے ان دونوں کو ایک اور ویگن میں ڈال کر بیمزے جنگل لے جایا گیا ۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ گھنا اور خطرناک جنگل سالومن تنظیم کا گڑھ ہے —— اور سالومن تنظیم کے چیف کنگ کوبرا کا ہیڈ کوارٹر اسی جنگل میں ہے چونکہ وہاں جانا انتہائی خطرناک تھا ۔ اس لئے میں اندر داخل نہ ہو سکا ۔ بعد میں اس جنگل میں سے بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں بھی سنائی دی گئیں —— یوں لگتا تھا جیسے دو فوجیں آپس میں ٹکرا گئی ہوں ۔ اور سر ایک اور انتہائی اہم بات کی سن گن بھی ملی ہے کہ شری ٹنکا کا مشہور سائنسدان بالمورا جس کے متعلق پتہ چلا تھا کہ اُسے پاکیشیا میں سالومن تنظیم نے اغوا کر لیا ہے —— وہ بھی اسی جہاز سے جس سے عمران صاحب کو لایا گیا تھا ۔ ایک نئے میک اپ میں آیا تھا ۔ البتہ اُسے علیحدہ کار میں بیمزے جنگل میں پہنچایا گیا ہے "

راشورے نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا ۔

" تم کرنل باشمورے کو ذاتی طور پر جانتے ہو " —— بلیک زیرو نے اس کی تفصیلی رپورٹ سننے کے بعد پوچھا ۔

" یس سر —— اچھی طرح واقف ہوں سر " —— راشورے نے جواب دیا ۔

" گڈ —— تم ایسا کرو کہ کرنل باشمورے کی نگرانی کرو ۔ مکمل اور محتاط نگرانی ۔ اس کے علاوہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کو میں شری ٹنکا بھیج رہا ہوں ۔ وہ تم سے فون پر رابطہ کرے گی ۔ کوڈ ایکسٹو ہی ہو گا ۔ تم نے ان کے ساتھ مکمل تعاون بھی کرنا ہے —— اور آئندہ جب تک ٹیم مشن مکمل کر کے واپس نہ آ جائے تم نے ان کے تحت کام کرنا ہے " بلیک زیرو نے کہا ۔

" ٹھیک ہے سر —— کرنل باشمورے کے متعلق رپورٹ میں آپ کو دوں یا ...... " —— راشورے نے پوچھا ۔

" یہ رپورٹ بھی تم ٹیم کی سربراہ کو ہی دینا " —— بلیک زیرو نے کہا ۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا ۔

اب یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ لیڈی سندرتا کے ساتھ ہی عمران کو بھی اغوا کر کے شری ٹنکا اور پھر سالومن تنظیم کے ہیڈ کوارٹر میں لے جایا گیا ہے ۔ اور سائنسدان بالمورا بھی وہاں گیا ہے —— اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ صورت حال خاصی پیچیدہ ہے ۔ عمران کے متعلق بلیک زیرو کو زیادہ فکر نہ تھی ۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران اپنی حفاظت خود کر سکتا ہے —— جہاں تک فائرنگ کے متعلق رپورٹ تھی اس

سے کچھ ظاہر نہ ہوتا تھا۔ کہ ایسا کیوں ہوا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عمران وہاں سے فرار ہوا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس تنظیم کے مختلف گروہ آپس میں ٹکرا گئے ہوں ——— دوسری صورت اس کے ذہن کے مطابق زیادہ قرین قیاس تھی۔ کیونکہ اگر عمران وہاں سے فرار ہوتا تو وہ لازماً اس سے رابطہ قائم کرتا۔ بہرحال اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ سالومن تنظیم کے خاتمے کے لئے فوری طور پر ٹیم شری ٹنکا روانہ کر دے ——— اس کا دل تو کہہ رہا تھا کہ ابھی وہ خود ٹیم کی رہنمائی کرے۔ لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا کیونکہ وہ عمران کی اجازت کے بغیر ہیڈ کوارٹر کو خالی نہ چھوڑ سکتا تھا ——— کرنل باشمورے کی نگرانی کا حکم اس نے اس لئے دیا تھا کیونکہ سر سلطان نے اُسے بتایا تھا کہ شری ٹنکا کے صدر کو ملنے والی اطلاعات کے مطابق کرنل باشمورے بھی درپردہ سالومن تنظیم سے ملا ہوا ہے ——— اس لئے اس نے سوچا کہ شاید اس کی نگرانی سے کوئی نئی بات سامنے آجائے۔

بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— پی۔ اے۔ ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ" ——— دوسری طرف سے سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو ——— سر سلطان سے بات کراؤ" ——— بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— ہولڈ کیجئے سر" ——— پی۔ اے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سلطان سپیکنگ" ——— چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز رسیور پر سنائی دی۔

"ایکسٹو ——— لائن آف کر لیجئے" ——— بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

لائن آف کرنے کا مطلب تھا کہ سپیشل بٹن دبا کر پی۔ اے کے بات چیت سننے کا سکوپ ختم کر دیا جائے۔

"یس ——— لائن آف ہو گئی ہے" ——— سر سلطان نے ایک لمحے بعد جواب دیا۔

"سر ——— میں طاہر بول رہا ہوں" ——— بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں مؤدبانہ انداز میں کہا۔

اور پھر عمران اور لیڈی سندرتا کے اغوا کے متعلق تمام رپورٹ سر سلطان کو دی۔ کیونکہ عمران کی عدم موجودگی میں سرکاری طور پر ٹیم باہر بھیجنے کے لئے سر سلطان کی اجازت ضروری تھی۔

"تو پھر تم نے کیا پروگرام بنایا ہے" ——— سر سلطان نے تفصیلی رپورٹ سننے کے بعد پوچھا۔

"میں سیکرٹ سروس کو شری ٹنکا بھیج دیتا ہوں۔ عمران سے رابطہ ہوا تو اُسے بھی بتا دوں گا۔ اور وہ وہاں ٹیم کی لیڈر شپ سنبھال لے گا اور سالومن تنظیم کے خاتمے کا مشن مکمل کرے گا" ——— بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— بلکہ تم ٹیم کے ذمہ لگا دو کہ وہ وہاں جا کر سب سے پہلے عمران کو بازیاب کریں۔ اس کے بعد مشن کا آغاز کریں۔ کیونکہ

سالومن تنظیم کی پشت پر کافرستان کا ہاتھ ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس میں کافرستانی سیکرٹ ایجنٹ شامل ہوں۔ ایسی صورت میں عمران ہی صحیح معنوں میں ان کا فیصلہ کر سکتا ہے ۔۔۔ اگر شری ٹنکا میں ٹیم کو سرکاری طور پر کسی تعاون کی ضرورت محسوس ہو تو وہ شری ٹنکا کے صدر کے پرسنل سیکرٹری داتا گولے سے رابطہ قائم کر لیں۔ انہیں ہر قسم کا تعاون خفیہ طور پر مل جائے گا ۔۔۔ کوڈ کوئی طے کر لو۔ تاکہ میں آج ہی شری ٹنکا کے صدر کو سرکاری طور پر پاکیشیا کے اس فیصلے سے آگاہ کر دوں۔ کوڈ بھی انہیں بتا دیا جائے گا ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"کوڈ۔ ایم۔ ایس ہو گا۔ مشن سالومن" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ٹیم کو اچھی طرح سمجھا دینا۔ کیونکہ عمران کی موجودگی میں تو ہر لحاظ سے تسلی رہتی ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سب ٹھیک ہو جائے گا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"او کے ۔۔۔ عمران سے رابطہ ہوتے ہی مجھے اطلاع دینا جب تک عمران سے رابطہ نہ ہو گا مجھے بے حد فکر رہے گی" ۔۔۔ سر سلطان کے لہجے میں خاصی تشویش تھی۔

"بہتر جناب ۔۔۔ ویسے آپ فکر نہ کریں۔ عمران ان کے بس کا روگ نہیں ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔ اور سر سلطان ہنس دیئے۔ اور بلیک زیرو نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

اس کے بعد اس نے جولیا کے نمبر ڈائل کئے اور رابطہ قائم ہونے کے

بعد وہ اسے ٹیم لے کر شری ٹنکا جانے کے بارے میں تفصیلی ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔

کنگ کوبرا کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اس کے چہرے کا گوشت بری طرح پھڑک رہا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ اور غصے کی شدت سے اس کا پورا جسم بری طرح کانپ رہا تھا ۔۔۔ وہ اس وقت جنگل کے اندر بنے ہوئے وسیع و عریض ہٹ کے ہال نما کمرے میں زخمی چیتے کی طرح ٹہل رہا تھا۔ دروازے کے ساتھ ہی بھٹاکمی کی لاش پڑی ہوئی تھی ۔۔۔ اس کے پورے جسم پر زخم ہی زخم تھے۔ پہاڑی سے لڑھکنے کی وجہ سے اس کی ہڈیاں تک ٹوٹ گئی تھیں اور وہ ہلاک ہو گیا تھا۔ جب کہ کنگ کوبرا کے اپنے جسم پر بھی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں ۔۔۔ لیکن اس کی ہڈی ٹوٹنے سے بچ گئی تھی اور نیچے لڑھکنے کی وجہ سے صرف گوشت پھٹا تھا۔ عمران کی تلاش پورے جنگل میں جاری

تھی۔ اُسے پہاڑی پر چڑھتے تو دیکھا گیا تھا لیکن اس کے بعد وہ پراسرار طور پر غائب ہو گیا تھا۔ البتہ پہاڑی کے چوٹی کے نیچے ایک درخت کی ہوتی سی شاخ ٹوٹ کر گری ہوئی تھی ——— لیکن اتنی بلندی سے کسی کے گر کر بچ جانے کا کوئی تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ لیکن نہ صرف عمران غائب تھا بلکہ اس کی لاش تک بھی نہ مل رہی تھی۔

اُسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔

"کچھ پتہ چلا" ——— کنگ کوبرا نے دھاڑنے والے لہجے میں پوچھا۔

"نو باس ——— پورا جنگل چھان مارا گیا ہے۔ وہ پُراسرار طور پر غائب ہو چکا ہے" ——— نوجوان نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"تم سب احمق ہو۔ نانسنس۔ ایک آدمی پہاڑی پر چڑھ کر غائب ہو چکا ہے اور تم اُسے تلاش نہیں کر سکے۔ میں تم سب کو اس کی عبرتناک سزا دوں گا ——— اگر تم نے اُسے تلاش نہ کیا۔ جاؤ اور جنگل کے گرد اسے ڈھونڈھو۔ تلاش کر کے لاؤ اُسے ہر قیمت پر ہر صورت میں" کنگ کوبرا نے بُری طرح پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"یس باس" ——— نوجوان نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھا۔

"سنو" ——— کنگ کوبرا ایک بار پھر دھاڑا۔

"یس باس" ——— نوجوان نے تیزی سے مڑتے ہوئے پوچھا۔ ویسے اس کا چہرہ کنگ کوبرا کی دھاڑ سنتے ہی یک لخت زرد پڑ گیا تھا۔

"بٹاشے کو کہو کہ وہ بالمورا اور لیڈی سندرتا دونوں کو لے کر یہاں آ جائے۔ میں اب اس قصے کو نمٹا دینا چاہتا ہوں" ——— کنگ کوبرا

نے کہا۔

"یس باس" ——— نوجوان نے کہا اور ایک بار پھر مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک قوی ہیکل مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے سٹریچر پر لدی ہوئی لیڈی سندرتا تھی جو ابھی تک بے ہوش تھی ——— اور ساتھ ہی سائنسدان بالمورا تھا۔ ان کے پیچھے دو مسلح افراد تھے۔

"باس ——— دونوں حکم کے مطابق حاضر ہیں" ——— قوی ہیکل مسلح شخص نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— صرف تم یہاں رہو بٹاشے۔ باقی افراد چلے جائیں" کنگ کوبرا نے ایک طرف پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور بٹاشے کے علاوہ باقی افراد خاموشی سے واپس چلے گئے۔

"ادھر بیٹھو بالمورا" ——— کنگ کوبرا نے ایک طرف کھڑے سائنسدان بالمورا سے مخاطب ہو کر ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ——— بالمورا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور قدم بڑھا کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سنو ——— لیڈی سندرتا کو میں ہوش میں لانے کا حکم دیتا ہوں۔ اس کے بعد تم دونوں کو تمہارے پسندیدہ مقام پر بھیج دیا جائے گا۔ جہاں میرے مسلح افراد باہر پہرہ دیں گے تاکہ تم اطمینان سے لیڈی سندرتا کے حسن سے لطف اندوز ہو سکو ——— اور لیڈی سندرتا

کو بے ہوشی کے انجکشنز کے ساتھ ساتھ ایسے انجکشن بھی لگا دیئے گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے اس کی قوتِ ارادی اور جارحانہ عادات کمزور ہو گئی ہیں ـــــ اور یہ انجکشن اُسے میرے آدمی مسلسل لگاتے رہیں گے ان انجکشن سے لیڈی سندرتا کے حسن و شباب اور صحت و تندرستی پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ بس صرف یہ ہو گا کہ وہ روز بروز تمہارے اشاروں پر زیادہ سے زیادہ ناچتی رہے گی ـــــ اس لئے اب تم رائفل کا فارمولا میرے حوالے کر دو۔ تاکہ میں اس کی ابتدائی تیاریاں شروع کرا دوں۔ جب عملی میدان میں یہ فارمولا داخل ہو گا تو شرائط کے مطابق تم بھی امداد کرو گے۔ اس وقت تک تم مکمل عیش کرو گے" کنگ کوبرا نے نرم لہجے میں کہا۔

"سنو کنگ کوبرا ـــــ ابھی تو لیڈی سندرتا بے ہوش پڑی ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد اس کا رویہ کیا ہوتا ہے اس کا پتہ بعد میں چلے گا۔ جب تک میں مطمئن نہیں ہو جاؤں گا کہ لیڈی سندرتا ذہنی طور پر مجھے قبول کر رہی ہے اس وقت تک فارمولا نہیں دوں گا ـــــ کیونکہ زبردستی کا میں قائل نہیں ہوں اور تمہارے ساتھ بھی معاہدہ اسی شرط پر ہوا تھا کہ تم لیڈی سندرتا کو ذہنی طور پر میرے ماتحت کر دو گے" ـــــ بالمورا نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تم لیڈی سندرتا سے دادِ عیش لینے کے بعد فارمولا دینے سے انکار کر دو" ـــــ کنگ کوبرا کا لہجہ بے حد تلخ ہو گیا۔

"اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ تم فارمولا لینے کے بعد لیڈی سندرتا

کو واپس بھیج دو اور مجھے قید کر دو" ـــــ بالمورا نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور کنگ کوبرا بالمورا کو یوں گھورنے لگا جیسے اُسے کچا ہی چبا جائے گا۔

"میں صرف کرنل باشمورے کی وجہ سے تمہارا لحاظ کر رہا ہوں۔ ورنہ اگر میں چاہوں تو تمہاری رگوں سے خون تک نچوڑ دوں فارمولا کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں" ـــــ کنگ کوبرا نے بُری طرح دانت پیستے ہوئے کہا۔

"تم میری رگوں سے خون تو نچوڑ سکتے ہو لیکن فارمولا حاصل نہیں کر سکتے۔ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا۔ اور تم نے مجھے دھمکی دی ہے۔ اس لئے اب میں تم سے کوئی مزید بات نہیں کرنا چاہتا ـــــ اب جو بات ہو گی وہ کرنل باشمورے سے ہی ہو گی" ـــــ بالمورا نے بغیر خوف زدہ ہوئے سپاٹ اور سخت لہجے میں جواب دیا۔

"سنو بالمورا ـــــ میں تم سے الجھنا نہیں چاہتا۔ ہمیں اپنی کامیابی کے لئے فارمولا چاہیئے اور تمہیں عیش کرنے کے لئے لیڈی سندرتا۔ تم نے دیکھا کہ ہمارا منصوبہ کس قدر کامیاب رہا ہے۔ حکومت اب تک یہی سمجھ رہی ہے کہ بالمورا پاکیشیا میں ہے ـــــ جب کہ تم یہاں موجود ہو اور لیڈی سندرتا کی گمشدگی کا الزام بھی ہم پر نہیں آ سکتا۔ کیونکہ وہ پاکیشیا میں غائب ہو گئی ہے۔ لیڈی سندرتا کا باپ جو کہ کمانڈر انچیف ہے اُسے اصل حالات کی ہوا بھی نہیں لگنے دی گئی ـــــ اور یہ سارا ڈرامہ اس لئے کھیلا گیا تھا ـــــ کہ

کمانڈر انچیف کو اصل حالات کا علم نہ ہو سکے۔ اُسے یہی بتایا گیا ہے کہ لیڈی سندرتا سیکرٹ مشن پہ پاکیشیا گئی ہوئی ہے۔ اگر سندرتا کے باپ کا مسئلہ درمیان میں نہ ہوتا تو ہمیں یہ سب ڈرامہ کھیلنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی ——— ہم تمہیں یہیں سے اغوا ظاہر کرتے اور لیڈی سندرتا کو بھی یہیں سے اٹھوا لیا جاتا۔ لیکن تمہیں اور ہم سب کو معلوم ہے کہ لیڈی سندرتا کا باپ یہاں کی افواج کا کمانڈر انچیف ہے اور اس کی ہمدردیاں ہمارے ساتھ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فوج کھل کر ہمارے مقابلے میں نہیں آ رہی ——— لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ لیڈی سندرتا اور اس کا باپ دونوں تم سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ اگر لیڈی سندرتا کو مخصوص انجکشن نہ دیئے جاتے تو وہ ہوش میں آتے ہی تمہاری گردن توڑ دیتی۔ اور اگر اس کے باپ کے کانوں میں ذرا سی بھی بھنک پڑ جائے کہ ہم نے لیڈی سندرتا کو تمہارے حوالے کر دیا ہے تو وہ پورے ملک کی افواج لے کر ہم پہ وحشی سانڈ کی طرح ٹوٹ پڑے گا ——— اس لئے ہمارے اور تمہارے مفادات مشترک ہیں۔ تم ہمارے ساتھ تعاون کرو ہمیں فارمولا دے دو اور خود لیڈی سندرتا کے ساتھ عیش کرو" ——— کنگ کوبرا نے انتہائی نرم لہجے میں بالمورا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"میں اپنے معاہدے پر پابند ہوں کنگ کوبرا ——— لیکن میں ذرا وہمی آدمی ہوں۔ دھوکے سے ڈرتا ہوں۔ یہ فارمولا میری زندگی کی سب سے بڑی کمائی ہے۔ میں اس فارمولے کو کسی بھی دوسرے

ملک کو فروخت کر کے اربوں ڈالر کما سکتا ہوں۔ لیکن لیڈی سندرتا نے میری توہین کر کے میری انا کو چیلنج کیا تھا اور میں نے اُسے شکست دینے کے لئے اپنے اس قیمتی ترین فارمولے کو بھی داؤ پر لگا دیا ہے ——— اس سے تم خود سمجھ سکتے ہو کہ میں کیا چاہتا ہوں اب ایسا نہ ہو کہ فارمولا بھی ہاتھ سے جائے اور لیڈی سندرتا بھی مجھے نہ ملے۔ اس لئے پہلے اسے ہوش میں لاؤ۔ اور میرے ساتھ بھیج دو ——— جب میں مطمئن ہو جاؤں گا کہ واقعی لیڈی سندرتا ذہنی طور پر میری ہو گئی ہے تو فارمولا تم تک پہنچ جائے گا اس سے پہلے نہیں۔ اور میرے ضدی پن کا اندازہ تم اس بات سے کر سکتے ہو کہ اربوں ڈالر کا نقصان صرف اپنی توہین کا انتقام لینے کے لئے میں کر رہا ہوں ——— اس لئے اگر تم نے فارمولا زبردستی حاصل کرنے کی کوشش کی تو پھر تم ہمیشہ کے لئے فارمولے سے ہاتھ دھو بیٹھو گے" ——— بالمورا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ کنگ کوبرا کوئی جواب دیتا۔ کمرے میں سیٹی کی آواز گونجنے لگی اور کنگ کوبرا یہ آواز سن کر بُری طرح چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے میز کی دراز کھولی ——— اور اس میں موجود ایک جدید قسم کا ٹرانسمیٹر نکال کر باہر میز پہ رکھ دیا۔ سیٹی کی آواز اسی ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی۔ اس نے جلدی سے اس کا ایک بٹن دبا دیا تو سیٹی کی آواز نکلنی بند ہو گئی اور اس کی جگہ ایک بھاری آواز برآمد ہوئی۔

"ہیلو ہیلو ——— سی۔ بی کالنگ کے۔ کے اوور" ——— بولنے والے کا لہجہ خاصا کرخت تھا۔

"یس ـــ کے ـ لے ۔آن دی لائن اوور"ـــ ۔ کنگ کوبرا نے ایک بٹن دباتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"کے ۔ کے ـــ تمہارے آدمی علی عمران کو پاڈشیل سے اغوا کر کے کیوں لائے تھے ۔کیا ضرورت تھی اُسے لانے کی اوور"

سی ۔ بی کے لہجے میں بے پناہ تلخی عود کر آئی تھی ۔

"یہ حماقت ہٹاکر سے ہوئی ۔ میں نے اُسے بریف کیا تھا کہ وہ علی عمران سے ہوشیار رہے ۔ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے ۔ اور وہ مجھ پر اپنی صلاحیتیں ثابت کرنے کے لئے اُسے بھی ساتھ ہی اغوا کر کے لے آیا ـــ وہ واقعی انتہائی خطرناک آدمی ثابت ہو رہا ہے جس طرح وہ ہماری قید سے نکل کر غائب ہوا ہے ۔ میں اس کے لئے بے حد پریشان ہوں ۔ ہٹاکر کو اس کے کئے کی سزا مل چکی ہے کیونکہ وہ مر چکا ہے اوور"ـــ کنگ کوبرا نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"عمران تمہارے ہیڈ کوارٹر سے نکل کر میرے پاس پہنچ گیا تھا ۔ میں اُسے اچانک اپنے پاس دیکھ کر بڑا حیران ہوا ۔ اور چونکہ وہ تمہارے ہاں رہ کر ہمارا اصل منصوبہ دیکھ چکا تھا ـــ کیونکہ تم نے اس کے سامنے بالمورا سے لیڈی سندرتا کے متعلق بات کی تھی اس لئے اب اس کا زندہ رہنا ہم سب کے لئے انتہائی خطرناک بن گیا تھا ۔ چنانچہ میں اُسے اپنے پرسنل ہیڈ کوارٹر لے آیا ہوں ـــ اور اب وہ یہاں بے ہوش پڑا ہوا ہے اوور"ـــ دوسری طرف سے کہا گیا ۔ظاہر ہے یہ بولنے والا کرنل باشمورے تھا ۔

"اوہ ـــ بے ہوش کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔گولی مار کر لاش کہیں پھینک دیں ۔ایسے آدمی کی یہی سزا ہوتی ہے اوور"ـــ کنگ کوبرا نے کہا۔

"اور اس کے بعد اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھنک بھی پڑ گئی ۔ کہ عمران یہاں پہنچا ہے اور اُسے ہلاک کر دیا گیا ہے تو سالومن تنظیم تو کیا پورے شری ٹنکا کو جلا کر راکھ کر دیا جائے گا اوور"ـــ کرنل باشمورے نے کہا۔

"اوہ تو کیا آپ اُسے زندہ رکھیں گے اوور"ـــ کنگ کوبرا نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا

"ہاں ـــ اس وقت تک زندہ رکھوں گا جب تک مجھے تحقیق کے بعد اس بات کا یقین نہیں ہو جائے گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو عمران کے شری ٹنکا آنے کا علم نہیں ہوا ۔ یہ ضروری ہے ۔اگر انہیں علم ہو گیا تو پھر اس کی زندگی دے کر ہی شری ٹنکا کو بچایا جا سکتا ہے ۔ اور تم جانتے ہو کہ مارنا تو ہمارے اختیار میں ضرور ہے لیکن مرے ہوئے کو دوبارہ زندہ کرنا ہمارے بس سے باہر ہے اوور"ـــ کرنل باشمورے نے جواب دیا۔

"لیکن وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے اگر وہ ہوش میں آنے کے بعد فرار ہو گیا تب بھی وہ ہم سب کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہوگا اور اب تو اُسے آپ کی سازش کا بھی علم ہو جائے گا اوور"

کنگ کوبرا نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو ۔میری قید سے وہ فرار نہیں ہو سکتا ـــ میں اُسے زندہ

ضرور رکھوں گا لیکن مُردوں سے بدتر حالت میں —— تم یہ بتاؤ کہ بالمورا کا کیا کیا اور لیڈی سندرتا کس پوزیشن میں ہے اوور" —— کرنل باشموبے نے پوچھا۔

" لیڈی سندرتا بدستور بے ہوش ہے۔ اور بالمورا میرے پاس بیٹھا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ پہلے لیڈی سندرتا کو اس کے حوالے کیا جائے —— جب وہ مطمئن ہو جائے گا کہ وہ واقعی اس کے احکامات کی تعمیل پر آمادہ ہو گئی ہے تب وہ فارمولا دے گا اوور" کنگ کوبرا نے کہا۔

" ٹھیک ہے —— تم انتظامات کر دو۔ لیکن اُسے واضح طور پر بتا دو کہ جب تک وہ فارمولا نہیں دے گا اس وقت تک وہ لیڈی سندرتا کے جسم کو انگلی بھی نہ لگا سکے گا —— تمہارے آدمی اس بات کا خیال رکھیں گے اوور" —— کرنل باشموبے نے کہا۔

" ٹھیک ہے یہ تجویز درست ہے۔ میں بات کرتا ہوں اوور" کنگ کوبرا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے بالمورا کی طرف دیکھا جو دونوں طرف کی گفتگو بڑے اطمینان سے بیٹھا سُن رہا تھا۔

" ٹھیک ہے۔ مجھے اس شرط پر کوئی اعتراض نہیں میں بس لیڈی سندرتا کی ذہنی کیفیت دیکھنا چاہتا ہوں" —— بالمورا نے بڑے پُرسکون لہجے میں کہا۔

" بالمورا نے شرط تسلیم کر لی ہے۔ ٹھیک ہے میں ابھی ان دونوں کو ہیڈ کوارٹر پوائنٹ بھجوا دیتا ہوں۔ میرے آدمی وہاں

اس شرط کی مکمل نگرانی کریں گے اوور" —— کنگ کوبرا نے مطمئن لہجے میں کہا۔

" اوور اینڈ آل" —— کرنل باشموبے نے کہا۔

اور کنگ کوبرا نے ٹرانسمیٹر کا مین بٹن آف کرتے ہوئے ایک طویل سانس لیا اس کے بعد وہ بٹاشے سے مخاطب ہوا جو ایک طرف خاموش اور بے حس و حرکت کھڑا ہوا تھا۔

" بٹاشے —— تم جا کر راموشے کو کہہ دو کہ عمران کی تلاش بند کر دیں وہ اصل ٹھکانے پر پہنچ گیا ہے اور اس کے بعد بالمورا اور لیڈی سندرتا کو ہیڈ کوارٹرز پوائنٹ پہنچانے کے انتظامات کر دو" —— کنگ کوبرا نے کہا۔

" یس باس" —— بٹاشے نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

کرنل باشمور نے ٹرانسمیٹر آن کیا۔ اور پھر میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک نمبر دبا دیا۔

"یس سر" — دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ٹامش — صوفے کے قیدی کو ابراہم سکس کی ڈبل ڈوز انجکٹ کر کے اُسے بلیو روم میں قید کر دو اور بلیو روم کا آٹومیٹک حفاظتی نظام آن کر دو۔ تاکہ قیدی کے نکل بھاگنے کا ذرا برابر بھی امکان نہ رہے" — کرنل باشمور نے کہا۔

"سر — قیدی نے وہاں کتنا عرصہ رہنا ہے" — ٹامش نے پوچھا۔

"یہ کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ یہ مدت دو تین روز بھی ہو سکتی ہے اور دو تین ہفتے بھی — اس کے بعد اس کی قسمت کا فیصلہ ہو جائے گا۔

لیکن یہ بات ذہن میں بٹھا لو کہ یہ شخص دنیا کا سب سے خطرناک ترین انسان ہے اور اگر یہ نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تو پھر سوائے اس کے ہم سب خودکشی کر لیں اور کوئی چارہ باقی نہ رہے گا" — کرنل باشمور نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر — میں سمجھ گیا۔ ہم اسے ہوش میں ہی نہ آنے دیں گے۔ اسے محلول خوراک پر زندہ رکھا جائے گا" — ٹامش نے جواب دیا۔

"او کے" — کرنل باشمور نے مطمئن لہجے میں کہا اور انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھ کر وہ چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر پر تیزی سے فریکونسی سیٹ کرنی شروع کر دی۔ فریکونسی سیٹ کرنے کے بعد اس نے بٹن دبا دیا — ٹرانسمیٹر سے ہلکی سی گونج کی آواز نکلنے لگی۔

"یس — زیرو ون فرام پاکیشیا اوور" — تھوڑی دیر بعد ہی ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی۔

"کرنل باشمور آن دی لائن اوور" — کرنل باشمور نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ سر — میں آپ کو کال کرنے ہی والا تھا سر۔ انتہائی اہم خبر ہے سر اوور" — دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

"اہم خبر — کیا خبر ہے اوور" — کرنل باشمور نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"سر — میں نے یہاں سیکرٹری وزارت خارجہ کے آفس

سے بڑی مشکل سے ایک اہم خبر ٹریس کی ہے سر ۔۔۔ شری ٹنکا کے صدر نے پاکیشیا کے صدر سے براہ راست پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سالومن تنظیم کے خاتمہ کے لئے بھیجنے کی درخواست کی ہے جسے منظور کر لیا گیا ہے سر ۔۔۔ اور سر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم شاید شری ٹنکا روانہ بھی ہو چکی ہو۔ اور سر یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ شری ٹنکا کے صدر نے اس خدشے کا اظہار بھی کیا ہے سر کہ آپ سالومن تنظیم سے ملے ہوئے ہیں اوور "

" اوہ ۔۔۔ یہ تو انتہائی اہم خبر ہے ۔ تم نے اسے کیسے حاصل کر لیا اوور "۔۔۔ کرنل باشمورے نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

" سر ۔۔۔ سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کے دفتر کی لیڈی سٹینو گرافر رخصت پر تھی ۔ اس کی جگہ ایک اور سٹینو گرافر کی عارضی ڈیوٹی لگائی گئی ۔ میں نے اسے گانٹھ لیا ۔ تو اس نے ایک انتہائی اہم رپورٹ ٹائپ کر کے جب فائل میں لگائی تو اس نے اس کی ایک کاپی خفیہ طور پر مجھے سپلائی کر دی ۔۔۔ یہ اس رپورٹ کے مندرجات ہیں اوور "۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ٹھیک ہے ۔۔۔ تم اب اس بات کا پتہ چلاؤ کہ پاکیشیا کے ڈائریکٹر انٹیلی جنس کا لڑکا علی عمران کہاں ہے ۔ اور اعلیٰ حکام کی اس کے متعلق کیا رپورٹ ہے ۔۔۔ اگر وہ پاکیشیا میں موجود نہیں ہے تو ان کے نقطہ نظر میں وہ کہاں ہے اوور "۔۔۔ کرنل باشمورے نے کہا۔

" سر ۔۔۔ معافی چاہتا ہوں ۔ آپ کی ہدایت واضح طور پر میری

سمجھ میں نہیں آئی اوور "۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

" سنو ۔۔۔ اس بات کا خیال رکھنا کہ یہ بات تم سے باہر نہ نکلے ۔ علی عمران جو کہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا لڑکا ہے اور کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں رہتا ہے ۔ بظاہر احمق سا نوجوان ہے ۔۔۔ لیکن وہ دراصل انتہائی خطرناک شخص ہے ۔ اور اکثر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا رہتا ہے ۔ سالومن تنظیم نے اُسے اغوا کر لیا ہے کہ پاکیشیا میں کسی کو خبر تک نہیں ہو سکی ۔ لیکن اس کی گمشدگی کا ری ایکشن بہرحال ہو گا ۔۔۔ اور تم نے اس ری ایکشن کا پتہ کرنا ہے کہ وہ اس کے متعلق کیا سوچتے ہیں اوور "

کرنل باشمورے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے سر ۔۔۔ میں سمجھ گیا سر ۔۔۔ اب میں آپ کو تفصیلی رپورٹ دے سکوں گا اوور "۔۔۔ دوسری طرف سے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا گیا۔

" اوور اینڈ آل "۔۔۔ کرنل باشمورے نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ اس کی پیشانی پر شکنیں پھیل گئی تھیں ۔ خبر انتہائی اہم تھی ۔ خاص طور پر شری ٹنکا کے صدر نے اُسے سازش میں شریک ٹھہرایا تھا ۔ یہ بات اس کے لئے انتہائی اہم تھی ۔۔۔ وہ بیٹھا کچھ سوچتا رہا ۔ پھر اس نے ٹیلی فون اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔ لیکن دوسری طرف سے انگیج ٹون پا کر اس نے رسیور رکھ دیا ۔ جیسے ہی اس نے رسیور رکھا ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔ کرنل باشمورے نے چونک کر رسیور

اٹھا لیا۔

"یس" ——— کرنل باشمورے نے محتاط لہجے میں کہا۔

"کرنل ——— میں سجادرے بول رہا ہوں" ——— دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔ اور کرنل باشمورے چونک پڑا۔ کیونکہ سجادرے شری ٹنکا افواج کا کمانڈر انچیف۔ باشمورے کا بڑا بھائی اور لیڈی سندرتا کا والد تھا۔

"اوہ بہادر ——— خیریت" ——— کرنل باشمورے نے چونک کر پوچھا۔

"سندرتا کئی دنوں سے گھر نہیں آئی۔ کسی مشن پر تو نہیں گئی ہوئی" ——— دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ہاں ——— وہ ایک خصوصی مشن پر گئی ہوئی ہے۔ پاکیشیا میں۔ آج اُسے چوتھا روز ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس کی کال آئی تھی کہ وہ ٹھیک ٹھاک ہے" ——— کرنل باشمورے نے اُسے تسلی دینے کے لئے کہا۔

"اوہ اچھا ——— اس بار وہ اطلاع دیئے بغیر چلی گئی تھی اس لئے میں نے سوچا کہ پوچھ لوں۔ کیونکہ لاابالی لڑکی ہے" ——— سجادرے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ اس کی طرف سے فکر نہ کیا کریں۔ وہ سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ کوئی عام سی لڑکی نہیں ہے" ——— کرنل باشمورے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ سندرتا جیسی نادان، لاابالی اور

موڈی لڑکی سیکرٹ ایجنٹ کیسے بن سکتی ہے۔ بہرحال تم اس کے چچا ہو اور وہ تمہاری بھتیجی۔ میں تم دونوں کے درمیان کیسے بول سکتا ہوں ——— ویسے یہ بتاؤ کہ سالومن تنظیم کے متعلق تم کیا کر رہے ہو۔ صدر مملکت اس سلسلہ میں بے حد سنجیدہ ہیں" ——— کمانڈر انچیف سجادرے نے انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میرے آدمی مسلسل کام کر رہے ہیں۔ جلد ہی ان کے اصل لیڈر سامنے آجائیں گے" ——— کرنل باشمورے نے کہا۔

"او۔ کے ——— اجازت ——— گڈ بائی" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور کرنل باشمورے نے گڈ بائی کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کی پیشانی پر پھیلا ہوا شکنوں کا جال کچھ اور بڑھ گیا تھا۔

وہ بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— راٹھور سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔

"کرنل باشمورے ——— میں نے پہلے فون کیا تھا۔ اس وقت انگیج ٹون تھی" ——— کرنل باشمورے نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— میں ایک ایجنٹ کی رپورٹ لے رہا تھا سر" راٹھور نے بڑے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو ——— تمام ایجنٹس کو شہر میں پھیلا دو۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم شری ٹنکا آ رہی ہے۔ وہ شاید سالومن تنظیم کے خلاف کام کرے گی ——— تمہارے ایجنٹوں نے صرف

ان کی نگرانی کرنی ہے تاکہ ہمیں ان کی کارکردگی کی اطلاع ملتی رہے ۔ اگر وہ ملک کے خلاف کوئی ایکشن لے گی تو پھر ان سے نمٹ لیا جائے گا ۔ اور دوسری بات یہ کہ ایکشن ٹیم کو مزید الرٹ کر دو ۔ کہ جلد از جلد سالومن تنظیم کا سراغ لگائے ۔ کیونکہ صدر مملکت اس سلسلے میں بے حد سنجیدہ ہیں " کرنل باشمورے نے کہا ۔

" یس سر " ۔ دوسری طرف سے راٹھور نے کہا ۔ اور کرنل باشمورے نے رسیور رکھ دیا ۔

اُسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دو مسلح آدمی ایک نوجوان کو بُری طرح دھکیلتے ہوئے اندر لے آئے ۔ اس نوجوان کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے ۔

" کون ہے یہ " کرنل باشمورے نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا ۔

" سر یہ خفیہ طور پر عمارت میں داخل ہوا تو ہم نے چیک کر لیا ۔ اس کے پاس سپیشل گن تھی ۔ بڑی مشکل سے قابو آیا ہے " ۔ ایک مسلح آدمی نے جواب دیا ۔

" کون ہو تم " ۔ کرنل باشمورے نے کرسی سے اٹھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" یہ غلط کہہ رہے ہیں جناب ۔ میرے ایک دوست نے یہاں کا پتہ دیا تھا میں اس سے ملنے آیا ہوں ۔ میرا نام داشورے ہے ۔ میں داشورے میڈیکل انشورنس بیورو کا چیف ہوں ایک معزز کاروباری آدمی ہوں ۔ آپ میرے متعلق مکمل تحقیقات کرا

یس جناب " ۔ بندھے ہوئے نوجوان نے جو داشورے تھا سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" یہ سر عقبی طرف سے اندر داخل ہوا تھا ۔ اور اس کا انداز خاصا پُر اسرار تھا جناب " ۔ ایک مسلح آدمی نے کہا ۔

" ٹھیک ہے اسے بلیو روم میں لے جاؤ اور اس سے اصل بات اگلواؤ ۔ اس کی ہڈیاں توڑ دو ۔ جب تک یہ اصل بات نہ بتلائے " کرنل باشمورے نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا ۔ اور دونوں مسلح آدمی داشورے کو دھکیلتے ہوئے باہر لے گئے داشورے احتجاج کرتا رہا لیکن وہ اُسے گھسیٹ کر لے گئے ۔

کرنل باشمورے دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا ۔ اب اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے ۔ اس کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ صورت حال تیزی سے بگڑتی جا رہی ہے ۔ وہ اب بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اس سارے مسئلے کا حل کیا نکالے ۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ایک بار پھر دروازہ کھلا اور ایک مسلح آدمی اندر داخل ہوا ۔

" جناب اس آدمی نے سب کچھ بک دیا ہے ۔ بے پناہ تشدد کے بعد اس نے اصل بات بتائی ہے ۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایجنٹ ہے جناب اور آپ کی نگرانی کر رہا تھا " مسلح آدمی نے کہا ۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایجنٹ اور میری نگرانی کر رہا تھا ۔ کیا مطلب " ۔ کرنل باشمورے بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا ۔

" اس نے یہی بتایا ہے جناب " ۔ مسلح آدمی نے کہا ۔

"اوہ ۔ اب کیا حالت ہے اس کی" ـــــ کرنل باشمورے نے پوچھا۔

"وہ تشدد کی وجہ سے قریب المرگ ہے جناب۔ انتہائی سخت جان آدمی تھا۔ اور بے پناہ تشدد کے بعد جب اس پر غشی سی طاری ہونے لگی تب اس نے بڑبڑاتے ہوئے یہ بات بتائی" ـ مسلح آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ" ـ کرنل باشمورے نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف لپک پڑا۔

"ہماری نگرانی ہو رہی ہے" ـــــ تنویر نے بیک مرر پر نظریں جماتے ہوئے ساتھ بیٹھے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ـــ میں دیکھ رہا ہوں" ـــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر وہ اگلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی جولیا کی طرف جھک گیا۔

"مس جولیا ـــ ہماری نگرانی ہو رہی ہے۔ سرخ رنگ کی کار ایئرپورٹ سے مسلسل ہمارے پیچھے ہے" ـــ صفدر نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل جانے کے بعد دیکھا جائے گا" ـــ جولیا نے کہا اور صفدر خاموش ہو گیا۔

وہ ابھی ابھی ایک فلائٹ سے شری ٹنکا کے دارالحکومت ٹالمبو کے ایئرپورٹ پہنچے تھے۔ وہ سب سیاحوں کے روپ میں تھے۔ اور ایئرپورٹ سے باہر نکل کر انہوں نے دو ٹیکسیاں انگیج کیں اور پچھلے

سے طے شدہ ہوٹل سن رائز کی طرف بڑھ گئے۔ ایک ٹیکسی میں جولیا۔ تنویر۔ صفدر اور چوہان تھے جب کہ دوسری ٹیکسی میں کیپٹن شکیل۔ نعمانی۔ صدیقی اور خاور تھے ــــ کیپٹن شکیل والی ٹیکسی آگے تھی۔ جب کہ جولیا اور صفدر اس کے پیچھے تھے۔ اور سرخ رنگ کی کار ان کے پیچھے تھی۔

تھوڑی دیر بعد دونوں ٹیکسیاں چار منزلہ ہوٹل سن رائز کے کمپاؤنڈ میں جا کر رک گئیں اور وہ سب اتر کر اندر داخل ہوئے۔ چونکہ ان کے کمرے پہلے سے بک تھے ــــ اس لئے انہیں کاؤنٹر پر زیادہ وقت نہ لگا۔ اور وہ سب تیسری منزل میں ریزرو شدہ اپنے کمروں میں پہنچ گئے۔ صفدر نے سرخ کار میں موجود نوجوان کی جھلک دیکھ لی تھی۔ وہ خاصا لمبا تڑنگا نوجوان تھا اور اس نے سرخ رنگ کا بڑے چیک کا کوٹ پہن رکھا تھا۔

کمروں میں سامان رکھنے کے بعد وہ سب جولیا کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔

" وہ تعاقب کرنے والا کہاں ہے " ــــ جولیا نے پوچھا۔

" اوپر نظر تو نہیں آیا۔ شاید نیچے رہ گیا ہو " ــــ صفدر نے جواب دیا۔

" تعاقب ــــ کون تعاقب کر رہا تھا " ــــ کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

اور جواب میں صفدر نے اسے بتایا کہ ایئر پورٹ سے سرخ رنگ کی کار میں ان کا مسلسل ہوٹل تک تعاقب کیا گیا ہے۔

" چوہان ــــ تم دروازے میں ٹھہرو اور جھری کر کے اسے چیک کرو۔ اور صفدر تم گائیگر کے ذریعے پہلے اس کمرے کو اچھی طرح چیک کر لو " ــــ جولیا نے جو ٹیم لیڈر تھی دونوں کو ہدایات دیں اور دونوں اس کی ہدایات پر عمل کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ چوہان دروازے میں جا کر کھڑا ہوا۔ اس نے ذرا سا دروازہ کھول دیا اس طرح وہ آسانی سے لفٹ اور سیڑھیاں دونوں کو چیک کر سکتا تھا ــــ جب کہ صفدر نے جیب سے گائیگر نکال کر کمرے کی چیکنگ شروع کر دی۔

" کوئی چیز نہیں ہے " ــــ تھوڑی دیر میں صفدر نے کمرہ اور باتھ روم دونوں کی اچھی طرح چیکنگ کرنے کے بعد اعلان کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ــــ اب اس مشن کی تفصیل سن لو۔ اور اس کے بعد ہم نے اس سلسلہ میں لائن آف ایکشن کا فیصلہ کرنا ہے " ــــ جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے سالومن تنظیم۔ اس کے ہیڈ کوارٹر۔ ریمزے جنگل۔ لیڈی سندرتا۔ بالمورا سائنسدان اور عمران کو اغوا کر کے لے جانے کی ساری تفصیل انہیں سنا دی۔ یہ ساری تفصیل بلیک زیرو نے اسے بتائی تھی۔

" اس کا مطلب ہے کہ تعاقب کرنے والا یا تو یہاں کی سیکرٹ سروس کا رکن ہے یا پھر اس کا تعلق سالومن تنظیم سے ہے "

" زیادہ بہتر تو یہی ہے کہ اسے پکڑ کر اس سے پوچھ لیا جائے۔ کیونکہ اصل بات کا پتہ اس طرح چلے گا کہ آخر ہماری یہاں آمد کی خبر انہیں کیسے ہو گئی ــــ اور دوسری بات یہ کہ ہمیں زیادہ لمبے چکر میں نہیں

پڑنا چاہیئے۔ جب ہمیں معلوم ہوگیا ہے کہ سالومن تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ریمزے جنگل میں ہے۔ تو ہم پوری قوت سے اس جنگل پر ٹوٹ پڑیں۔ اور تنظیم کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیں "۔۔۔۔ تنویر نے اپنی فطرت کے عین مطابق تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

" یہ بات نہیں۔ اگر ریمزے جنگل پر چڑھائی کرنے سے مسئلہ حل ہو جاتا تو یہ کام یہاں کی فوج بھی کر سکتی تھی۔ اس کے لئے ہمیں یہاں بلانے کی ضرورت نہ تھی۔۔۔۔ میرا جہاں تک خیال ہے۔ سالومن تنظیم کے کارندے ہر جگہ پھیلے ہوتے ہیں۔ اور اس تنظیم کے خاتمے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا جائے تو سالومن تنظیم ختم ہو جائے گی۔ جب کہ ایکسٹو نے بتایا ہے کہ اس تنظیم کی پشت پر کافرستان کا ہاتھ ہے۔۔۔۔ ایسی صورت میں ان کے بڑوں کو گرفتار کرنے کے ساتھ ساتھ اس تنظیم کے سارے ممبروں کی تفصیلات حاصل کرنی ہوں گی۔ تاکہ بعد میں ان سب کا بیک وقت خاتمہ کیا جا سکے "۔۔۔۔ صفدر نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

" تمہاری بات درست ہے صفدر۔ جب سیکرٹ سروس کا چیف تک مشکوک ہے تو باقی کون رہ جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں سب کام انتہائی احتیاط سے کرنا ہوگا۔۔۔۔ جذباتی اقدامات سے نقصان بھی پہنچ سکتا ہے "۔۔۔۔ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے صفدر کی تائید کی اور تنویر نے برا سا منہ بنا لیا۔

" تنویر کی بات بھی درست ہے مس جولیا۔ ہمیں کارروائی کے لئے بہرحال کوئی نہ کوئی لائن آف ایکشن تو بنانی ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے

کہ ہم اس تعاقب کرنے والے کو پہلے ٹٹولیں۔ پھر اس سے حاصل کردہ معلومات کے سہارے آگے بڑھیں "۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے تنویر کی حمایت کی تو تنویر کا چہرہ کھل اٹھا۔

" ٹھیک ہے۔۔۔۔ پھر پہلے کوئی پرائیویٹ ٹھکانہ ڈھونڈھ لیں۔ اس کے بعد اس تعاقب کرنے والے کو وہاں لے جا کر اس سے معلومات حاصل کر لیں "۔۔۔۔ جولیا نے کہا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

" مس جولیا۔۔۔۔ یہ بڑا ہوٹل ہے۔ اس کی اپنی ایکس چینج ہوگی۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ٹیلی فون باہر سے کیا جائے "۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

" تو پھر آؤ۔ باہر چلیں۔ ہوٹل سے کاریں کرایہ پر لے کر پہلے شہر کی سیر کر لیتے ہیں۔ تاکہ یہاں کی پوری صورت حال سے واقف ہو جائیں۔ راستے میں کہیں سے فون بھی ہو جائے گا "۔۔۔۔ جولیا نے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور باقی سب بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

" سامان کا کیا کریں۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارے بعد سامان کی تلاشی لی جائے "۔ صفدر نے کہا۔

" ہاں اس کے لئے یہی ہو سکتا ہے کہ اسلحہ اور دوسرا ضروری سامان ساتھ لے لیتے ہیں۔ ٹھیک ہے سب اپنا اپنا ضروری سامان لے کر نیچے ہال میں آ جائیں۔۔۔۔ وہاں کھانا بھی کھا لیں گے اور اس دوران میں ہوٹل والوں سے کاروں کی بات چیت بھی کر لوں گی "۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔ اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب ہوٹل کے ہال میں بیٹھے کھانا کھانے میں

مصروف تھے ۔ تعاقب کرنے والا بھی انہیں ہال میں ہی بیٹھا ہوا مل گیا تھا۔ وہ بظاہر ایک علیحدہ میز پر بیٹھا رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ وہ ان کی نگرانی کر رہا ہے۔۔

"میڈم ـــــ دو کاریں باہر موجود ہیں۔ یہ ان کی چابیاں"

ہیڈ وائٹر نے آکر جولیا کے سامنے دو کی رنگ رکھتے ہوئے کہا۔ ان کے ساتھ کاروں کے نمبروں کی ننھی پلیٹ بھی موجود تھی۔

"ٹھیک ہے" ـــــ جولیا نے سر ہلا دیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر وہ سب اٹھے اور ہوٹل سے نکل کر پارکنگ میں آ گئے ۔ کی رنگز کے ساتھ نمبروں کی پلیٹ کی مدد سے انہوں نے دونوں کاریں تلاش کیں ۔ اور پھر چند لمحوں بعد دونوں کاریں ہوٹل کمپاؤنڈ سے باہر آ گئیں ـــــ ایک کار کی ڈرائیونگ سیٹ تنویر نے سنبھال لی ۔ جولیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل اس میں تھے جب کہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ چوہان نے سنبھالی۔ اور نعمانی۔ صدیقی۔ خاور اس میں سوار ہو گئے ۔

"سرخ کار اب بھی پیچھے ہے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"ہاں ـــــ میں پہلے فون کر لوں۔ کسی پبلک بوتھ کے پاس کار روک دینا" ـــــ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور صفدر نے تھوڑی دیر بعد ایک فون بوتھ کے پاس کار روک دی۔ جولیا اتر کر فون بوتھ میں چلی گئی ۔

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ ہمارے یہاں آنے کا علم یہاں والوں کو کیسے ہو گیا" ـــــ جولیا کے جانے کے بعد کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ابھی پتہ لگ جائے گا" ـــــ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ سرخ رنگ کی کار تھوڑے سے فاصلے پر رکی ہوئی تھی اور ڈرائیونگ سیٹ پر وہی نوجوان نظر آ رہا تھا۔

چند لمحوں بعد جولیا فون بوتھ سے نکل کر واپس کار میں آ بیٹھی۔

"سرینڈر روڈ پر کوٹھی نمبر چھتیس ہمارے لئے ریزرو ہے۔ وہاں دو کاریں بھی ہیں اور باقی ضرورت کا سامان بھی" ـــــ جولیا نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"پہلے نقشے میں دیکھو کہ یہ سرینڈر روڈ کہاں ہے" ـــــ صفدر نے کہا۔

اور جولیا نے ہوٹل کے کاؤنٹر سے لیا ہوا شہر کا نقشہ جیب سے نکالا اور اُسے کھول کر چیک کرنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد نہ صرف اس نے سرینڈر روڈ چیک کر لی بلکہ وہ جگہ بھی مارک کر لی جہاں اس وقت وہ موجود تھے۔

"چلو پہلے اس کوٹھی میں چلیں" ـــــ جولیا نے کہا اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

"ارے ـــــ وہ سرخ رنگ کی کار تو وہیں رہ گئی" ـــــ صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ اب وہ نظر نہیں آ رہی" ـــــ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے" ـــــ تنویر نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ یہاں ہر اجنبی کی چیکنگ کی جاتی ہو گی اور اب شاید انہیں یقین آ گیا ہو کہ ہم واقعی سیاح ہیں۔ اور شہر کی سیر کو نکلے ہیں" ——— جولیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ہاں بالکل یہی بات ہو گی۔ اس لئے وہ واپس چلا گیا۔ اس نے ہوٹل سے معلومات حاصل کر لی ہوں گی" ——— تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں سرینڈر روڈ پہنچ گئیں۔ کوٹھی نمبر چھتیس خاصی بڑی اور وسیع کوٹھی تھی۔ کوٹھی کے اندر واقعی ضرورت کا سب سامان موجود تھا۔ دو کاریں بھی موجود تھیں۔

"یہ انتظام میرے خیال میں صدرِ مملکت کی طرف سے کیا گیا ہو گا" ——— صفدر نے کہا۔

"ہاں باس نے کہا تھا کہ پرسنل سیکرٹری کو فون کر کے ہم تعاون لے سکتے ہیں چنانچہ میں نے اسے فون کیا۔ انہوں نے پہلے ہی یہ بندوبست کر رکھا تھا" ——— جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— پھر ہوٹل سے سامان منگوا لیا جائے۔ اس کے بعد میرے خیال میں ہم میں سے دو آدمی ریمرز جنگل کا چکر لگا آئیں تاکہ وہاں کی صحیح صورت حال سامنے آ جائے۔ اس کے بعد کوئی پروگرام بنایا جائے" ——— جولیا نے کہا۔ وہ اس وقت کوٹھی کے بڑے کمرے میں بیٹھے تھے۔ پھر اس سے پہلے کہ اس پروگرام پر عمل

کیا جاتا۔ باہر ہلکے ہلکے کئی دھماکے ہوئے اور وہ سب ان دھماکوں کی آوازیں سنتے ہی بری طرح چونکے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے" ——— جولیا نے چونک کر کہا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے انہیں تیز بو سی کمرے میں محسوس ہوئی۔

"اوہ ——— یہ تو بے ہوش کرنے والی گیس کی بو ہے" ——— صفدر نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

لیکن دوسرے ہی لمحے وہ لہرا کر منہ کے بل فرش پر بچھے ہوئے قالین پر گر گیا۔ یہی حشر دوسروں کا بھی ہوا۔ کوئی تو کھڑے ہونے کی کوشش میں نیچے گرا۔ اور کئی کرسیوں پر بیٹھے بیٹھے ہی ڈھیر ہو گئے۔ وہ سب اس زود اثر گیس کا شکار ہو چکے تھے۔

چند لمحوں بعد باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر دس بارہ افراد منہ پر گیس ماسک چڑھائے اندر داخل ہوئے۔

"اوہ ——— یہ سب بے ہوش ہیں۔ انہیں اٹھا کر لے چلو۔ جلدی کرو" ——— ایک نے گیس ماسک منہ سے ہٹا کر چیخ کر کہا۔

اور باقی افراد تیزی سے آگے بڑھے۔ انہوں نے بے ہوش پڑے ہوؤں کو اٹھا کر کاندھوں پر لادا۔ اور پھر وہ سب کمرے سے نکل کر باہر آ گئے ——— پھاٹک کھلا ہوا تھا اور ایک لمبی سی ویگن گیٹ کے درمیان میں کھڑی تھی۔ ان سب کو ویگن میں ڈال دیا گیا۔ اور پھر ویگن مڑی اور تیزی سے سڑک پر دوڑنے لگی۔ ان کو اغوا کر کے لے جانے والوں نے ویگن میں بیٹھنے سے پہلے ہی گیس

ماسک اتار دیئے تھے۔ ان سب کی آنکھوں میں فاتحانہ چمک تھی۔

عمران کی آنکھیں تو کھلی ہوئی تھیں لیکن اس کا ذہن بالکل ماؤف سا ہو رہا تھا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دماغ برف کے بلاک میں دفن کر دیا گیا ہو ــــــ جسم بھی شل اور مفلوج سا ہو رہا تھا۔ وہ کافی دیر تک لاشعوری کیفیات میں ڈوبا پڑا رہا۔ اور پھر آہستہ آہستہ ذہن پر چھائی ہوئی برف پگھلنے لگی اور اس کا شعور جاگنے لگا۔ لیکن شعور کے بیدار ہونے کی رفتار بے حد سُست تھی ــــــ پھر آہستہ آہستہ عمران کو سابقہ باتیں یاد آنے لگ گئیں کہ وہ کس طرح جنگل سے فرار ہو کر کیفے میں پہنچا تھا اور وہاں کرنل باشمورے سے ملاقات کے بعد وہ اس کے ساتھ ایک عمارت میں آیا ــــــ اور پھر صوفے کی پشت میں اس کا سر پھنس گیا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ اب ساری صورت حال اس پر واضح ہو گئی تھی۔ اس نے دیکھا کہ وہ

ایک خاصے بڑے کمرے میں ایک سٹریچر نما بیڈ پر لیٹا ہوا ہے۔ کمرہ خالی تھا۔ عمران نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جسم نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا ــــــ لیکن اتنا اس نے محسوس کر لیا تھا کہ جسم بالکل مفلوج نہ تھا البتہ اس کی حرکت نہ ہونے کے برابر تھی۔ عمران نے دانتوں پر دانت جمائے اور جسم کو جھٹکے دینے شروع کر دیئے۔ وہ اپنی تمام تر قوتِ ارادی کو بروئے کار لانے کی کوشش میں مصروف تھا ــــــ آہستہ آہستہ جسم کی حرکت میں تیزی آتی گئی۔ لیکن عمران کا چہرہ پسینے سے تر ہو گیا اور چہرے پر شدید دباؤ کے آثار نمایاں ہو گئے۔ لیکن اس کا نتیجہ مثبت ہی نکلا۔ اس کا جسم اب حرکت میں آ گیا اور عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا ــــــ اس کے اس طرح جھٹکے سے اٹھ بیٹھنے سے جسم میں درد کی شدید لہر دوڑ گئی اور درد کی اس شدید لہر نے اس کے جسم میں حرکت کو اور زیادہ تیز کر دیا اور عمران اچھل کر فرش پر کھڑا ہوا ــــــ لیکن دوسرے لمحے لڑکھڑا کر فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کی ٹانگوں نے فوری طور پر اس کا وزن اٹھانے سے انکار کر دیا تھا۔ عمران نیچے گرنے کے بعد ایک بار پھر اٹھا۔ پھر گر پڑا۔ لیکن وہ مسلسل کوشش کرتا رہا ــــــ اور پھر آہستہ آہستہ وہ کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے قدم اٹھا کر چلنے کی کوششیں شروع کر دیں پہلے پہل تو اس کے لئے توازن برقرار رکھنا مشکل ہو رہا تھا لیکن چند لمحوں بعد وہ چلنے کے قابل ہو گیا ــــــ اس کے بعد اس نے دوڑنے کی کوشش شروع کر دی۔ اس جانکاہ مشقت کی وجہ سے اس کا پورا جسم پسینے سے تر ہو گیا۔ لیکن وہ اپنی بے پناہ قوتِ ارادی کے بل پر اپنی کوششوں

میں مصروف رہا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ کمرے میں بھاگنے کے قابل ہو گیا۔ بھاگنے سے اس کا جسم گرم ہوتا گیا اور وہ اپنی پہلے والی نارمل پوزیشن میں آتا گیا ___ اس کے جسم میں انجکٹ کی گئی دوا کے اثرات پسینے کے راستے نکل گئے۔ اور تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل دوڑنے کے بعد عمران اپنے آپ کو بالکل چاق و چوبند محسوس کرنے لگا۔ جب اُسے تسلی ہو گئی کہ اب وہ مردہ حالت سے دوبارہ زندگی کی طرف لوٹ آیا ہے تو وہ واپس اس سٹریچر نما بیڈ پر آکر بیٹھ گیا ___ اُسی لمحے اُسے سامنے موجود لوہے کا بند دروازہ کھلنے کا احساس ہوا تو وہ بجلی کی سی تیزی سے سٹریچر پر دوبارہ اُسی طرح لیٹ گیا جس طرح آنکھ کھلتے وقت پڑا ہوا تھا ___ اس نے آنکھوں کو نیم وا کر لیا تھا۔ دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے جن میں سے ایک نے ڈاکٹروں جیسا سفید گاؤن پہن رکھا تھا۔ جب کہ دوسرا مسلح تھا۔ اس کے ہاتھ میں سٹین گن تھی ___ ڈاکٹر ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا سٹریچر کے پاس لے آیا۔ ٹرالی پر دو بوتلیں اور انجکشن لگانے کا سامان تھا۔ اس نے ٹرالی ساتھ روک کر انجکشن تیار کرنا شروع کر دیا۔ جب کہ مسلح آدمی خاموش کھڑا رہا۔

انجکشن تیار کر کے ڈاکٹر نے ٹرالی کو ذرا سا ایک طرف ہٹایا اور عمران کے بازو کی طرف بڑھا تاکہ انجکشن لگائے کہ اچانک عمران بجلی کی طرح تڑپا ___ اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر مسلح آدمی کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن چھین کر ایک طرف جا کھڑا ہوا ___ ڈاکٹر کے ہاتھ سے حیرت کے مارے سرنج گر پڑی۔ حیرت سے اس کی آنکھیں حلقوں سے باہر آ گئیں۔ جب کہ وہ مسلح آدمی جس کے ہاتھ سے سٹین گن چھینی گئی تھی۔ یوں

حیرت سے بُت بنا عمران کو دیکھنے لگا جیسے اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"کک ___ کک ___ کیا مطلب ___ تم اس طرح حرکت کیسے کر سکتے ہو" ___ ڈاکٹر کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"میں اس طرح بھی حرکت کر سکتا ہوں" ___ عمران نے دانت بھینچتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے سٹین گن کی ریٹ ٹیٹ سے کمرہ گونجا اور دونوں لٹوؤں کی طرح گھومتے ہوئے فرش پر ڈھیر ہو گئے ___ گولیوں کی بارش نے ان دونوں کو چھلنی کر کے رکھ دیا تھا۔

عمران نے آگے بڑھ کر ٹرالی میں رکھی ہوئی بوتلیں اٹھا کر ان کے لیبل دیکھنے شروع کر دیئے۔

"اوہ ___ یہ لوگ تو مجھے ہمیشہ کے لئے مفلوج کر دینا چاہتے تھے" ___ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف لپکا۔ اُسی لمحے اُسے باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ شاید فائرنگ کی آوازیں سن کر کوئی ادھر آ رہا تھا ___ عمران تیزی سے دروازے کی اوٹ میں رک گیا۔ دوسرے لمحے ایک لمبا تڑنگا نوجوان ہاتھ میں سٹین گن اٹھائے اچھل کر اندر آیا۔ سامنے لاشیں دیکھ کر وہ ٹھٹھکا ہی تھا کہ عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا ___ اور سٹین گن کا بٹ پوری قوت سے اس کی کھوپڑی پر پڑا۔ اور وہ اچھل کر منہ کے بل فرش پر گرا۔ لیکن نیچے گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے تڑپا اور عمران نے اُسے اس طرح کروٹ

بدلتے دیکھ کر ایک لمبی چھلانگ لگائی۔ اور وہ اس آدمی کی سٹین گن کی فائرنگ سے بال بال بچ گیا ـــــ اگر اُسے ایک لمحے بھی دیر ہو جاتی تو بلامبالغہ سینکڑوں گولیاں اس کے جسم میں ترازو ہو چکی ہوتیں جواب میں عمران نے بھی اس پر فائر کھول دیا اور وہ نوجوان بھی ہاتھ پیر مارتا ہوا ڈھیر ہو گیا ـــــ عمران دانت بھینچے دروازے سے نکل کر گیلری میں آیا۔ گیلری خالی پڑی ہوئی تھی۔ گیلری سے نکل کر وہ ایک اور کمرے میں پہنچا۔ پھر اس کمرے سے ہوتا ہوا وہ ایک چھوٹی سی گیلری میں آیا۔ جس کے اختتام پر سیڑھیاں اوپر کو جا رہی تھیں۔

عمران سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر پہنچ گیا ـــــ اب وہ ایک راہداری میں آیا۔ یہاں اس نے تین مسلح افراد کو کھڑے دیکھا۔ وہ تینوں اس کی طرف پشت کئے کھڑے تھے۔ عمران نے وہیں رک کر اِدھر اُدھر کا جائزہ لیا تو باقی عمارت اُسے خالی نظر آئی ـــــ عمران نے سٹین گن سیدھی کی تھی کہ اُسے راہداری کی دوسری طرف سے کسی کے بات کرنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ عمران احتیاط سے واپس پلٹ پڑا۔ اور پھر وہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے ہوتے راہداری کے دوسرے سرے پر پہنچ گیا ـــــ ایک کمرے کا دروازہ جو تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ اور اندر سے باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران نے فوراً ہی آواز پہچان لی۔ یہ کرنل باشمورے تھا۔ جو کسی سے ٹرانسمیٹر پر باتیں کر رہا تھا ـــــ عمران نے جھری میں سے جھانکا تو کرنل باشمورے کی دروازے کی طرف پشت تھی۔ اس کے علاوہ اور کوئی آدمی کمرے میں نہ تھا۔ عمران نے بڑی احتیاط سے دروازے کو دبایا تو اس کا

ایک پٹ کھل گیا۔ اور پھر وہ سانپ جیسے انداز میں اندر رینگ گیا۔ کیونکہ وہ زیادہ دیر راہداری میں نہ رک سکتا تھا۔ ورنہ وہ تین آدمی کسی بھی وقت اُسے چیک کر سکتے تھے ـــــ اور چونکہ عمران کی اس کی طرف پشت ہوتی اس لئے وہ اُسے آسانی سے ہٹ کر سکتے تھے۔

اندر پہنچ کر عمران سائیڈ میں ہو کر کھڑا ہو گیا۔ عمران نے اس قدر احتیاط کی تھی کہ کرنل باشمورے کو آہٹ بھی نہ ہوئی ویسے بھی وہ ٹرانسمیٹر کال میں پوری طرح مصروف تھا ـــــ عمران نے آہستہ سے دروازہ دوبارہ بند کر دیا۔

"ٹھیک ہے کنگ کوبرا ـــــ تم ان کی طرف سے پوری طرح محتاط رہنا۔ میں خود آ کر ان سے بات چیت کروں گا۔ اس کے بعد ان کی قسمت کا فیصلہ کریں گے اوور" ـــــ کرنل باشمورے کہہ رہا تھا۔

"لیکن بات چیت کا فائدہ ہی کیا ہے۔ وہ اس وقت گیس کے اثر سے بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ میں انہیں گولیوں سے بھون کر جنگل میں دفن کر دیتا ہوں ـــــ اس کے بعد ان کی لاشیں تک نہیں ملیں گی۔ کیا ضرورت ہے رسک لینے کی اوور" ـــــ دوسری طرف سے کنگ کوبرا کی آواز سنائی دی۔

"ایسا نہ کرنا۔ علی عمران میری قید میں ہے۔ میں نے اپنے آدمی کو تو کہہ دیا ہے کہ وہ عمران کی گمشدگی کے متعلق پاکیشیا سے مجھے رپورٹ بھیجے ـــــ لیکن اس کے باوجود میں ان سے بھی علی عمران کے بارے میں پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ مجھے پوری طرح اندازہ ہو سکے

کہ پاکیشیا والے عمران کی گم شدگی کے متعلق کس قدر جانتے ہیں اوور" کرنل باشمورے نے کہا۔

"آپ علی عمران کو بہت زیادہ اہمیت دے رہے ہیں اوور" کنگ کوبرا نے ایسے لہجے میں جواب دیا جیسے اُسے کرنل باشمورے کی یہ بات توہین آمیز لگی ہو۔

"تم نہیں جانتے کنگ کوبرا۔ میں جانتا ہوں ——— بہرحال تم انہیں میرے آنے تک بے ہوش ہی رکھنا۔ پھر میں خود ہی پوچھ گچھ کر لوں گا۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے رکن ہیں۔ ان سے عمران کی گمشدگی کے متعلق صحیح رپورٹ مل جائے گی اوور" کرنل باشمورے نے کہا۔

"ٹھیک ہے اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی کرنل باشمورے نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"ان سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے کرنل ——— میں خود اپنے متعلق رپورٹ دینے حاضر ہوں" ——— عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور عمران کی آواز سن کر کرنل باشمورے یوں اچھل کر مڑا جیسے اس کی پشت پر کسی نے پوری طاقت سے کوڑا مارا ہو۔

"تم ——— تم ——— اور یہاں اس حالت میں" ——— کرنل باشمورے کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔ اور دوسرے لمحے وہ بُری طرح لڑکھڑا کر ڈھیر ہو گیا۔ اس کے چہرے کا رنگ یک لخت ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔ وہ حیرت اور خوف کے انتہائی شدید

اور اچانک جھٹکے کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا تھا۔

"یار ——— اگر تمہاری یہ حالت ہے تو تم سے ہو گئی سیکرٹ سروس کی لیڈری" ——— عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ عمران اس کی طرف بڑھنے کے لئے قدم بڑھاتا اُسے گیلری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ دو افراد کے قدموں کی آوازیں تھیں ——— قدموں کی آوازیں ابھی فاصلے پر تھیں۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس نے دروازہ کھول کر سٹین گن کی نال باہر نکال کر اس کا رخ ادھر کیا جدھر سے آوازیں آ رہی تھیں ——— قدموں کی آوازیں یک لخت ٹھٹھک گئی تھیں۔ لیکن عمران نے گن کو دائیں بائیں حرکت دیتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی راہداری میں چیخوں کی آوازیں گونجیں۔ اور پھر دو افراد کے نیچے گرنے کے دھماکے ہوئے اور عمران اچھل کر دروازے سے باہر نکلا ——— اُسی لمحے اس نے تیسرے آدمی کو راہداری کے سرے پر نمودار ہوتے دیکھا وہ دو تو راہداری میں ذرا سے آگے پیچھے ڈھیر ہوئے پڑے تھے تیسرا شاید فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سن کر ادھر آ رہا تھا ——— عمران نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر فائر کھول دیا۔ دور راہداری کے سرے پر نمودار ہونے والا بھی چیختا ہوا راہداری کے سرے پر ہی ڈھیر ہو گیا ——— عمران ایک لمحے تک دیوار کے ساتھ لگا کھڑا رہا۔ کہ اگر عمارت میں کوئی اور ہو تو وہ بھی سامنے آ جائے۔ لیکن چند لمحوں تک انتظار کے باوجود جب کوئی سامنے نہ آیا تو عمران دروازے کی طرف پلٹا ——— اس نے دروازہ پوری طرح کھول دیا۔

کرنل باشمورے ابھی تک فرش پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اُسے ایک کھلی الماری کے نچلے خانے میں نائلون کی رسی کا ایک گچھا نظر آ گیا۔ وہاں اور بھی اسی قسم کا سامان پڑا ہوا تھا ——— عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے رسی اٹھا کر اس سے بے ہوش پڑے ہوئے کرنل باشمورے کے ہاتھ اور پیر مضبوطی سے باندھ دیئے اور پھر سٹین گن اٹھائے وہ راہداری میں آ گیا۔ اس نے کرنل باشمورے سے دوبارہ بات چیت کرنے سے پہلے پوری عمارت کی چیکنگ ضروری سمجھی تھی ——— عمارت خالی پڑی ہوئی تھی۔ ان لاشوں کے علاوہ وہاں اور کوئی زندہ آدمی موجود نہ تھا۔ فائرنگ کا ردِ عمل بھی ظاہر نہ ہو رہا تھا۔ عمران نے یہی سمجھا کہ یہاں اکثر گولیاں چلتی رہتی ہوں گی اس لئے لوگ پرواہ نہ کرتے ہوں گے ——— چنانچہ اچھی طرح دیکھ بھال کرنے کے بعد وہ واپس اس کمرے میں آیا۔ جہاں کرنل باشمورے موجود تھا۔ کرنل باشمورے نہ صرف ہوش میں آ چکا تھا بلکہ وہ کروٹیں بدل بدل کر اپنے آپ کو چھڑانے کی زبردست کوشش میں مصروف تھا ——— عمران کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اس نے جدوجہد روک دی۔ اس کی آنکھوں میں اب بھی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ شاید اُسے اب تک یقین نہ آ رہا تھا کہ عمران اس طرح صحیح سلامت اور چاق و چوبند بھی ہو سکتا ہے ——— اب یہ تو عمران کا دل جانتا تھا کہ اس نے اس حالت میں آنے کے لئے کتنی زبردست جدوجہد کی تھی۔ کس قدر جانکاہ کیفیت سے گزرا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے کرنل باشمورے کے کسی آدمی پر کوئی رحم نہ کھایا تھا۔

اور ہر شخص کو گولیوں کی باڑھ پر ہی رکھ دیا تھا۔ ورنہ عام حالات میں وہ شاید اس طرح بے دریغ سٹین گن کا استعمال نہ کرتا۔

"کرنل باشمورے ——— تمہارے اور ڈیڈی کے تعلقات کی وجہ سے میں تمہارے پاس آیا تھا لیکن تم نے ان تعلقات کو جس طرح استعمال کرنے کی کوشش کی ہے اس کا جواب تو یہی ہو سکتا تھا کہ میں تمہارا ریشہ ریشہ علیحدہ کر دیتا ——— لیکن اس کے باوجود میں تمہارا لحاظ کر گیا ہوں۔ لیکن ایک بات بتا دوں اگر اب تم نے میرے سامنے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو تمہارا حشر ایسا عبرت ناک ہو گا کہ تمہاری اپنی روح تم پر تھوکتی پھرے گی" ——— عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تت ——— تت ——— تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے عمران۔ سالومن تنظیم نے تمہارے قتل کا حکم دے دیا تھا اور وہ تمہیں کسی بھی لمحے گولی مار دیتے۔ میں نے تمہاری جان بچانے کی غرض سے ....." کرنل باشمورے نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ فقرہ مکمل کرتا۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کا دستہ پوری قوت سے اس کے بازو پر جما دیا اور کرنل باشمورے چیخ مار کر خاموش ہو گیا۔

"بکواس مت کرو۔ مجھے اب مزید چکر دینا چاہتے ہو۔ میں نے تمہاری ساری گفتگو سن لی ہے۔ تم نے صرف مجھے اس لئے زندہ رکھا کہ تم پاکیشیا کے ردِ عمل سے ڈرتے تھے۔ اور یہ ردِ عمل جاننے کی کوشش کر رہے تھے ——— لیکن جس حالت میں تم نے

مجھے زندہ رکھا وہ مُردوں سے بھی بدتر تھی" ——— عمران نے بُری طرح غراتے ہوئے کہا۔

" مم ——— مم ——— مجھ سے غلطی ہو گئی۔ مجھے معاف کر دو"
کرنل باشمورے نے اور کوئی چارہ کار نہ دیکھتے ہوئے گڑگڑانا شروع کر دیا۔

" معافی ——— ایک صورت میں مل سکتی ہے۔ سارا ڈرامہ مجھے تفصیل سے بتا دو۔ اور یہ بھی بتاؤ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کہاں پہنچی ہے" عمران نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

" وعدہ کرو مجھے چھوڑ دو گے " ——— کرنل باشمورے نے امید افزا لہجے میں کہا۔

" بالکل پکا وعدہ کہ تمہیں چھوڑ دوں گا۔ شرط یہ کہ باتیں سب سچ ہوں " ——— عمران نے با اعتماد لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے مجھے یقین ہے ——— اصل بات یہ ہے کہ سالومن تنظیم نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ انقلاب لانے کے بعد وہ مجھے ملک کا صدر بنا دیں گے۔ اس لئے میں خفیہ طور پر ان کے ساتھ شامل ہوں۔ میرا بھائی سجاردے کمانڈر انچیف ہے ——— لیکن وہ موجودہ حکومت کا حامی ہے۔ اس نے فوج کو اس طرح مسلح کر رکھا ہے کہ ہم عام حالات میں اقتدار پر قبضہ نہیں کر سکتے۔ تم جانتے ہو کہ شری ٹنکا کا زیادہ تر حصہ پہاڑی ہے ——— اس لئے فوج کے خفیہ ٹھکانے بھی انہی پہاڑیوں کے اندر ہیں اور اسلحہ کے ڈپو بھی۔ جنہیں تلاش کر کے ختم کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ سالومن تنظیم کافی عرصے سے ان کوششوں میں مصروف تھی کہ

وہ فوج کے اہم ٹھکانے تباہ کر دے۔ لیکن انہیں پوری طرح کامیابی نہ ہو رہی تھی۔ پھر بالمورا سائنسدان نے ایک خصوصی ہتھیار کا فارمولا ایجاد کیا ——— یہ ایسا ہتھیار تھا جو وزن میں بے حد ہلکا ہونے کے ساتھ ساتھ پہاڑی علاقوں میں انتہائی مؤثر تھا۔ اس ہتھیار سے بڑی آسانی سے نہ صرف پہاڑی مورچوں کو تلاش کیا جا سکتا تھا۔ بلکہ انہیں تباہ بھی کیا جا سکتا تھا ——— چنانچہ سالومن تنظیم نے اس فارمولے کو حاصل کرنا چاہا۔ لیکن بالمورا بے حد ضدی نوجوان ہے۔ فارمولا اس کے ذہن میں ہے۔ کسی کاغذ پر اس نے اسے منتقل نہ کیا تھا۔ چنانچہ اسے لالچ دیئے گئے دھمکیاں دی گئیں ——— لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ پھر ایک روز پتہ چلا کہ میری بھتیجی جو کہ سجاردے کمانڈر انچیف کی بیٹی ہے بالمورا اس سے دل ہار بیٹھا ہے لیکن سندرتا بے حد عجیب و غریب لڑکی ہے ——— چنانچہ اس نے اُسے بُری طرح جھڑک دیا۔ جس پر بالمورا کے دل میں سندرتا کو پامال کرنے کی ضد آ گئی۔ چنانچہ اس نے سالومن تنظیم سے کہا کہ اگر وہ لیڈی سندرتا کو اس کے حوالے کر دیں لیکن اس طرح کہ اس کی جارحانہ عادتیں ختم ہو جائیں تو وہ سندرتا کو پامال کر کے اپنا انتقام پورا کرے گا ——— اور اس طرح نہ صرف فارمولا سالومن تنظیم کے حوالے کر دے گا بلکہ اس کی تیاری میں بھی پورا تعاون کرے گا۔ لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ لیڈی سندرتا کمانڈر انچیف کی بیٹی اور میری بھتیجی تھی ——— میں اسے اس طرح پامال نہ ہونے دے سکتا تھا اور دوسری بات یہ کہ سجاردے کو اگر بھنک بھی پڑ جاتی کہ سندرتا کے ساتھ یہ کچھ ہو رہا ہے تو وہ پھٹ پڑتا اور

پھر وہ پوری فوجی قوت سالومن تنظیم کے خلاف جھونک دیتا۔ چنانچہ ہم نے ایک لمبا پلان بنایا۔ بالمورا کا فرضی اغوا پاکیشیا میں ظاہر کیا۔ اور پھر میں نے لیڈی سندرتا کو اکسایا کہ وہ بطور سیکرٹ ایجنٹ بالمورا کی تلاش کے لئے پاکیشیا جائے ——— لیکن سجاردے نے اس کی مخالفت کی۔ شاید اس کے کان میں بالمورا کی بھنک پڑ گئی تھی۔ لیکن لیڈی سندرتا تیار ہو گئی۔ چنانچہ وہ پاکیشیا پہنچ گئی۔ اُسے چونکہ تمہارے ڈیڈی اور میرے تعلقات کا علم تھا ——— اس لئے اس نے خود بخود تجویز پیش کی کہ میں ان کے پاس رہوں گی۔ لیکن میں سر رحمان کی عادتیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس لئے ان کی نسبت میں نے یہی بہتر سمجھا کہ اُسے تمہارے پاس بھیج دیا جائے ——— ادھر میں نے کنگ کوبرا کو اطلاع کر دی۔ پلان یہ تھا کہ سندرتا کو وہاں سے جبراً اغوا کر کے خفیہ طور پر شرمی ٹنکا لایا جائے چنانچہ اس پلان پر عمل ہوا ——— پاکیشیا میں شرمی ٹنکا کے سفارت خانے کو میں نے بطور چیف سیکرٹ سروس ہدایات دیں لیکن بٹھاکر سے یہ حماقت ہوئی کہ وہ تمہیں بھی ساتھ ہی اغوا کر لایا۔ اب مجھے معلوم تھا کہ تمہاری گمشدگی سے سر رحمان پاگل ہو جائیں گے ——— اور وہ پوری قوت سے شرمی ٹنکا پر چڑھ دوڑیں گے یا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو حرکت میں آجائے گا۔ اس لئے میں نے صحیح صورت حال کے جائزے تک تمہیں مفلوج حالت میں زندہ رکھنے کا فیصلہ کیا ——— لیکن نجانے تم کس طرح ٹھیک ٹھاک حالت میں میرے سر پر پہنچ گئے اور میرے آدمیوں کو کیا ہوا" ——— کرنل باشمورے خاموش ہو گیا۔

"بس ابھی سے خاموش ہو گئے ہو۔ اس کا مطلب ہے تم نے اپنی حقیقی بھتیجی کو از خود پامال ہونے کے لئے بالمورا کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا ہے ——— کیا واقعی اقتدار کی خاطر تم بے غیرتی کی اس انتہا تک جا سکتے ہو" ——— عمران نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"نہیں عمران میں بے غیرت نہیں ہوں۔ سندرتا مجھے اپنی سگی بیٹیوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ جہاں بالمورا اور سندرتا کو رکھا جائے گا وہاں ہمارے خاص آدمی پہرہ دیں گے ——— ان کو ہدایات ہی یہی دی گئی ہیں کہ وہ بالمورا کو لیڈی سندرتا کے جسم تک نہ پہنچنے دیں۔ ہم نے مخصوص انجکشن لگا کر صرف اس کی جارحانہ فطرت کو کنٹرول کیا ہے اس طرح بالمورا مطمئن ہو جائے گا ——— اس کے ساتھ شرط یہی ہے کہ وہ لیڈی سندرتا کو پامال اس وقت کر سکے گا جب وہ فارمولا ہمارے حوالے کر دے گا اور پھر جیسے ہی فارمولا ہمیں ملے گا۔ لیڈی سندرتا کو جبراً اس سے علیحدہ کر دیا جائے گا ——— اس کے بعد ہپناٹزم کے ذریعے اس کے ذہن کو کنٹرول کر کے اس کے ذہن سے یہ واقعات صاف کر دیئے جائیں گے۔ اس طرح وہ بالکل نارمل رہے گی ——— اور اُسے علم ہی نہ ہو سکے گا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔ بالمورا کو قید کر لیا جائے گا۔ اور جب فارمولا کا کامیاب تجربہ ہو جائے گا تو بالمورا کو پاکیشیا لے جا کر گولی مار دی جائے گی اور اس کی لاش کسی سڑک پر پھینک دی جائے گی۔ یہ ہمارا منصوبہ ہے"

کرنل باشمورے نے اس بار با اعتماد لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ عمران کو یقین کرنا پڑا۔

"تم سے بڑا احمق شاید ہی میری نظروں سے کبھی گزرا ہو کرنل ۔ سالومن تنظیم کے کنگ کوبرا کو فارمولا چاہیئے ۔ اُسے تمہاری بھتیجی سے کوئی ہمدردی نہیں ہو گی ـــــ اس لئے تمہارا احمقانہ منصوبہ تمہاری غیرت پر ہمیشہ کے لئے طمانچہ بھی بن سکتا ہے ۔ بتاؤ کہاں بھجوایا ہے تم نے ان دونوں کو" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا ۔

"پیراڈائز پوائنٹ ـــــ یہ ریمزے جنگل میں ہے ۔ سالومن تنظیم کا کنٹرول ہے اس جگہ پر کنگ کوبرا میری ہدایات کے مطابق کام کرنے کا پابند ہے" ـــــ کرنل باشمورے نے کہا ۔

"تو سیدھی بات کرو کہ سالومن تنظیم کے اصل سرغنہ تم ہو" عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا ۔

"نہیں ـــــ اصل سرغنہ کنگ کوبرا ہے ۔ میں نہیں ہوں" کرنل باشمورے نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

"تو پھر تم کافرستان کے ایجنٹ ہو گے ۔ بولو ۔ ٹھیک کہہ رہا ہوں میں" ـــــ عمران نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا ۔ اور کرنل باشمورے نے جواب دینے کی بجائے آنکھیں جھکا لیں ۔

"کافرستانیوں سے سخت حماقت ہوئی ہے ۔ انہوں نے تمہیں سیکرٹ سروس کا چیف سمجھ کر اپنا ایجنٹ بنایا ہو گا ۔ اب انہیں کیا معلوم کہ تم صرف حیرت سے بھی بے ہوش ہو سکتے ہو ـــــ تم سے زیادہ بہادر تو تمہاری بھتیجی سندرتا ہے ۔ بہرحال اب یہ بتاؤ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کہاں ہے ۔ اور وہ کیسے سالومن تنظیم کے ہاتھوں گرفتار ہوئی" ـــــ عمران نے کہا ۔

"پاکیشیا میں میرے ایجنٹ نے مجھے اطلاع دی کہ شمری ٹنکا کے صدر نے براہِ راست پاکیشیا کے صدر سے بات کر کے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سالومن تنظیم کی سرکوبی کے لئے بھیجنے کی درخواست کی ہے جسے قبول کر لیا گیا ہے ـــــ اور صدر شمری ٹنکا نے یہ شبہ بھی ظاہر کیا ہے کہ میں سالومن تنظیم سے سازباز کئے ہوئے ہوں ۔ جس پر میں نے اپنے ایجنٹوں کو شہر میں پھیلا دیا تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر یہاں آئے تو اس کی نگرانی کی جا سکے ـــــ اس دوران ایک آدمی کو اس عمارت میں داخل ہوتے ہوئے پکڑا گیا اس پر تشدد کیا گیا تو اس نے یہ بتایا کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہاں کا نمائندہ ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے اُسے خصوصی طور پر یہاں میری نگرانی پر لگایا ہے ـــــ وہ بے حد سخت جان نکلا اس لئے بے پناہ تشدد کی تاب نہ لا سکا اور مزید کچھ بتلائے بغیر مر گیا ۔ اس کے بعد مجھے میرے ایک ایجنٹ نے اطلاع دی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم یہاں ایک ہوٹل میں پہنچی ہے ـــــ اس نے ایک لانگ رینج وائرلیس ڈکٹافون کے ذریعے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سن لی تھی ۔ سیکرٹ سروس کی ایک عورت نے پبلک فون بوتھ سے صدر کے پرسنل سیکرٹری کو فون کیا تو انہیں ایک کوٹھی میں بھیجا گیا ـــــ چونکہ اب میری ذات براہِ راست شبے میں تھی ۔ اس لئے میں نے فوراً کنگ کوبرا کو کہا کہ وہ اس کوٹھی میں ریڈ کر کے سیکرٹ سروس کے ارکان کو بے ہوش کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر لے جائے ـــــ میں نے اُسے خاص طور پر ہدایات دی تھیں کہ وہ انہیں ہلاک نہ کرے ۔ کیونکہ میں

ان سے تمہارے بارے میں پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا اور ابھی اس کی کال آئی کہ اس کے آدمیوں نے کوٹھی میں گیس بم پھینک کر سیکرٹ سروس کے ارکان کو بے ہوش کر کے کامیابی سے اغوا کر لیا ہے اور اب وہ اس کی قید میں ہیں "۔۔۔۔ کرنل باشمورے نے جواب دیا۔

"کیا اس کا ہیڈ کوارٹر وہی ہے جہاں اس نے مجھے اور لیڈی سندرتا کو قید کیا تھا"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔۔ وہ ان کا ایک ٹھکانہ ہے۔ اصل ہیڈ کوارٹر ریمزے جنگل کے شمالی حصے میں گھنے جنگل کے اندر زیرِ زمین بنایا گیا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں۔ یہ ہیڈ کوارٹر کافرستانیوں نے انہیں بنا کر دیا ہے"۔۔۔۔ کرنل باشمورے نے کہا۔

"تم اب وہاں کیسے جاتے"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"میں جنگل کے جنوبی حصے میں جانے والی سڑک پر واقع پیٹرول پمپ پر پہنچتا۔ وہاں جا کر میں رب تموران کے کاؤنٹر پر ریڈ وہسکی طلب کرتا۔ یہ مخصوص کوڈ ہے اس کے بعد وہ مجھے خود ہی ہیڈ کوارٹر لے جاتے" کرنل باشمورے نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے مجھ سے مکمل تعاون کیا ہے۔ اس لئے میں وعدہ کی پابندی کرتے ہوئے تمہیں چھوڑ رہا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور کرنل باشمورے کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ عمران نے اس کے ہاتھ اور پیر کی رسیاں کھول دیں۔ اور کرنل باشمورے آزاد ہوتے ہی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"بہت بہت شکریہ عمران"۔۔۔۔ کرنل باشمورے نے مسکراتے

ہوئے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر تعظیمی انداز میں جھکتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے جیسے ہی وہ سیدھا ہوا اس کے ہاتھ میں ایک چپٹا سا ریوالور ایک لمحے کے لئے چمکا دوسرے لمحے چٹ کی آواز گونجی اور عمران چیخ مار کر بری طرح اچھلا اور پھر دھڑام سے پشت کے بل فرش پر گر گیا۔۔۔۔ اس کی آنکھیں پھیلتی جا رہی تھیں۔ اور ہاتھ پیر ذبح ہوتی ہوئی بکری کی طرح پھیلنے سکڑنے لگے اس کے ساتھ ہی وہ بری طرح تڑپا اور اس کے بعد ساکت ہو گیا۔

"ہا۔۔۔۔ ہا۔۔۔۔ ہا۔۔۔۔ تم نے کرنل باشمورے کو کمزور سمجھ لیا تھا احمق لڑکے۔۔۔۔ اور اتنا کچھ بتانے کے بعد تمہیں زندہ رکھنا واقعی سب سے بڑی حماقت ہوتی"۔۔۔۔ کرنل باشمورے نے بھرپور انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے بڑے حقارت بھرے انداز میں عمران کے جسم کو پیر سے ٹھوکر ماری اور پھر واپس اس میز کی طرف بڑھ گیا جس پر ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔

لیڈی سندرتا کی آنکھیں کھلیں تو اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم بادلوں میں تیرتا پھر رہا ہو۔ بالکل ہلکا پھلکا اور روح کی طرح لطیف ——— اُسے اس طرح بادلوں میں تیرنے سے انوکھی سی لذت محسوس ہو رہی تھی۔ ایسی لذت جیسے کسی کے جسم میں آگ بھڑک رہی ہو۔ اور اُسے اچانک ٹھنڈے پانی کے آبشار کے نیچے پہنچا دیا جائے۔

"سندرتا ——— کیا تم میری بات سن رہی ہو" ——— اچانک ایک آواز اس کے کانوں میں پڑی۔ آواز کا تاثر ایسا تھا جیسے دُور سے کوئی اُسے بڑے مدھم لہجے میں پکار رہا ہو۔ انتہائی کومل لہجے میں۔

"ہاں ——— میں سن رہی ہوں ——— تم کون ہو" ——— لیڈی سندرتا کے لبوں سے خود بخود جواب نکل گیا۔ حالانکہ اس کے ذہن میں اس جواب کے لئے کوئی تحریک پیدا نہ ہوئی تھی۔ اُسے یوں محسوس ہوا

جیسے ٹیپ سے خود بخود الفاظ باہر آگئے ہوں

"سندرتا ——— میری سندرتا ——— میں بالمورا ہوں تمہارا بالمورا کیا تم مجھے دیکھ سکتی ہو" ——— وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔ اس بار آواز صاف تھی۔ اور قریب سے آتی سنائی دی تھی۔ بالمورا کے لفظ نے اس کے ذہن میں پہلی بار ہلکی سی تحریک پیدا کی۔ اور پھر اس کی آنکھوں کے آگے چھائی ہوئی دھند آہستہ آہستہ چھٹنے لگی۔

"کون بالمورا" ——— ایک بار پھر سندرتا کے لبوں سے خود بخود الفاظ پھسل کر باہر آگئے۔

"وہی بالمورا جسے صدارتی جشن میں تم نے دھتکار دیا تھا۔ سائنسدان بالمورا جس کی ناک کو تم نے مینڈک کی ناک کہا تھا" ——— دوبارہ وہی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایسا تھا جیسے دوسرے کی بے بسی کا مذاق اڑایا جا رہا ہو۔ لیکن ان الفاظ نے لیڈی سندرتا پر عجیب و غریب اثرات چھوڑے ——— اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن کے اندر کوئی خفیہ آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔ اور دوسرے لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے موجود باقی دھند بھی یک لخت چھٹ گئی ——— دوسرے لمحے اس کا ہلکا پھلکا اور بادلوں میں تیرنے والا جسم یک لخت بھاری ہو گیا۔ اس کی تمام حسیات یک لخت جاگ اٹھیں۔ اس نے دیکھا کہ واقعی وہی بالمورا اس پر جھکا ہوا تھا جسے اس نے محفل میں بُری طرح دھتکار دیا تھا ——— بالمورا کی آنکھوں میں شیطانی چمک تھی۔ اور اس چمک نے سندرتا کے جسم میں یک لخت آگ کے شعلے سے بھڑکا دیئے اور وہ اچھل کر بیٹھ گئی۔

"تم ــــ تم ــــ بالمورا تم ــــ میں کہاں ہوں" ــــ لیڈی سندرتا نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم میرے پاس ہو ــــ میں نے تمہیں حاصل کرنے کے لئے بہت بڑی قربانی دی ہے۔ اب تم میرے پاس رہو گی۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ مجھے کہا جا رہا تھا کہ ابھی تمہیں پوری طرح ہوش و حواس میں آنے کے لئے دو روز چاہئیں ــــ لیکن دیکھو میں تمہیں کس طرح ہوش و حواس میں لے آیا۔ دراصل اب مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا تھا میں چاہتا تھا کہ تم جلد از جلد ہوش میں آ ؤ تاکہ ہم دونوں عیش کر سکیں" ــــ بالمورا نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے شیطانی لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔ اور چہرے پر مسرت کے آبشار سے دوڑنے لگے۔

"اوہ ــــ یہ تم کیا کہہ رہے ہو" ــــ لیڈی سندرتا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ بالمورا کوئی جواب دیتا دروازہ کھلا اور تین مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔ چوتھا آدمی غیر مسلح تھا۔ لیکن اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا۔

"ارے یہ کیا ــــ لیڈی صاحبہ تو ٹھیک ٹھاک بیٹھی ہوئی ہیں۔ لیٹ جائیے۔ پلیز لیٹ جائیے۔ ابھی آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اگر ری ایکشن ہو گیا تو آپ کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے" ــــ بیگ والے نے جو اپنے سفید گاؤن اور چہرے مہرے سے ڈاکٹر لگ رہا تھا بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔ اور بیگ نیچے رکھ کر وہ تیزی سے

لیڈی سندرتا کی طرف لپکا اور اُسے واپس بیڈ پر لٹانے کی کوشش کرنے لگا۔

"کیا کر رہے ہو۔ خواہ مخواہ ــــ ہٹو" ــــ لیڈی سندرتا نے اُسے زوردار جھٹکا دیتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر اچھل کر دو قدم پیچھے جا کھڑا ہوا۔

"اسے لٹا دو ــــ میں اسے انجکشن لگاتا ہوں" ــــ ڈاکٹر نے چیخ کر مسلح افراد سے کہا۔ اور مسلح افراد سٹین گنیں لئے تیزی سے لیڈی سندرتا کی طرف بڑھے۔

"خبردار ــــ اگر حرکت کی تو گولی مار دیں گے" ــــ وہ تینوں ہی بجلی کی تیزی سے لیڈی سندرتا پر جھپٹ پڑے۔ لیڈی سندرتا نے اچھل کر نیچے اترنا چاہا لیکن وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی اور نیچے اترنے کی کوشش میں نیچے واپس بیڈ پر گر پڑی ــــ اور تینوں نے اُسے بُری طرح چھاپ لیا۔ لیڈی سندرتا نے انہیں ہٹانے کی کوشش کی۔ لیکن اُسی لمحے ڈاکٹر نے بجلی کی سی تیزی سے بیگ کھولا اور ایک سرنج نکال کر تیزی سے اس کے بازو میں اس کی سوئی اتار دی ــــ اور دوسرے لمحے لیڈی سندرتا کو وہی پہلی سی کیفیات محسوس ہونے لگیں اس کا جسم یک لخت ہلکا پھلکا ہو گیا اور ذہن پر دوبارہ بادل سے چھانے لگے۔ اس کی آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں۔

"اوہ ــــ یہ کیا ہوا۔ یہ اس طرح ہوش میں کیسے آ گئی۔ یقیناً کوئی خاص ہی ری ایکشن ہوا ہے" ــــ ڈاکٹر کی آواز سنائی دی۔ سندرتا کو آواز دور سے آتی محسوس ہونے لگی تھی۔

"میں نے اُسے ہوش دلایا ہے۔ میں نے اُسے پکارا تو یہ ہوش میں آ گئی ہے"۔۔۔۔ بالمورا کی آواز سنائی دی۔

"اوہ جناب اس کا مطلب ہے۔ اس کے ذہن میں آپ کے لئے شدید نفرت موجود ہے۔ آپ برائے کرم انہیں دوبارہ نہ پکاریئے ابھی اس کے ذہن کو پوری طرح کنٹرول میں آنے کے لئے دو تین روز لگیں گے۔۔۔۔ لیڈی سندرتا کی قوتِ ارادی عام عورتوں سے ہزار گنا زیادہ طاقتور ہے۔ اس لئے اس پر دوا کا اثر بہت آہستہ ہو رہا ہے۔ اگر اسے فوراً انجکشن نہ لگایا جاتا تو آہستہ آہستہ سابقہ دوا کے اثرات بالکل ہی ختم ہو جاتے اور ہماری ساری محنت ضائع ہو جاتی"۔ ڈاکٹر کی آواز سنائی دی۔ لیڈی سندرتا کے کانوں میں آواز تو پڑ رہی تھی لیکن آہستہ آہستہ آواز مدھم ہوتی جا رہی تھی۔

"مجھ سے اب برداشت نہیں ہو سکتا۔ میں اسے اسی حالت میں ہی پامال کر دوں گا"۔۔۔۔ بالمورا کی مدھم سی آواز سنائی دی۔ لیکن بالمورا کی آواز نے لیڈی سندرتا کے ذہن پر ایک بار پھر سخت ری ایکشن کیا اور اس کا ڈوبتا ہوا ذہن دوبارہ بیدار ہونے لگ گیا۔ دھند پھر آہستہ آہستہ چھٹنے لگی تھی۔

"سوری جناب۔۔۔۔ باس کا حکم ہے کہ آپ ان کی اجازت کے بغیر لیڈی سندرتا کے جسم کو ہاتھ نہیں لگا سکتے"۔۔۔۔ ایک اور سخت سی آواز سنائی دی۔

"لیکن یہ کب پوری طرح ہوش میں آئے گی۔ میں کب تک انتظار کروں"۔۔۔۔ بالمورا کی آواز سنائی دی۔ اب لیڈی سندرتا کا ذہن

دوبارہ پوری طرح بیدار ہو چکا تھا۔ انجکشن کا اثر بالمورا کی باتوں نے ختم کر دیا تھا۔ اور لیڈی سندرتا کے جسم میں شدید غصے کی لہریں سی دوڑنے لگ گئی تھیں۔ وہ ذہنی طور پر ساری صورت حال سمجھ گئی تھی۔

"جناب صرف دو روز اور انتظار کر لیجئے۔ اس کے بعد اس کا یہ ذہن پوری طرح کنٹرولڈ ہو جائے گا۔ اس کے بعد یہ آپ کے اشاروں پر ناچے گی"۔۔۔۔ ڈاکٹر کی آواز سنائی دی۔

"او۔کے۔۔۔۔ میں دو روز اور انتظار کر لیتا ہوں"۔۔۔۔ بالمورا نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

اور اس کے بعد قدموں کی آوازیں باہر کی طرف جاتی سنائی دیں اور پھر دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ لیڈی سندرتا نے دروازہ بند ہونے کی آواز سنتے ہی آنکھیں کھول دیں۔۔۔۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑنے لگ گیا تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ چند لمحے اس طرح بیٹھنے کے بعد اس نے بیڈ سے نیچے اترنے کی کوشش کی۔ پہلے تو اسے شدید کمزوری کا احساس ہوا۔۔۔۔ لیکن نفرت اور شدید غصے کی شدت نے اس کی جسمانی کمزوری پر قابو پانے میں اس کی بے حد مدد کی اور وہ اٹھ کر کھڑے ہو جانے میں کامیاب ہو گئی۔ اس کے بعد اس نے توانائی کو بحال کرنے کے لئے اس کمرے میں چلنا پھرنا شروع کر دیا۔۔۔۔ اس کا ذہن بُری طرح کھول رہا تھا۔ وہ بار بار مٹھیاں بھینچتی اور پھر کھولتی۔ تھوڑی دیر بعد اُسے محسوس ہوا کہ وہ جسمانی طور پر بالکل نارمل ہو چکی ہے۔ وہ دروازے کی طرف بڑھی۔

اور اُسے کھولنا چاہا۔ لیکن لوہے کا مضبوط دروازہ باہر سے بند تھا۔ اس دروازے کے علاوہ باہر جانے کا اور کوئی راستہ بھی نہ تھا۔ ایک روشندان البتہ چھت کے نزدیک موجود تھا —— لیکن اس میں بھی موٹی موٹی سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ لیڈی سندرتا کا بس نہ چل رہا تھا کہ کس طرح دروازہ کھلے اور وہ بالمورا اور ان کے آدمیوں پر ٹوٹ پڑے —— ایک بار اُسے خیال آیا کہ وہ دروازے پر مکے برسانے شروع کر دے لیکن پھر اس نے اپنے آپ کو روک لیا۔ اُسے خیال آ گیا تھا کہ اگر اس نے ان لوگوں پر ظاہر کر دیا کہ وہ پوری طرح ہوش میں آ گئی ہے تو وہ اُسے دوبارہ کسی گیس کی مدد سے بیہوش کر کے پھر کہیں زیادہ طاقت کا انجکشن لگا دیں گے اور وہ بے بس ہو جائے گی —— اس لئے اُسے ان کے ساتھ باقاعدہ ڈرامہ کرنا چاہیئے۔ یہی سوچتی ہوئی وہ دوبارہ بیڈ پر لیٹ گئی۔ لیکن اس کے کان دروازے پر لگے ہوئے تھے۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد اُسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں لیکن اس کی تمام حسیات جاگ رہی تھیں۔ اس نے دو افراد کے قدموں کی آوازیں بیڈ کی طرف آتی سنیں۔ ساتھ ہی ایک ٹرالی کو دھکیل کر بھی لایا جا رہا تھا۔

"خوراک کی ڈبل ڈوز دینا۔ تاکہ کہیں بالکل ہی نڈھال نہ ہو جائے۔ اور بے چارہ بالمورا ہڈیوں کے ڈھانچے کو ہی بھنبھوڑتا رہ جائے" ایک آواز سنائی دی۔ لہجہ مضحکہ اڑانے والا تھا۔

"نہیں —— جتنی ڈوز ڈاکٹر نے کہی ہے۔ اتنی ہی دینی ہے"

دوسری آواز سنائی دی۔

اُسی لمحے سندرتا نے آنکھیں آدھی کھولیں تو اس نے دو افراد کو سائیڈ میں کھڑے دیکھا جن میں سے ایک کے کاندھے سے سٹین گن لٹکی ہوئی تھی —— جب کہ دوسرا ساتھ موجود ٹرالی میں سے کوئی انجکشن تیار کر رہا تھا۔ ان دونوں کی توجہ انجکشن پر ہی مرکوز تھی۔ لیڈی سندرتا کے لئے یہ بہترین موقع تھا۔ چنانچہ وہ اچانک اپنی جگہ سے اچھلی اور دوسرے لمحے وہ کسی عقاب کی طرح اڑتی ہوئی مسلح شخص سے ٹکرائی۔ اور اُسے لئے فرش پر جا گری —— مسلح شخص کے حلق سے حیرت کے مارے چیخ نکل گئی۔ دوسرے شخص کے ہاتھ سے سرنج نیچے گر گئی۔

نیچے گرتے ہی لیڈی سندرتا بجلی کی سی تیزی سے اچھلی۔ اور دوسرے لمحے غیر مسلح شخص کے سینے میں اس نے پوری قوت سے ٹکر ماری اور وہ بری طرح چیختا ہوا فرش پر جا گرا۔

مسلح شخص نے بجلی کی سی تیزی سے اٹھنا چاہا مگر لیڈی سندرتا نے ٹرالی اس پر دھکیل دی اور پھر جیسے ہی وہ ٹرالی سے ٹکرا کر دوبارہ نیچے گرا —— اس کے ہاتھ سے سٹین گن نکل گئی۔ کیونکہ دوبارہ اٹھتے ہوئے اس نے سب سے پہلے سٹین گن کو کاندھے سے اتارا تھا۔ سٹین گن اس کے ہاتھ سے نکلتے ہی لیڈی سندرتا نے سٹین گن پر جھپٹا مارا اور تیزی سے اچھل کر پیچھے ہٹتی چلی گئی —— مسلح آدمی نے ٹرالی کو ایک طرف دھکیلا اور ایک بار پھر اٹھ کر لیڈی سندرتا پر جھپٹنا چاہا مگر اب لیڈی سندرتا کے ہاتھ میں سٹین گن تھی۔ چنانچہ دوسرے لمحے کمرہ بے تحاشا فائرنگ کی

آوازوں سے گونج اٹھا۔ اور ان دونوں کے جسموں میں بلامبالغہ سینکڑوں گولیوں نے سوراخ کر دیئے۔ چند ہی لمحوں میں وہ دونوں ختم ہو چکے تھے۔

اُسی لمحے لیڈی سندرتا کو باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ لپک کر دروازے کی اوٹ میں جا کھڑی ہوئی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا ـــــ دوسرے لمحے دو مسلح افراد اچھل کر اندر داخل ہوئے اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے لیڈی سندرتا نے ایک بار پھر فائر کھول دیا۔ اور وہ دونوں بھی ایک لمحے میں لٹوؤں کی طرح گھومتے ہوئے فرش پر گر گئے ـــــ ان کے نیچے گرتے ہی لیڈی سندرتا اچھل کر دروازے سے باہر نکلی۔ اُسی لمحے راہداری کے دوسرے سرے سے بالمورا دوڑتا ہوا سامنے آیا۔ وہ شاید فائرنگ کی آوازیں سن کر ادھر آیا تھا۔

" خبردار ـــــ ہاتھ اٹھا دو ـــــ ورنہ گولیوں سے بھون ڈالوں گی" لیڈی سندرتا نے سٹین گن کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔

اور بالمورا اپنے سامنے لیڈی سندرتا کو اس حالت میں دیکھ کر حیرت سے بت بن کر رہ گیا۔ اس کی آنکھیں خوف اور دہشت سے پھٹی پڑ رہی تھیں۔

" میں کہتی ہوں ہاتھ اٹھاؤ۔ ورنہ " ـــــ لیڈی سندرتا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اور بالمورا نے ایک جھٹکے سے دونوں ہاتھ اٹھا دیئے۔

" ادھر دیوار کی طرف منہ کرو۔ جلدی " ـــــ لیڈی سندرتا نے چیخ کر کہا۔ اور بالمورا نے تیزی سے رخ بدل لیا۔

" تو تم مجھے پامال کرنا چاہتے تھے۔ تمہاری یہ جرأت " لیڈی سندرتا نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" مم ـــــ مم ـــــ میں ت ـــــ " بالمورا نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں رخ موڑتے ہوئے کہا۔

" دیوار سے منہ ہٹایا تو پشت چھلنی کر دوں گی " ـــــ لیڈی سندرتا نے ایک بار پھر چیخ کر کہا۔

اور بالمورا نے جلدی سے دوبارہ منہ دیوار کی طرف کر لیا۔ دوسرے لمحے لیڈی سندرتا نے سٹین گن کو نال سے پکڑا اور پوری قوت سے اس کا دستہ بالمورا کے کھوپڑی پر جما دیا ـــــ دستہ پڑنے کے دھماکے کے ساتھ ہی بالمورا چیختا ہوا خالی ہوتی ہوئی ریت کی بوری کی طرح فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ لیڈی سندرتا نے دوسرا وار کیا اور بالمورا کے ہاتھ پیر سیدھے ہو گئے۔

" تم سے تو میں ایسا انتقام لوں گی کہ تمہاری روح صدیوں تک بلبلاتی رہے گی " ـــــ لیڈی سندرتا نے دانت پیستے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ وہ فوری طور پر اس عمارت کا جائزہ لینا چاہتی تھی۔ اُسے خطرہ تھا کہ اور کوئی شخص عمارت میں موجود نہ ہو ـــــ لیکن وہ پوری عمارت گھوم چکی لیکن وہاں اور کوئی شخص موجود نہ تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا ہٹ تھا جو ایک گھنے پہاڑی جنگل میں واقع تھا ـــــ لیڈی سندرتا نے بیرونی دروازے کو

اندر سے بند کیا اور پھر واپس راہداری میں آئی تو بالمورا اُسی طرح بے ہوش پڑا ہوا تھا ۔۔۔ لیڈی سندرتا چند لمحے اُسے دیکھتی رہی پھر اس نے جھک کر اس کا بازو پکڑا اور اُسے فرش پر گھسیٹتی ہوئی بیرونی دروازے کے قریب ایک بڑے کمرے میں لے آئی -
یہاں ایک میز اور چند کرسیاں پڑی ہوئی تھیں ۔۔۔ میز پر ایک ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا - لیڈی سندرتا نے کمرے کی تلاشی لی تو اُسے نائلون کی رسی کا ایک گچھا مل گیا - اس نے بے ہوش بالمورا کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈالا ۔۔۔ اور پھر رسی کی مدد سے اُسے کرسی سے مضبوطی سے باندھ دیا - اس کے بعد اس نے الماری میں موجود ایک پتلی دھار کا خنجر نکالا اور بالمورا کے سامنے ایک کرسی رکھ کر بیٹھ گئی ۔۔۔ مشین گن اس نے اپنی جھولی میں رکھ لی تھی - وہ چند لمحے غور سے بالمورا کو دیکھتی رہی - اس کے جسم میں غصے اور نفرت کا لاوا سا ابل رہا تھا - نجانے اس نے کس طرح اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھا تھا ۔۔۔ ورنہ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ گولیوں سے بالمورا کے جسم میں لاکھوں سوراخ ڈال دے - لیکن چونکہ وہ ایک سیکرٹ ایجنٹ تھی - اس لئے اس نے پہلے ان حالات کو جاننا چاہا جس کی وجہ سے وہ اس عمارت میں لائی گئی تھی ۔۔۔ اُسے صرف اتنا یاد تھا کہ وہ پاکیشیا کی ایمبیسی میں بے ہوش کی گئی تھی - اس کے بعد اُسے ہوش اس عمارت میں آیا تھا - اس دوران کیا ہوتا رہا - اور ایسا کیوں ہوا وہ یہی بات جاننا چاہتی تھی ۔۔۔ یہ بات تو اُسے معلوم تھی کہ اُسے پاکیشیا میں سالومن تنظیم کے بچھاکرنے بے ہوش کیا

تھا لیکن پھر اُسے بالمورا کے حوالے کیوں کیا گیا - بالمورا کا سالومن تنظیم سے کیا تعلق ہو سکتا ہے - یہی بات وہ جاننے کے لئے بے چین تھی ۔۔۔ اور یہی بات جاننے کے لئے اس نے نجانے کس طرح اپنے آپ پر کنٹرول کرتے ہوئے بالمورا کو فوری طور پر گولیوں سے چھلنی کرنے کی بجائے زندہ رکھا تھا ۔۔۔ دوسرے لمحے لیڈی سندرتا کا ہاتھ حرکت میں آیا اور کرسی سے بندھے ہوئے بالمورا کے گال پر زوردار تھپڑ چھوٹا - لیڈی سندرتا کے تھپڑ میں بے پناہ نفرت کی قوت بھی شامل تھی ۔۔۔ یکے بعد دیگرے دو تین تھپڑوں کے بعد بالمورا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں -
"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مجھے کچھ نہ کہو" ۔۔۔ بالمورا نے اپنے آپ کو اس طرح بے بس دیکھتے ہوئے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا -
"کیوں نہ کہو - میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گی - کتے کی اولاد - تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو - تم نے میری توہین کرنے کی جرأت کی ہے ۔۔۔ اور اس جرأت کا خمیازہ تمہیں انتہائی عبرتناک انداز میں بھگتنا ہوگا" ۔۔۔ لیڈی سندرتا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کا خنجر والا ہاتھ حرکت میں آیا اور بالمورا کے حلق سے ذبح ہونے والے جانور جیسی کراہ نما چیخ نکلی - لیڈی سندرتا کا خنجر اس کے بازو کی کھال کاٹتا ہوا گزر گیا تھا -
"مجھے معاف کر دو - مجھ سے غلطی ہو گئی - میں اندھا ہو گیا تھا - تمہیں تمہارے مذہب کی قسم - مجھے معاف کر دو" ۔۔۔ بالمورا نے بری طرح سر مارتے ہوئے اور گڑگڑاتے ہوئے کہا -

" ایک صورت میں معافی مل سکتی ہے۔ کہ مجھے سب کچھ سچ سچ بتا دو۔ ساری سازش۔ جو میرے خلاف کی گئی۔ اس سازش میں شریک ایک ایک آدمی کا نام بتا دو۔ فوراً۔ ورنہ پھر میرا ہاتھ نہیں رکے گا" لیڈی سندرتا نے بُری طرح دانت پیستے ہوئے کہا۔

" ب ــــ ب ــــ بتاتا ہوں۔ جو مجھے معلوم ہے وہ میں بتاتا ہوں۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو" ــــ بالمورا نے ٹیپ ریکارڈ کی طرح بولتے ہوئے کہا۔

" شروع ہو جاؤ۔ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے" ــــ لیڈی سندرتا نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کا خنجر ایک بار پھر حرکت میں آیا۔ اور بالمورا کے دوسرے بازو پر بھی زخم پڑ گیا۔ بالمورا ایک بار پھر بُری طرح چیخنے لگا۔ اس کا چہرہ درد اور تکلیف کی شدت سے بُری طرح بگڑ گیا تھا۔

" بولو۔ ورنہ" ــــ لیڈی سندرتا نے دانت پیستے ہوئے ایک بار پھر خنجر والا ہاتھ بلند کیا۔ اور پھر تو بالمورا واقعی ٹیپ ریکارڈ کی طرح شروع ہو گیا۔ اس نے شروع سے لے کر آخر تک سب کچھ بتا دیا۔

" ہوں ــــ اس کا مطلب ہے اکل باشمور بھی اس سازش میں شریک تھے۔ ٹھیک ہے۔ اب کم از کم مجھے ان کی روح سے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے گی۔ میں ان کی بوٹیاں اپنے ہاتھوں سے نوچوں گی" لیڈی سندرتا نے بڑے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں اندھا ہو گیا تھا۔ مجھے معاف کر دو" ــــ بالمورا نے ایک بار پھر گڑگڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا پورا جسم خوف سے لرز رہا تھا۔

" وہ فارمولا کہاں ہے" ــــ لیڈی سندرتا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" وہ میرے ذہن میں ہے۔ میں نے اُسے اپنے ذہن میں محفوظ رکھا ہے۔ تاکہ کوئی اُسے چرا نہ لے" ــــ بالمورا نے جواب دیا۔

" تو پھر اُسے ابھی میرے سامنے کاغذ پر منتقل کرو۔ میں اس وقت تک تمہیں زندہ رکھوں گی جب تک اس کی تصدیق نہ ہو جائے کہ تم نے فارمولا درست لکھا ہے" ــــ لیڈی سندرتا نے کہا۔

" اس وقت نہیں۔ اس وقت میرا ذہن حاضر نہیں ہے۔ اس وقت میں کچھ نہیں کر سکتا۔ مجھے وقت دو۔ میں......" بالمورا نے کہا۔

" وقت ــــ ٹھیک ہے ــــ وقت لے لو جتنا جی چاہے وقت لے لو" ــــ لیڈی سندرتا نے اچانک بڑے نرم انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اور خنجر کو ایک طرف پھینک کر سٹین گن اٹھا کر کھڑی ہو گئی۔

" شکریہ شکریہ ــــ میں تمہارا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھوں گا" لیڈی سندرتا کے بدلے ہوئے انداز کو دیکھ کر اس نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

لیڈی سندرتا کے انداز نے اُسے یقین دلا دیا تھا کہ اب لیڈی سندرتا کا غصہ دُور ہو گیا ہے اور وہ اب اُسے کچھ نہ کہے گی

پھر اس کے ذہن میں یہ خیال بھی آیا کہ اب جب لیڈی سندرتا
نار ہونے کی خواہشمند ہو گئی ہے تو اب ظاہر ہے وہ اُسے زندہ رکھنے
پر مجبور ہے ___ اس لئے وہ اپنی زندگی کی طرف سے مطمئن ہو گیا
اس کا بگڑا ہوا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا تھا۔

"ہوں ___ تو تم وقت چاہتے ہو۔ کتے کی اولاد۔ اس وقت تو تم
بڑے بے چین تھے۔ جب تم ڈاکٹر سے کہہ رہے تھے کہ میں صبر نہیں
کر سکتا۔ کیوں۔ کیا تمہیں اس وقت خیال نہ آیا تھا کہ تمہارا یہ انجام
بھی ہو سکتا ہے ___ اب میں تمہیں قیامت تک کا وقت دے رہی
ہوں۔ مجھے تمہارے نار ہونے سے کوئی دلچسپی نہیں" ___ لیڈی سندرتا
نے یک لخت دو قدم پیچھے ہٹ کر سٹین گن سیدھی کرتے ہوئے کہا۔

"مم ___ مم ___ مجھے .... " ___ بالمورا لیڈی سندرتا کا
ایک لمحے میں بدلا ہوا انداز دیکھ کر بری طرح گھبرا گیا۔ مگر اس سے پہلے
کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا لیڈی سندرتا نے دانت پیستے ہوئے ٹریگر
دبا دیا ___ اور دوسرے لمحے سٹین گن کی گولیوں کی بوچھاڑ نے
بالمورا کے جسم کے ساتھ ساتھ اس کرسی کے بھی پرخچے اڑا دیئے جس
کے ساتھ بالمورا بندھا ہوا تھا۔ لیڈی سندرتا پر تو جیسے پاگل پن
کا دورہ پڑا ہوا تھا ___ اس کا ہاتھ رک ہی نہ رہا تھا۔ وہ مسلسل گولیاں
برسائے چلی جا رہی تھی۔ اور جب سٹین گن کا میگزین ختم ہو گیا تو اس
نے بڑے حقارت بھرے انداز میں سٹین گن ایک طرف پھینک دی۔
اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگی ___ لیکن پھر ایک جھٹکے سے
رکی اور واپس اس کمرے کی طرف چل دی۔ جس میں مسلح افراد کی

لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ وہاں سے اس نے ایک سٹین گن اٹھائی اور
واپس آ گئی۔ اُسے خیال آ گیا تھا کہ خالی ہاتھ جنگل میں نہ جانا چاہیئے۔
شاید ان کے کچھ ساتھی نگرانی پر مامور ہوں۔

جب اسٹین گن اٹھا کر وہ واپس بڑے کمرے میں پہنچی تو میز پر
پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی تیز آواز نکل رہی تھی۔ اس نے آگے
بڑھ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ___ کنگ کوبرا کالنگ رانسن ہیلو ہیلو اوور"
دوسرے لمحے سالومن تنظیم کے چیف کنگ کوبرا کی کرخت آواز
سنائی دی۔

"میں تمہارا سر کچلنے آ رہی ہوں۔ چھپکلی کے بچے۔ تم نے لیڈی
سندرتا کو کیا سمجھ لیا تھا اوور" ___ لیڈی سندرتا نے انتہائی
غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ___ تم لیڈی سندرتا ___ کیا مطلب ___ تم کیسے ٹھیک
ہو گئی۔ میرے آدمی کہاں ہیں اوور" ___ دوسری طرف سے
کنگ کوبرا کی حیرت سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تمہارے آدمیوں کی گولیوں سے چھلنی لاشیں پڑی تمہیں رو رہی
ہیں۔ مچھر کی اولاد۔ اور وہ تمہارا بھتیجا بالمورا۔ اس کا تو میں نے ایک
ایک ریشہ گولیوں سے اڑا دیا ہے ___ اور اب تمہاری باری ہے
میں اب قہر بن کر تم پر نازل ہوں گی۔ یہ میرا چیلنج ہے۔ لیڈی سندرتا
کا چیلنج۔ میں بالمورا کی طرح تمہیں بھی جب تک گولیوں سے چھلنی نہ
کر دوں گی مجھے چین نہ آئے گا ___ تم نے مجھے طوائف سمجھ لیا تھا۔

آخر تم نے مجھے کیا سمجھا تھا اودر" ــــــ لیڈی سندرتا نے انتہائی غصیلے انداز میں دانت پیستے ہوئے کہا۔

" اوہ پاگل کتیا ــ تم نے بالمورا کو ہلاک کر دیا۔ اوہ تم نے بہت بڑا ظلم کیا ہے۔ اب بالمورا رائفل کا فارمولا ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ اوہ کاش۔ مجھے پتہ ہوتا کہ تم اس احمق ڈاکٹر کے کنٹرول میں نہیں آؤ گی تو میں خود وہاں رہتا ــــ اب میں تمہاری بوٹیاں کتوں سے نچواؤں گا۔ اوہ تم۔ تم نے کیا کیا" ــــ دوسری طرف سے کنگ کوبرا کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ بات کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے بال نوچ رہا ہو۔ اور پھر یک لخت ٹرانسمیٹر آف ہو گیا تھا۔

" کتے تو میں تم پر چھوڑوں گی۔ کتے کی اولاد" ــــ لیڈی سندرتا نے حقارت بھرے انداز میں کہا۔ اور پھر کمرے سے باہر نکل کر اس نے بیرونی دروازہ کھولا اور عمارت سے باہر آ گئی۔ باہر آتے ہی اُسے ایک طرف درختوں کے نیچے کھڑی ایک طاقت ور جیپ نظر آ گئی ــ یہ جیپ پہاڑی جنگل میں سفر کرنے کے لئے خصوصی طور پر فائدہ مند رہتی تھی۔ لیڈی سندرتا دوڑتی ہوئی جیپ کے پاس پہنچی اور پھر اچھل کر سٹیرنگ پر بیٹھ گئی۔ اگنیشن میں چابی موجود تھی۔ اس لئے اُسے جیپ سٹارٹ کرنے میں کوئی تکلیف نہ اٹھانی پڑی۔ شاید چابی یہ سوچ کر جیپ میں چھوڑ دی گئی تھی کہ یہاں جنگل میں ان کے علاوہ کون آ سکتا ہے۔

لیڈی سندرتا جیپ دوڑاتی ہوئی جنگل کے مخصوص راستوں سے گزرتی ہوئی مین روڈ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ لیکن ابھی وہ جنگل

کے چھدرے حصے تک ہی پہنچی تھی کہ اچانک ایک فوجی ہیلی کاپٹر کی آواز اُسے آسمان کی طرف سے آتی سنائی دی ــــ اس نے جیپ آہستہ کر کے سر باہر نکال کر دیکھا تو اس نے ایک فوجی ہیلی کاپٹر کو درختوں کے اوپر انتہائی نیچی پرواز کرتے ہوئے دیکھا۔

" اوہ ــ یہ فوج کا گشتی ہیلی کاپٹر ہو گا" ــــ لیڈی سندرتا نے مطمئن انداز میں کہا۔ اور دوبارہ سر اندر کر کے جیپ کی رفتار بڑھا دی۔ ہیلی کاپٹر اب اس کی جیپ کے اوپر ساتھ ساتھ پرواز کر رہا تھا ــــ اور پھر اچانک ایک درخت کے راستے میں آنے پر لیڈی سندرتا نے تیزی سے جیپ کا رخ موڑا۔ اور اُسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ایک خوفناک بم عین اُس جگہ پھٹا جہاں چند لمحے پہلے لیڈی سندرتا کی جیپ موجود تھی ــــ اگر درخت کی وجہ سے وہ جیپ کو اچانک نہ موڑ لیتی تو بم ٹھیک اس کی جیپ کے اوپر ہی پھٹتا۔

" بم ــ یہ فوج والے بم کیوں مار رہے ہیں" ــ لیڈی سندرتا نے ایک لمحے کے لئے حیرت بھرے انداز میں سوچا لیکن دوسرا لمحہ اُسے نصیب نہ ہوا۔ ایک اور بم اس کی دوڑتی ہوئی جیپ کے بالکل ساتھ گر کر پھٹا ــــ اور خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی اس کی جیپ قلابازیاں کھاتی ہوئی دور تک گھسٹتی چلی گئی۔

لیڈی سندرتا جیپ کے اس طرح اچانک قلابازی کھانے کی وجہ سے جیپ سے باہر جا گری۔ اور اس کا سر ایک مضبوط درخت کے تنے سے اس بری طرح ٹکرایا کہ لیڈی سندرتا کے

ذہن پہ اندھیرے خوف ناک آندھی کی طرح جھپٹ پڑے۔ یہ اندھیرے یقیناً موت کے اندھیرے تھے ——— لیڈی سندرتا کا جسم ایک لمحے کے لئے اکڑا اور پھر ڈھیلا پڑ گیا۔ ہیلی کاپٹر اب درختوں سے خالی جگہ پہ اتر رہا تھا۔

صفدر کی آنکھیں کھلیں تو اس نے سب ساتھیوں سمیت اپنے آپ کو ایک بڑے وسیع کمرے کے فرش پہ پڑے ہوئے پایا ——— کچھ ساتھی ہوش میں آ چکے تھے اور کچھ کی آنکھیں بند تھیں۔ ان سب کے جسم رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ اور انہیں باندھا بھی اسی انداز میں گیا تھا کہ سوائے سر کے ان کے جسم کا کوئی اور حصہ حرکت نہ کر سکتا تھا۔

"صفدر تمہیں ہوش آ گیا ہے" ——— اچانک ساتھ موجود جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ہاں ——— ہوش تو آ گیا ہے۔ لیکن یہ جگہ کیا ہے" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"جو بھی جگہ ہے وہ تو بعد میں دیکھا جائے گا۔ فی الحال ہمیں اپنے آپ کو آزاد کرانے کی کوشش کرنی چاہیئے" ——— جولیا نے

پریشان لہجے میں کہا۔

"لیکن کس طرح مس جولیا ——— ہاتھ پیر تو بندھے ہوئے ہیں" صفدر نے کہا۔

"میری کلائیوں کے کنگن شاید کام آجائیں مس جولیا۔ صفدر تم کروٹ بدل کر اپنی پشت میری پشت سے لگا دو ——— میں کروٹ بدل کر اپنے جسم کو جھٹکا دیتا ہوں۔ شاید کنگن کی چھری باہر آجائے تو تمہارے ہاتھوں کی رسی آسانی سے کٹ سکتی ہے" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"اوہ ——— گڈ ——— تم نے کنگن پہنے ہوئے ہیں۔ حالانکہ پہلے تم نے انہیں اتار دیا تھا" ——— صفدر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"بس ایک بار ایک ہوٹل میں ایک آدمی شراب کے نشے میں مجھ سے الجھ پڑا تو مجھے غصہ آگیا۔ لہذا دوسرے لمحے اس کی گردن کٹ چکی تھی ——— بعد میں مجھے بے حد افسوس ہوا۔ چنانچہ میں نے کنگن اتار دیئے۔ لیکن اب اس مہم پر آتے ہوئے مجھے ان کا خیال آگیا تھا۔ تو میں نے انہیں پہن لیا تھا" ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

اور پھر اس نے سائیڈ میں کروٹ بدل لی۔ اب اس کی پشت صفدر کی طرف ہو گئی تھی۔ صفدر نے جلدی سے دو کروٹیں بدلیں تو اس کی پشت کیپٹن شکیل کی پشت سے مل گئی ——— رسیاں کلائیوں پر بندھی ہوئی تھیں۔ اس لئے دونوں ہاتھ معمولی سی حرکت کر سکتے تھے۔ صفدر نے دونوں ہاتھوں کو حرکت دی اور کیپٹن شکیل کی کلائی پر موجود کنگن کو ٹٹولنا شروع کر دیا ——— چند لمحوں بعد اس کی

انگلیاں کنگن کی باہر کو نکلی ہوئی تیز چھری سے ٹکرائیں تو اس کے منہ سے بے اختیار سی نکل گئی۔ کیونکہ تیز دھار چھری نے اسکی انگلیوں پر کٹ ڈال دیا تھا۔

"کیا ہوا ——— کیا چھری لگ گئی" ——— کیپٹن شکیل نے صفدر کی سسکی سن کر پوچھا۔

"یار اتنی تیز چھری ہے کہ انگلی لگتے ہی کٹ گئی" ——— صفدر نے کہا۔ اور اس کے بعد اس نے اندازے سے کلائیوں کے گرد بندھی ہوئی رسی کو اس چھری پر رکھا اور جسم کو آہستہ سے حرکت دی ——— دو تین بار ایسا کرتے ہی اس کے حلق سے ایک بار پھر کراہ نکلی۔ انتہائی تیز چھری نے رسیاں کاٹ کر اس کی کلائیوں کو زخمی کر دیا تھا۔

"اب کیا ہوا" ——— کیپٹن شکیل نے صفدر کی کراہ سن کر کہا۔

"اب اس کے ساتھ کلائیاں کٹ گئیں" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر جلدی سے اپنے ہاتھ آزاد کئے۔

"چلو کام تو ہو گیا۔ بقول عمران رسی کٹنی چاہیئے تھی چاہے اس کے ساتھ پورے ہاتھ ہی کیوں نہ علیحدہ ہو جائیں" ——— کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— بالکل" ——— صفدر نے جواب دیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کے دونوں بازو آزاد ہو چکے تھے۔ اب وہ اٹھ بیٹھا تھا اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ اپنے پورے جسم کو رسیوں سے

آزاد کرا چکا تھا۔ اس کی کلائیوں اور انگلیوں پر کٹ لگ چکے تھے۔ اور ان میں سے خون رس رہا تھا —— لیکن ظاہر ہے ان خراشوں کی ایسی سچویشن میں کیا حیثیت ہو سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے ان کی پرواہ کئے بغیر جلدی سے اپنی پتلون کا پائنچہ پلٹا اور پھر اس کا استر ایک طرف سے دھاگے کا سرا کھینچ کر ادھیڑ دیا —— چند لمحوں بعد وہ استر کے اندر سے ایک پتلا سا تیز دھار خنجر نکال چکا تھا۔ اور ظاہر ہے اس کے بعد رسیوں کی کوئی حیثیت باقی نہ رہی تھی۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے سارے ممبران رسیوں سے آزاد ہو چکے تھے۔ باقی بے ہوش ممبران کو بھی اب ہوش آ چکا تھا۔

کمرے میں ابھی تک کوئی نہ آیا تھا۔ کمرہ بڑی بڑی چٹان نما پتھروں سے بنا ہوا تھا۔ چھت کے قریب ایک کافی بڑا روشندان نما سوراخ تھا جس میں کوئی سلاخ وغیرہ نہ تھی —— اس سوراخ کے علاوہ وہاں اور کوئی دروازہ یا کھڑکی کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

"میرے خیال میں ہم کسی پہاڑی کھوہ میں ہیں یہاں دروازے کی بجائے کوئی چٹان ہی حرکت کرتی ہو گی" —— جولیا نے کمرے کا بغور جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں" —— صفدر نے سر ہلا دیا۔

"میرا خیال ہے ہمیں اس سوراخ سے باہر نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہم ایک دوسرے کے کاندھوں پر چڑھ کر اوپر پہنچ سکتے ہیں" —— تنویر نے کہا۔

"اوہ —— ہاں مس جولیا —— آپ ایک رسی کا سرا اپنے ہاتھ

میں لے لیں اور ہمارے کاندھوں پر چڑھ کر اوپر پہنچ جائیں۔ اور اس روشندان سے باہر نکل کر رسی کسی پتھر سے باندھ دیں۔ پھر اس رسی کی مدد سے ہم سب آسانی سے باہر نکل جائیں گے" —— صفدر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور پھر سب نے اس تجویز کی تائید کر دی۔ چنانچہ اس روشندان کے نیچے دیوار کے ساتھ کیپٹن شکیل بیٹھ گیا۔

تجویز تو یہ تھی کہ صفدر کیپٹن شکیل کے کاندھوں پر چڑھے گا۔ اور جولیا صفدر کے کاندھوں پر چڑھ کر روشندان سے باہر جائے گی —— مگر اس سے پہلے کہ صفدر آگے بڑھتا تنویر اچھل کر آگے بڑھا۔

"صفدر کی کلائیاں زخمی ہیں۔ میں کیپٹن شکیل کے کاندھوں پر چڑھتا ہوں۔ آیئے مس جولیا۔ جلدی کیجئے کہیں کوئی آ نہ جائے" تنویر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ اُسے شاید اچانک موقع سے فائدہ اٹھانے کا خیال آ گیا تھا کہ چلو اس بہانے جولیا تو اس کے کاندھوں پر چڑھے گی —— صفدر سمیت باقی افراد تنویر کی اس شرارت پر بے اختیار ہنس پڑے۔ جب کہ جولیا بھی مسکراتی ہوئی آگے بڑھی۔ اور پھر اچھل کر وہ نیچے بیٹھے ہوئے تنویر کے کندھوں پر چڑھ گئی۔ تنویر جلدی سے اٹھا —— اور پھر جولیا کو اٹھائے وہ کیپٹن شکیل کے کاندھوں پر چڑھا۔ اور اس کا سر اس نے دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔ کیپٹن شکیل آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھتا گیا۔ اور پھر جب وہ سیدھا کھڑا ہوا تو جولیا آسانی سے اس روشندان نما سوراخ تک پہنچ گئی۔

رسی کا ایک سرا اس کے ہاتھوں میں تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سوراخ سے باہر نکل گئی۔ اور تنویر نے نیچے چھلانگ لگا دی۔ اس کا چہرہ مسرت کی زیادتی سے گلاب کی طرح کھلا ہوا تھا۔

"آجاؤ ——— میں نے رسی ایک درخت کے تنے سے باندھ دی ہے۔ یہاں باہر گھنا جنگل ہے جلدی آؤ" ——— چند لمحوں بعد جولیا نے روشندان سے سر اندر کر کے کہا۔

"چلو تنویر تم سب سے پہلے ——— جلدی کرو" ——— صفدر نے کہا۔ اور تنویر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے لٹکتی ہوئی رسی کو تھاما۔ اور پھر دیوار سے پیر ٹکاتا ہوا وہ چند لمحوں میں روشندان سے نکل کر باہر چلا گیا ——— اس کے بعد باری باری باقی ساتھی بھی اسی طرح اوپر چڑھتے چلے گئے۔ آخر میں انہوں نے رسی کھول کر اسے اندر پھینک دیا۔

وہ واقعی ایک گھنے جنگل میں تھے۔ اور یہ سوراخ نما روشندان ایک چٹان کی اوٹ میں بنا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک بھاری سی چٹان سیدھی کھڑی تھی۔

"میرے خیال میں جب وہ اس سوراخ کو بند کرنا چاہتے ہوں گے تو اس چٹان کو اس سوراخ پر ڈال دیتے ہوں گے" ——— نعمانی نے کہا۔ اور باقیوں نے سر ہلا دیا۔

جنگل میں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ سب اس پہاڑی سے نیچے اترنے لگے۔ اور پھر جنگل سے ہوتے ہوئے تھوڑی دیر بعد وہ ایک سڑک پر پہنچ گئے ——— اس سڑک پر ٹرک اور بسیں آجا رہی تھیں۔

تھوڑی دیر بعد انہیں ایک بس نے اٹھا لیا۔

"کہاں جانا ہے آپ نے ——— آپ شاید سیاح ہیں" ——— بس کے کنڈیکٹر نے انہیں دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں ——— ہمیں شہر کے کسی ایسے سٹاپ پر اتار دینا جہاں سے کوئی سستا سا ہوٹل نزدیک ہو" ——— صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور رقم نکالنے کے لئے جیبیں ٹٹولنے لگا۔

"رہنے دیجئے آپ سیاح ہیں۔ آپ سے کیا ٹکٹ لینے۔ میں آپ کو شہر میں اتار دوں گا" ——— کنڈیکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھ گیا اور صفدر سر ہلا کر رہ گیا۔

بس جنگل کے گرد چکر کاٹتی ہوئی تھوڑی دیر بعد ہی شہر میں داخل ہو گئی۔ پہلے تو رہائشی آبادیاں نظر آتی رہیں پھر کمرشل علاقہ آ گیا ——— اور پھر بس مین مارکیٹ کے قریب سے گزری تو کنڈیکٹر نے انہیں ایک سٹاپ پر اتار دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے۔ ان لوگوں کو جیسے ہی ہمارے فرار کا علم ہو گا۔ وہ ہماری تلاش شروع کر دیں گے" ——— جولیا نے کہا۔

"ہمیں لباس بدلنے پڑیں گے اور میک اپ کرنا پڑے گا۔ تب ہی بات بنے گی" ——— صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میری جیب میں رقم بدستور موجود ہے۔ مارکیٹ سے سامان خرید لیں" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"او کے ——— آؤ پھر کوئی ڈیپارٹمنٹل سٹور تاڑتے ہیں۔ رقم تو سب میں بانٹ دو۔ علیحدہ علیحدہ جا کر نیا لباس خریدیں گے۔ اور ان کے

برائی رومز میں ہی بدل لیں گے۔ میں میک اپ کا سامان بھی خرید لوں گی اس کے بعد میک اپ کا پروگرام بنائیں گے" ــــ جولیا نے مطمئن انداز میں جواب دیا۔ اور کیپٹن شکیل نے بٹوہ نکالا اور پھر اس نے دو دو بڑے نوٹ سب کو دیئے اور وہ سب مارکیٹ میں پھیل گئے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ سب جب واپس پہلی جگہ پر پہنچے تو ان سب کے لباس بدلے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں شاپنگ بیگ موجود تھے۔ جن میں ان کے پرانے لباس موجود تھے البتہ صفدر کے ہاتھ میں ایک بریف کیس موجود تھا۔

"میں نے معلوم کر لیا ہے یہاں قریب ہی نیشنل گارڈن ہے وہاں غسل خانے بھی ہیں۔ وہاں آسانی سے میک اپ کیا جا سکتا ہے" صفدر نے کہا۔ اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے صفدر کے پیچھے چل پڑے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کافی بڑے اور وسیع باغ میں پہنچ گئے ــــ یہ دارالحکومت ٹالمبو کا نیشنل گارڈن تھا۔ انتہائی وسیع و عریض اور خوب صورت۔ لیکن وہاں رش نہ تھا۔ اکا دکا جوڑے البتہ گھومتے پھر رہے تھے۔

تلاش کرتے کرتے انہیں ایک کونے میں جدید انداز میں بنے ہوئے غسل خانوں کی ایک قطار نظر آ گئی۔

"میں اندر جا کر میک اپ کرتا ہوں اور میں بیگ وہیں چھوڑ آؤں گا۔ باری باری باقی اندر جا کر میک اپ کریں گے اور آخری آدمی بیگ لے آئے گا ــــ میرے خیال میں اگر ہم مقامی میک اپ

کریں تو زیادہ آسانی رہے گی" ــــ صفدر نے کہا۔ اور سب نے اس کی تجویز کی تائید کر دی۔

ان سب کو میک اپ کرنے میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ لگ گیا۔ ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ سب مقامی میک اپ اور نئے لباسوں میں آ چکے تھے۔

"ہاں اب سوچنا چاہیئے کہ کیا پروگرام ہو" ــــ وہ سب درختوں کے ایک جھنڈ میں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔

"میں پھر پرسنل سیکرٹری کو فون کرتی ہوں" ــــ جولیا نے کہا۔

"نہیں مس جولیا ــــ یہاں اب کسی کا اعتبار نہیں۔ پہلے بھی شاید بات لیک آؤٹ ہو گئی تو کوٹھی پر چھاپہ پڑ گیا۔ ہمیں خود کوئی انتظام کرنا چاہیئے۔ کسی پراپرٹی ڈیلر کے ذریعے کوئی کوٹھی بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور کاریں بھی کرایہ پر لی جا سکتی ہیں" ــــ صفدر نے کہا۔

"لیکن اس کے لئے تو لمبی رقم چاہیئے۔ اور رقم ہمارے پاس موجود نہیں ہے" ــــ جولیا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"مارکیٹ میں ہزاروں افراد جیبوں میں رقمیں ڈالے پھر رہے ہیں۔ یہ کب کام آئیں گے" ــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ــــ کیا مطلب ــــ کیا اب تم جیبیں کاٹو گے"

جولیا نے چونک کر حیرت بھرے انداز میں تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے اُسے تنویر کی بات سے شدید کوفت پہنچی ہو۔ اور جولیا کے

تاثرات دیکھ کر تنویر کے چہرے پر شرمندگی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"ویسے ضرورت پڑنے پر اس کام میں بھی ہرج نہیں ہے۔ اچھے مقصد کے لئے چھوٹی برائی کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ لیکن میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں پڑے گی ـــــ میں نے ڈیپارٹمنٹل سٹور کے ساتھ ایک الیکٹرانک گیم شاپ دیکھی تھی۔ وہاں سے ہم آسانی سے فوری ضرورت کے لئے معقول رقم حاصل کر سکتے ہیں"ـــــ صفدر نے تنویر کو شرمندہ ہوتے دیکھ کر اس کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

اور تنویر بڑے ممنونہ انداز میں صفدر کو دیکھنے لگا۔

"ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ جو تھوڑی سی رقم ہے اس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں"ـــــ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا ـــــ پھر آپ کو اپنی ٹیم کے ممبران کی صلاحیتوں کا ابھی پوری طرح علم نہیں ہے۔ ویسے تو اس معاملے میں شاید تھوڑی بہت مہارت سب کو ہی ہو گی۔ لیکن خادر تو اس میدان میں اولمپک چیمپئن کا درجہ رکھتا ہے ـــــ آپ کو شاید معلوم نہیں کہ پاکیشیا کے سارے الیکٹرانک گیمز شاپ والے خاور کو صرف اس لئے لمبی رقمیں بطور خراج عطا کرتے ہیں کہ وہ انہیں دیوالیہ نہ کر دے"

صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــــ کمال ہے۔ مجھے تو علم ہی نہیں تھا"ـــــ جولیا نے حیران ہوتے ہوئے خاور کی طرف دیکھ کر کہا جو مسکرا رہا تھا۔

"مس جولیا۔ بس شغل کے لئے ایسا کرتا ہوں۔ ویسے آپ بے فکر

رہیں۔ الیکٹرانک گیمز کے سلسلے میں میرا ذہن ماسٹر کمپیوٹر کی طرح کام کرتا ہے۔ آیئے پھر آپ کو کمال دکھاؤں"ـــــ خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو پھر ہو جائے۔ تاکہ رقم کا بندوبست ہوتے ہی کوئی سلسلہ کیا جائے"ـــــ جولیا نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں اکٹھا نہیں رہنا چاہیئے۔ کیونکہ اب تک جو پارٹی بھی ہمیں اغوا کر کے لے گئی تھی اُسے ہمارے نکل جانے کا علم ہو گیا ہو گا۔ اور ہو سکتا ہے وہ صحیح تعداد کی بنا پر ہم پر شک کر گزریں"ـــــ صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ دو دو تین تین کی ٹکڑیاں کر لیں۔ تنویر میں اور نعمانی۔ خاور، صفدر اور کیپٹن شکیل۔ چوہان اور صدیقی"

جولیا نے خود ہی ٹکڑیاں بھی بنا دیں۔ اور سب نے تائید میں سر ہلا دیا۔ اس نے خود ہی تنویر کو اپنی ٹکڑی میں شامل کر لیا تھا۔ اور تنویر کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی ـــــ جولیا نے شاید اس خیال سے اُسے خود ہی اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا کہ اس سے پہلے اپنی بات پر اس نے تنویر کو خاصا شرمندہ ہوتے دیکھ لیا تھا۔

کیپٹن شکیل کے پاس رقم بچ گئی تھی۔ اس لئے اس نے بٹوہ نکالا اور صرف ایک نوٹ رکھ کر باقی سب بڑے نوٹ خاور کی طرف بڑھا دیئے ـــــ خاور نے رقم لے کر اپنی جیب میں ڈالی اور پھر وہ سب سیر کرنے والوں کے سے انداز میں ایک دوسرے سے گپیں کرتے اپنی اپنی ٹکڑیوں کی صورت میں نیشنل گارڈن کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے

کرنل باشموں ے کے ٹرانسمیٹر کی طرف مڑتے ہی فرش پر ٹیڑھے سیدھے پڑے عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ پھیل گئی ۔۔۔۔ یا تو کرنل باشمورے کو اپنے اس چپٹے ریوالور پر اس قدر اعتماد تھا کہ اس نے عمران کے نیچے گرنے کے بعد اُسے مزید چیک کرنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی یا پھر وہ عمران کے چیخنے۔ گرنے اور تڑپنے کی بے داغ اداکاری سے دھوکہ کھا گیا تھا ۔۔۔۔ حالانکہ جیسے ہی اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آیا تھا ۔ عمران ریوالور کی ساخت دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا۔ کہ اس ریوالور کی گولی بغیر دھماکہ کئے شکار کو ختم کر دیتا ہے ۔ چنانچہ عمران پلک جھپکنے میں حرکت میں آگیا تھا ۔۔۔۔ اس کے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ وہ کرنل باشمورے پر حملہ کر کے اس سے ریوالور چھین لیتا ۔ یا لات مار کر اس کا ریوالور ہٹا دیتا ۔ اس لئے اس نے دوسری حرکت کی تھی ۔ کہ ریوالور اس کے ہاتھ

میں دیکھتے ہی وہ چیخ مار کر نیچے گرا تھا ۔ اس طرح ریوالور سے نکلنے والی باریک سی گولی اس کے کاندھے کے اوپر سے گزر کر پچھلے دروازے میں غائب ہو گئی تھی ۔۔۔۔ یقیناً ہلکی سی آواز گولی نے دروازے کی لکڑی میں داخل ہوتے پیدا کی ہو گی ۔ لیکن عمران کی چیخ اور گرنے کے انداز اور پھر عمران کے تڑپنے کی اداکاری اس قدر شاندار تھی ۔ کہ کرنل باشمورے کو ذرا سا بھی شک نہ ہو سکا تھا کہ عمران کو گولی نہیں لگی ۔۔۔۔ اب مسئلہ صرف یہ تھا کہ کرنل باشمورے اُسے چیک کرتا اور جب وہ خون کے نشانات اس کے سینے پر نہ دیکھتا تب اُسے پتہ چلتا کہ عمران کو گولی نہیں لگی ہے ۔ اور اتنا وقفہ عمران کے لئے کافی تھا ۔۔۔۔ اس لئے اس نے نیچے گرتے ہی تڑپنے کی اداکاری کرتے ہوئے اپنا جسم الٹا کر لیا تھا تاکہ سینے پر خون کے نشان کی عدم موجودگی فوری طور پر کرنل باشمورے کی نظروں میں نہ آئے ۔ نیچے گرنے سے اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ اُسے گرتے دیکھ کر کرنل باشمورے لازماً دوسری گولی چیک کئے بغیر نہ چلائے گا ۔۔۔۔ اور وہ نیچے گر کر جب بھی چاہے کرنل باشمورے کی ٹانگیں کھینچ کر اُسے الٹا سکتا ہے ۔ لیکن کرنل باشمورے نے دوسری گولی چلائی تو ایک طرف اس کی موت کی تصدیق کرنے کی بھی ضرورت نہ سمجھی ۔۔۔۔ اور جیسے ہی عمران کا جسم تڑپ کر ساکت ہوا وہ تیزی سے مڑ کر اس میز کی طرف بڑھ گیا ۔ جس پر ٹرانسمیٹر موجود تھا ۔ اور جسے وہ عمران سے جھگڑے سے پہلے استعمال کر رہا تھا ۔

کرنل باشمورے نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا ۔

"ہیلو ہیلو ـــــ سی۔بی کالنگ کے۔ کے۔ اوور" کرنل باشمورے نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا۔

اور عمران فوراً سمجھ گیا کہ وہ اپنے اور کنگ کوبرا کے ناموں کا مخفف استعمال کر رہا ہے۔ یعنی کرنل باشمورے کی جگہ سی۔بی اور کنگ کوبرا کی جگہ کے۔کے۔

"یس ـــ کنگ کوبرا اٹنڈنگ یو ـــ کرنل باشمورے غضب ہو گیا۔ میں ابھی تمہیں خود کال کرنے والا تھا۔ پیراڈائز پوائنٹ سے تمہاری بھتیجی لیڈی سندرتا فرار ہونے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ اس نے وہاں موجود چار آدمیوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے ـــ اور غضب یہ کیا ہے کہ ساتھ ہی بالمورا کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ ہمارا سارا مشن ہی فیل ہو گیا ہے۔ میں نے ہیلی کاپٹر بھیج دیا ہے اور ہدایات دے دی ہیں کہ لیڈی سندرتا کو ہر قیمت پر ہلاک کر دیا جائے۔ اور دوسرا غضب اور بھی ہو گیا ہے ـــ نجانے اس بار ہمارے ساتھ کیا ہوا۔ وہ سیکرٹ سروس کے ارکان ٹاپ روم سے پُراسرار انداز میں نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ وہ سب انتہائی مضبوط رسیوں سے بندھے ہوئے تھے ـــ میں نے ان کی تلاشی بھی لی تھی۔ ان کے پاس نہ ہی کوئی خنجر تھا اور نہ ریوالور۔ اور وہ بے ہوش تھے۔ میں تمہارے انتظار میں تھا۔ تم نے خود ہی کہا تھا۔ کہ میرے آنے تک انہیں کچھ نہ کہو ـــ اب میرے آدمیوں نے اطلاع دی ہے۔ کہ فرش پر کٹی ہوئی رسیوں کے ڈھیر پڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ سب غائب ہیں۔ میں نے انہیں تلاش کرنے کا حکم دے دیا

ہے۔ لیکن پورے جنگل میں ان کا کہیں پتہ نہیں چل سکا اوور" کنگ کوبرا نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــ یہ تو بہت غضب ہو گیا۔ انتہائی غضب ہو گیا۔ اب تو سب کچھ ختم ہو گیا۔ لیڈی سندرتا کو اب لازماً ہلاک ہونا چاہیئے۔ ورنہ میرے بھائی تک اطلاع پہنچ گئی تو پھر وہ غصے سے پاگل ہو جائے گا۔ ادھر سیکرٹ سروس کا فرار یہ سب کچھ ہم سب کے لئے انتہائی مسئلہ بن گیا ہے ـــ دوسری بات یہ کہ بالمورا کے ہلاک ہونے کا مطلب ہے سارا کیا دھرا ختم۔ یہ سب تمہارے اس آدمی بھاکر کی حماقت سے ہوا ہے۔ نہ وہ اس احمق عمران کو ساتھ لے آتا اور نہ یہ نرالا کھیل شروع ہوتا ـــ بہرحال میں نے عمران کو ہلاک کر دیا ہے۔ باقی رہی سیکرٹ سروس تو اس سے میں خود نمٹ لوں گا۔ تم ایسا کرو فوری طور پر اپنے ہیڈ کوارٹر میں بند ہو جاؤ۔ اپنی تمام سرگرمیاں فوری طور پر معطل کر دو ـــ جب تک یہ سیکرٹ سروس ختم نہیں ہو جاتی۔ اور سندرتا کے ہلاک ہوتے ہی مجھے اطلاع دینا۔ میں اس کی لاش کو فوری طور پر پاکیشیا پہنچا کر کسی سڑک پر پھینکوا دوں گا۔ بالمورا کی لاش کے ساتھ بھی ہمیں یہی کام کرنا پڑے گا ـــ اس طرح ساری صورت حال قابو میں رہے گی پھر میں کافرستان سے مزید ہدایات لوں گا۔ اس کے تحت ہم آگے کی منصوبہ بندی کریں گے اوور" ـــ کرنل باشمورے نے چیخ چیخ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی تو نہیں اوور" دوسری طرف سے کنگ کوبرا نے کہا۔

"اوور اینڈ آل"—— کرنل باشمورے نے جواب دیا۔ اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے وہ پیشانی کا پسینہ پونچھتا ہوا واپس مڑا ہی تھا کہ عمران یک لخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تت—— تت —— تم ..... "—— کرنل باشمورے اُسے اس طرح زندہ سلامت کھڑے ہوتے دیکھ کر ایک بار پھر ذہنی طور پر ماؤف سا ہو کر ٹھٹھک گیا۔

"دراصل میرا تعلق بھوتوں کی نسل سے ہے"—— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے کرنل باشمورے پر چھلانگ لگا دی۔ کرنل باشمورے حیرت کے دوسرے شدید ترین جھٹکے کی وجہ سے حرکت ہی نہ کر سکا—— پہلے جھٹکے نے تو اُسے گم سُم کر دیا تھا لیکن دوسرے جھٹکے نے اس کا جسم مفلوج کر دینے کی حد تک ہی اکتفا کیا تھا۔ اور عمران اُسے لیتا ہوا نیچے فرش پر گرا۔

نیچے گرتے ہی کرنل باشمورے کا جسم پہلی بار حرکت میں آیا۔ اس نے تڑپ کر عمران کو پیچھے کی طرف اچھالنا چاہا۔ لیکن عمران کا صرف پچھلا جسم اوپر کو اٹھا اور اس کے بعد اس نے دونوں گھٹنے جوڑ کر پوری قوت سے اس کے ناف کے زیریں حصے پر ضرب لگائی —— اور کمرہ کرنل باشمورے کے حلق سے نکلنے والی خوفناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ اور ضرب اس قدر بھرپور اور زوردار تھی کہ کرنل باشمورے کا سر چیخ مارتے ہی ڈھلک گیا—— اور عمران اچھل کر کھڑا ہوا۔ اور پھر اس نے جھک کر اس کی جیب سے وہ چپٹا سا ڈبہ دوبارہ نکال لیا۔ اس کے بعد اس نے

کرنل باشمورے کو سینے کے بل اٹھا لیا اور پھر اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر وہ تیزی سے اس کے سر کی طرف ایک جھٹکے سے نیچے بیٹھا۔ اس کے ساتھ ہی کرنل باشمورے کے بے ہوش جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور ساتھ ہی ایک زوردار چیخ اور چٹخ کی آواز بھی ابھری—— عمران اس کی ٹانگیں چھوڑ کر بڑے مطمئن انداز میں اٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ ہی اس نے کرنل باشمورے کو پکڑ کر پشت کے بل کر دیا۔ کرنل باشمورے انتہائی تکلیف کے عالم میں ادھر ادھر سر مار رہا تھا—— اس کا چہرہ درد اور تکلیف کی شدت سے بُری طرح مسخ ہو چکا تھا۔ حلق سے چیخ نما کراہیں نکل رہی تھیں۔ لیکن سینے سے نچلا جسم بے حس ہو چکا تھا۔ عمران نے مخصوص انداز میں اس کی ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ کھسکا دیا تھا۔

"تم سے تو تمہاری بھتیجی ہی زیادہ محب وطن ہے۔ جس نے اس سائنسدان کا ہی خاتمہ کر دیا جس کے فارمولے کے پیچھے تم پاگل ہو رہے تھے—— اور یہ بھی بتا دوں کہ اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ کافرستانیوں کا اصل مشن کیا تھا وہ سالومن تنظیم کو استعمال کر کے یہ فارمولا اپنے لئے حاصل کرنا چاہتے تھے کہ پاکیشیا کے ساتھ پہاڑی جنگ میں اسے استعمال کر کے پاکیشیا کو مفلوج کیا جا سکے—— لیکن وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خوف سے کھل کر سامنے نہ آ رہے تھے۔ ویسے کرنل باشمورے۔ بالمورا کا پاکیشیا میں اغوا کا ڈرامہ کرنا تمہاری سب سے بڑی حماقت تھی اور یقیناً یہ حماقت تم نے خود اپنے دماغ کے بل بوتے پر کی ہو گی—— اگر تم کافرستانیوں سے اس کا ذکر کرتے تو وہ کبھی تمہیں اس کی اجازت نہ دیتے۔ بولو میں ٹھیک کہہ رہا ہوں"

عمران نے کرنل باشمورسے کے چپٹے ریوالور کی نال پر ہاتھ پھیرتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایسا اطمینان تھا جیسے وہ جان لیوا جھگڑے کی بجائے دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر تاش کھیلتا رہا ہو۔

" تم صحیح کہہ رہے ہو۔ واقعی یہ میری اپنی حماقت تھی لیکن یہ تم نے کیا کیا ہے میرا جسم کیوں حرکت نہیں کر رہا "۔۔۔ کرنل باشمورسے نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

" اگر میں چاہوں تو تم باقی زندگی اسی طرح بے بسی اور مفلوج پن میں گزار دو گے۔ دنیا کا بڑے سے بڑا سرجن بھی تمہیں ٹھیک نہیں کر سکتا۔ اور تم جانتے ہو کہ ایسی زندگی کس قدر خوف ناک ہو گی جس میں تم مرنے کی خواہش کرو گے لیکن مر نہ سکو گے ۔۔۔ اور اگر میں چاہوں تو ایک لمحے میں تم صحیح ہو سکتے ہو۔ بولو کیا چاہتے ہو "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" تم نے وعدہ کیا تھا کہ مجھے چھوڑ دو گے پلیز مجھے ٹھیک کر دو۔ یا پھر گولی مار دو۔ میں ایسی بے بسی اور لاچاری کی زندگی نہیں گزار سکتا۔ پلیز مجھ پر رحم کرو "۔۔۔ کرنل باشمورسے ایک بار پھر گڑگڑانے لگا۔

" یار تمہاری عادت بڑی گندی ہے کہ جب تم پر کوئی آفت ٹوٹتے گڑگڑانے لگتے ہو۔ اور جب مصیبت کٹے تو دوسروں کو گولیاں مارنا شروع کر دیتے ہو ۔۔۔ میں نے تو وعدہ پورا کر دیا تھا لیکن تم نے خود ہی مجھے اس چپٹے ریوالور سے گولی مار دی۔ اب بتاؤ مرا ہوا آدمی کسی پر کیا رحم کھا سکتا ہے "۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم انسان نہیں ہو۔ کوئی اور چیز ہو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ..... کرنل باشمورسے نے اسی طرح عاجزانہ انداز میں گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

" کہ تمہیں موقع ملتے ہی انسان بنا دوں گا۔ ٹھیک ہے تو تمہارا یہ ریوالور انسان بنانے کے کام آتا ہے خوب "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اس کا فقرہ مکمل کر دیا۔ اور اس کے بعد اس نے ریوالور کا رخ کرنل باشمورسے کی طرف کر دیا۔

" آخری بار معاف کر دو۔ پلیز مجھے معاف کر دو "۔۔۔ کرنل باشمورسے نے بُری طرح خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ریوالور سیدھا کرتے ہی عمران کے چہرے پر یک لخت انتہا درجے کی سرد مہری چھا گئی تھی۔

" ایک شرط ہے۔ کہ تم میرے سامنے سیکرٹ سروس کو ہدایت کر دو کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مکمل تعاون کریں گے " عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" میں کر دیتا ہوں۔ تم ٹیلی فون اٹھا کر میرے قریب رکھو۔ اور اس پر ون۔ زیرو۔ تھری۔ زیرو۔ ون نمبر گھما کر رسیور میرے کانوں سے لگا دو "۔۔۔ کرنل باشمورسے نے فوراً رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے کونے میں تپائی پر رکھا ہوا ٹیلی فون اٹھا کر اس کی لمبی تار کو گھسیٹتا ہوا فون فرش پر پڑے ہوئے کرنل باشمورسے کے قریب رکھا۔۔۔ اور پھر اس نے خود ہی رسیور اٹھا کر نمبر گھمایا اور رسیور کرنل باشمورسے کے کانوں سے لگا دیا۔ اور خود نیچے بیٹھ کر اپنے کان بھی رسیور کے ساتھ لگا لیے۔

"یس ـــــ راٹھور سپیکنگ" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"کرنل باشمورے بول رہا ہوں راٹھور ـــــ کیا رپورٹ ہے" کرنل باشمورے نے کہا۔

"کس بارے میں سر ـــــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تو آپ کے حکم پر سپیشل ایجنسی والے اغوا کر کے لے گئے تھے سر۔ اس کے بعد مجھے تو کوئی اطلاع نہیں ـــــ البتہ سر آپ نے سالومن تنظیم کے متعلق ایکشن گروپ کو فعال کرنے کا حکم دیا تھا سر وہ میں نے کر دیا ہے۔ ایکشن گروپ والوں نے بڑی جد وجہد کے بعد کیفے ڈریگون کے مالک اور زیر زمین دنیا کے مشہور غنڈے شاکانہ کے متعلق پتہ چلایا ہے۔ کہ اس کا سالومن تنظیم سے گہرا تعلق ہے ـــــ اور وہ شہر میں سالومن تنظیم کے مفادات کا نگران بھی ہے اور ان کو خوراک اور اسلحہ وغیرہ بھی سپلائی کرتا ہے۔ لیکن اس کی تنظیم جسے شاکانہ گروپ کا نام دیا جاتا ہے۔ انتہائی موثر۔ فعال اور طاقت ور ہے ـــــ پورے ٹالمبو میں اس کا گروپ چھایا ہوا ہے۔ اس لئے اس کے خلاف زبردست جد وجہد کرنی پڑے گی ورنہ آسانی سے اس پر ہاتھ نہیں ڈالا جا سکتا۔ اب آپ جیسے حکم کریں" ـــــ راٹھور نے جواب دیا۔

اسی لمحے عمران نے رسیور واپس کھینچا اور اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر کرنل باشمورے کو خاموش رہنے کے لئے کہا۔

"ہیلو ہیلو سر۔ آپ نے جواب نہیں دیا" ـــــ دوسری طرف سے راٹھور نے خاموشی محسوس کر کے تیز لہجے میں کہا۔

"سنو راٹھور ـــــ پاکیشیا سیکرٹ سروس شری لنکا کے مفاد میں کام کرنے آئی ہے۔ ہمیں غلط فہمی ہوئی تھی۔ صدر مملکت نے انہیں خاص طور پر بلوایا ہے۔ وہ سالومن تنظیم کے خلاف کام کرنے آئی ہے ـــــ اس لئے یہاں کی سیکرٹ سروس ان کے ساتھ بھرپور تعاون کرے گی" ـــــ عمران نے کرنل باشمورے کے لہجے اور آواز میں خود بات کرتے ہوئے کہا۔

اور کرنل باشمورے ہو بہو اپنی آواز اور لہجہ عمران کے منہ سے نکلتے دیکھ کر حیرت سے دنگ رہ گیا۔ اس کی آنکھیں ایک بار پھر پھیلنے لگ گئی تھیں۔

"اوہ یس سر ـــــ یس سر ـــــ میں پہلے بھی سوچ رہا تھا کہ پاکیشیا سے تو ہمارے بہترین تعلقات ہیں۔ لیکن سر آپ نے خود ہی اس کی نگرانی کا حکم دیا تھا۔ اس لئے سر۔ اب جیسا حکم سر" دوسری طرف سے راٹھور نے جواب دیا۔

"اچھا اب میرا حکم غور سے سن لو۔ میں ایک اہم سرکاری مشن پر کچھ عرصے کے لئے ملک سے باہر جا رہا ہوں۔ اس دوران سپیشل ایجنسی کا چیف پرنس آف ڈھمپ تمہارا انچارج ہو گا ـــــ وہ صرف فون پر تمہیں ہدایات دے گا۔ یا اگر ضرورت پڑی تو تمہارے سامنے بھی آجائے گا۔ تم نے میری عدم موجودگی میں اس کے احکامات کی تکمیل تعمیل کرنی ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ ـــــ لیکن سر ـــــ ایسا نام پہلے تو کبھی نہیں سنا سر" ـــــ راٹھور نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ حکومت کا خاص آدمی ہے۔ اور خفیہ سپیشل ایجنسی کا سربراہ ہے۔ وہ تمہیں خود ہی فون کر کے ہدایات دے دے گا۔ پھر جب میں مشن سے واپس آؤں گا تو دوبارہ سیکرٹ سروس سنبھال لوں گا۔ اوکے“ ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”یس سر ۔۔۔ جیسے حکم سر“ ۔۔۔۔ دوسری طرف سے راٹھور نے کہا۔ اور عمران نے کرنل باشمورے کے لہجے میں اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”یہ تم نے کیا کہہ دیا۔ یہ پرنس کون ہے“ ۔۔۔۔ کرنل باشمورے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہیں بہرحال طویل اہم مشن پر جانا ہے تو تمہارے بعد کسی نہ کسی کو تو انچارج بننا ہی تھا“ ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کک ۔۔۔ کون سے مشن پر“ ۔۔۔۔ کرنل باشمورے نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

”ڈیتھ مشن پر کرنل ۔۔۔۔ میں کسی کافرستانی ایجنٹ کو زندہ رکھنے کا قائل نہیں ہوں۔ اس لئے تم اپنے مشن پر روانہ ہو جاؤ“ ۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کرنل باشمورے کے چیٹے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے چٹک کی آواز کے ساتھ ہی کرنل باشمورے کو چیخنے کا بھی موقع نہ ملا اور گولی ٹھیک اس کی پیشانی میں گھسی اور اس نے اس کی کھوپڑی کے پرخچے اڑا دیئے ۔۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر اس نے اس عمارت کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اس

نے چونکہ خود یہاں کی سیکرٹ سروس کا عارضی چیف بننے کا فیصلہ کر لیا تھا اس لئے اس نے مناسب سمجھا کہ اس عمارت کی اصل نوعیت کا اندازہ کر لے ۔۔۔۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب وہ تلاشی سے فارغ ہوا تو اُسے عمارت کے متعلق بہت کچھ معلوم ہو گیا کہ اس عمارت کو کرنل باشمورے اپنے ذاتی ہیڈ کوارٹر کے طور پر استعمال کرتا تھا۔ یہاں اُسے ایک برقی بھٹی کا بھی پتہ چل گیا تھا ۔۔۔۔ چنانچہ اس کے لئے کرنل باشمورے سمیت باقی لاشوں کو ٹھکانے لگانے کا کام آسان ہو گیا۔ چنانچہ اس نے سب سے پہلے کرنل باشمورے کی لاش کو بھٹی کی نذر کیا ۔۔۔۔ اور اس کے بعد باری باری باقی لاشیں بھی بھٹی میں جلا کر راکھ کر دیں۔ اب وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا۔ اور اب مسئلہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تلاش کا تھا۔ چنانچہ اس نے مناسب سمجھا کہ وسیع حیطہ عمل کے ٹرانسمیٹر پر پہلے پاکیشیا میں بلیک زیرو سے بات کرے تاکہ اس سے پتہ چل سکے کہ اس نے کس کس ممبر کو یہاں بھیجا ہے اور کیا ہدایات دے کر ۔۔۔۔ چنانچہ اس نے ٹرانسمیٹر پر بلیک زیرو کی لانگ رینج فریکوئنسی سیٹ کرنی شروع کر دی۔

کنگ کوبرا کی حالت واقعی بے حد خراب تھی۔ وہ اس وقت ایک طویل و عریض میز کے پیچھے اونچی نشست کی کرسی پر اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے کرسی کی نشست پر گدے کی بجائے تیز نوکوں والی سلاخیں نصب کر دی گئی ہوں ـــــ اس کا چہرہ مسخ ہونے کی حد تک بگڑا ہوا تھا۔ سامنے میز پر ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر پڑا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے اس کی بات کرنل باشمورے سے ہوئی تھی۔ اب ٹرانسمیٹر خاموش پڑا ہوا تھا ـــــ اور وہ بار بار مٹھیاں بھینچ بھینچ کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھتا۔ اُسے دراصل اس ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کی طرف سے کال کا انتظار تھا جسے اُس نے لیڈی سندرتا کے خاتمے کے لئے بھیجا تھا۔ پہلے عمران اس کی قید سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا ـــــ اور اب پوری سیکرٹ سروس نکل گئی ادھر بالمورا کا خاتمہ ہو گیا۔ اس طرح وہ مکمل طور پر شکست کھا چکا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ کرنل باشمورے

کافرستان کا خصوصی ایجنٹ ہے۔ اور جب کرنل باشمورے اس کی پے در پے شکست کی اطلاعات کافرستان بھیجے گا تو شاید اُسے وہاں سے سزا دینے کا حکم آ جائے ـــــ سالومن تنظیم کا مکمل کنٹرول کافرستان کے ہاتھ میں ہی تھا۔ جو کرنل باشمورے کے ذریعے اُسے ہدایات دیتے تھے۔ وہ کافرستان کی طرف سے کوئی بات ہونے سے پہلے کم از کم لیڈی سندرتا کو ٹھکانے لگا دینا چاہتا تھا ـــــ ویسے اس نے دل ہی دل میں قسم کھائی تھی کہ وہ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی عبرت ناک سزائیں دے گا۔ تاکہ اس کی ساکھ بحال ہو سکے ـــــ اب اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ حکومت شری ٹنکا کے خلاف تمام کارروائیاں روک کر اپنی پوری طاقت عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف جھونک دے گا۔

اُسی لمحے ٹرانسمیٹر کا بلب آن ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ اس نے چونک کر فریکوئنسی میٹر کو دیکھا۔ کال ہیلی کاپٹر پائلٹ کی طرف سے ہی تھی۔ اس نے بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ پی۔ ڈی۔ پائلٹ کالنگ باس اوور"

بٹن آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

"یس ـــــ کنگ کوبرا اٹنڈنگ۔ رپورٹ دو اوور"

کنگ کوبرا نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"سر ـــــ لیڈی سندرتا جیپ میں فرار ہو رہی تھی کہ ہم نے شیلنگ کر کے جیپ تباہ کر دی۔ لیڈی سندرتا جیپ کے ساتھ تباہ ہونے سے تو بچ گئی ـــــ لیکن وہ ایک درخت سے ٹکرا کر

بے ہوش پڑی ہوئی ہے۔ اس کے سر پر شدید چوٹ آئی ہے۔ اب مزید کیا حکم ہے۔ اُسے وہیں گولی مار دی جائے یا اُسے ہیڈ کوارٹر لایا جائے اوور" ـــــ پائلٹ نے رپورٹ دیتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ ـــ تو وہ کتیا ابھی زندہ ہے۔ ٹھیک ہے اُسے اٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔ میں پہلے تو خود اس کی بوٹیاں نوچوں گا پھر اس کی لاش کو کتوں سے نچواؤں گا ـــ لے آؤ اُسے میرے پاس فوراً اور سنو ـــ پیراڈائز پوائنٹ میں جا کر وہاں سے سائنسدان بالموما کی لاش بھی ساتھ اٹھا لاؤ۔ باقی آدمیوں کی لاشیں وہاں سے نکال کر جنگل میں پھینک دینا۔ سمجھ گئے اوور" ـــ کنگ کوبرا نے چیخ چیخ کر حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس ـــ حکم کی تعمیل ہو گی باس اوور" ـــ دوسری طرف سے پائلٹ کی آواز سنائی دی۔

"اوور اینڈ آل" ـــ کنگ کوبرا نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا۔

ابھی اس نے ٹرانسمیٹر بند ہی کیا تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ کنگ کوبرا بُری طرح چونک پڑا۔ اس نے چونک کر فریکوئنسی میٹر دیکھا تو ایک بار پھر چونک پڑا ـــ کیونکہ فریکوئنسی کے مطابق کال کرنل باشمورے کے ہیڈ کوارٹر ٹرانسمیٹر سے کی جا رہی تھی۔ کیونکہ ـــ دونوں ٹرانسمیٹر کو وائرلیس کے ذریعے خصوصی طور پر لنکڈ کیا گیا تھا تاکہ کنگ کوبرا اور کرنل باشمورے ایک دوسرے کی کالوں سے باخبر رہیں ـــ یہ ایک خفیہ طریقہ تھا جسے کافرستانیوں

نے استعمال کیا تھا۔ تاکہ اگر ٹرانسمیٹر غلط ہاتھوں میں استعمال ہونا شروع ہو جائے تو دوسرے فریق کو فوراً پتہ چل جائے۔ گو آج تک ایسا موقع تو نہ آیا تھا ـــ لیکن اب پہلی بار کنگ کوبرا دیکھ رہا تھا کہ کرنل باشمورے کے ٹرانسمیٹر سے کال کسی نامعلوم فریکوئنسی پر کی جا رہی تھی۔ یہ ایسی فریکوئنسی تھی جس کے متعلق وہ کچھ نہ جانتا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا ـــ اس بٹن کے دبنے کے بعد اب وہ آسانی سے ہونے والی کال سن سکتا تھا۔ لیکن وہ جواب نہ دے سکتا تھا اور نہ کال کرنے والوں کو اس کا علم ہو سکتا تھا ـــ البتہ وہ اس بات پر حیران ضرور تھا کہ کرنل باشمورے کو ٹرانسمیٹروں کی اس خصوصیت کا بخوبی علم تھا پھر وہ کسی نئی فریکوئنسی پر کال کرنے کے لئے یہ خصوصی ٹرانسمیٹر کیوں استعمال کر رہا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک نئی آواز سن کر چونک پڑا۔

"ہیلو ہیلو ـــ پرنس کالنگ بلیک زیرو اوور" ـــ بولنے والے کا لہجہ اس نے پہلے کبھی نہ سنا تھا۔

یہ پرنس کون ہے جو کرنل باشمورے کے اس خصوصی ٹرانسمیٹر سے بات کر رہا ہے۔ کنگ کوبرا کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"یس ـــ بلیک زیرو اٹنڈنگ اوور" ـــ چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ سپاٹ تھا۔

"بلیک زیرو ـــ تم نے کوؤں کی زندگی پر جو فلم بنائی تھی۔ اس کا پہلا حصہ تو خراب نکلا لیکن پھر وہ سنبھل گئی ہے۔ دوسرا حصہ کس لوکیشن پر بنایا جائے گا اوور" ـــ پرنس کا لہجہ بھی بالکل سپاٹ اور

سرد تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی مشین سے ڈھلی ڈھلائی ایک جیسی آواز نکل رہی ہو۔ اس میں قطعاً انسانی لہجے جیسا زیروبم محسوس بھی نہ ہوتا تھا۔

" اوہ مسٹر پرنس ——— ڈائریکٹر موجود نہ تھا اس لئے مجبوراً ایسا کرنا پڑا۔ دوسری لوکیشن آپ خود ڈائریکٹر کو سمجھا دیں۔ چیف آف کنٹرولی کے پرسنل سیکرٹری نے انتظامات کرنے تھے اوور" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے میں سمجھا دوں گا۔ یہاں کووں کی فلم کا ڈائریکٹر اچانک مر گیا ہے اور میں نے فی الحال یہاں کی ڈائریکٹر شپ بھی خود ہی سنبھال لی ہے ——— میرا خیال ہے دونوں کام اکٹھے کر کے فلم تیار کر لیں گے اوور" ——— پرنس کی آواز سنائی دی۔

" ٹھیک ہے آپ زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ بہرحال فلم فوری طور پر مکمل ہونی چاہیئے۔ کیونکہ مارکیٹ کی فوری ڈیمانڈ ہے اوور"

" او۔ کے ——— اوور اینڈ آل" ——— پرنس کی طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا بلب بجھ گیا اور وہ بے جان ہو گیا۔

کنگ کوبرا نے ہاتھ بڑھا کر بٹن تو آف کر دیا لیکن اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات جیسے مجسم ہو کر رہ گئے تھے۔ اس عجیب و غریب بات چیت کا ایک لفظ بھی اس کے پلے نہ پڑا تھا ——— وہ کافی دیر تک سوچتا رہا کہ یہ کیا چکر ہو سکتا ہے۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا۔ اسے خیال آیا تھا کہ یہ عجیب و غریب گفتگو کوڈ ہی ہو سکتی ہے ——— اس نے جلدی سے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن

دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

" راجندر کو بھیجو فوراً " ——— کنگ کوبرا نے چیخ کر کہا۔ اور نوجوان تیزی سے واپس مڑ گیا۔

راجندر کافرستانی تھا۔ اور وہ کوڈ حل کرنے کا خصوصی تربیت یافتہ تھا۔ اس لئے کافرستان والوں نے اسے یہاں خصوصی طور پر بھیجا ہوا تھا۔ کہ وہ یہاں تنظیم کے افراد کو کوڈ اور اس سے متعلقہ معاملات کو ٹریننگ دے سکے ——— اس لئے اسے کوڈ کا خیال آتے ہی راجندر کا خیال آ گیا تھا کہ وہ شاید اس عجیب و غریب گفتگو کا مطلب اسے سمجھا سکے۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کا انداز فلسفیوں اور پروفیسروں جیسا تھا۔

" جناب آپ نے مجھے یاد فرمایا ہے" ——— آنے والے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

" راجندر یہاں بیٹھو ——— ابھی ابھی ایک عجیب و غریب گفتگو سامنے آئی ہے۔ میرا خیال ہے یہ کوئی کوڈ ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ شاید تم اس کا مطلب سمجھ سکو" ——— کنگ کوبرا نے کہا۔

" آپ کے پاس اس گفتگو کا ٹیپ ہے" ——— راجندر نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں ——— ٹرانسمیٹر پر گفتگو ہوئی ہے۔ اس میں ٹیپ ہے۔ ٹھہرو میں سنواتا ہوں" ——— کنگ کوبرا نے کہا۔ اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کی ایک ناب گھمائی اور پھر اسے ایڈجسٹ کر کے ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر سے دوبارہ پرنس کی آواز نکلی۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ پرنس کالنگ بلیک زیرو اوور"

اور راجندر یہ آواز سنتے ہی بُری طرح چونک پڑا۔ لیکن وہ گفتگو کو خاموشی سے سنتا رہا۔ جب گفتگو ختم ہوئی تو کنگ کوبرا نے بٹن آف کر دیا۔

"اسے دوبارہ سنوایئے" ۔۔۔ راجندر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور کنگ کوبرا نے ناب گھما کر دوبارہ ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔ گفتگو دوبارہ شروع ہو گئی۔ اس بار راجندر نے جیب سے ایک چھوٹی سی کاپی اور پنسل نکال کر اُسے تحریر کرنا شروع کر دیا۔

"کچھ سمجھ میں آئی ۔۔۔ تم چونکے کیوں تھے" ۔۔۔ کنگ کوبرا نے بٹن آف کرتے ہوئے راجندر سے پوچھا۔

"ایک منٹ جناب ۔۔۔ میں ابھی بتاتا ہوں" ۔۔۔ راجندر نے کہا اور وہ بار بار زیرِ لب لکھی ہوئی گفتگو کو دوہرانے لگا۔

"ٹھیک ہے جناب ۔۔۔ یہ واقعی کوڈ گفتگو ہے۔ لیکن یہ کوڈ ان لوگوں کا خود ساختہ ہے کوئی بین الاقوامی کوڈ نہیں ہے۔ اور میں سر چونکا اس لئے تھا کہ پہلے پرنس کی آواز سنتے ہی مجھے پاکیشیا کے پرنس آف ڈھمپ کا خیال آ گیا تھا ۔۔۔ لیکن اس کا لہجہ ایسا نہ تھا۔ اس لئے خیال بدلنا پڑا۔

"پاکیشیا کا پرنس آف ڈھمپ۔ یعنی تمہارا مطلب ہے علی عمران" کنگ کوبرا بُری طرح اچھل پڑا۔

"یس سر ۔۔۔ علی عمران ہی اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ

کہلاتا ہے۔ میں یہاں آنے سے پہلے کافرستان سیکرٹ سروس سے متعلق تھا۔ تو ہمارے چیف شاگل کے ساتھ اس کا کئی دفعہ ٹکراؤ ہو چکا ہے ۔۔۔ انتہائی خطرناک ترین آدمی ہے" ۔۔۔ راجندر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ میں سمجھ گیا۔ یہ یقیناً وہی علی عمران ہی ہے۔ کرنل ہاشمور نے اُسے اپنے پاس قید رکھا ہوا ہے۔ لیکن جس طرح وہ یہاں آسانی سے فرار ہو گیا تھا۔ اس طرح یقیناً اس نے کرنل پر بھی قابو پا لیا ہو گا۔ بہرحال بات چیت سے تم کیا سمجھے ہو" ۔۔۔ کنگ کوبرا نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ۔۔۔ علی عمران یہاں قید ہے۔ اس جیسا آدمی تو اپنی مرضی کے بغیر ایک لمحہ کے لئے بھی قید نہیں ہو سکتا" ۔۔۔ اس بار حیرت سے اچھلنے کی باری راجندر کی تھی۔

"تم اسے چھوڑو۔ بات چیت کے متعلق بتاؤ" ۔۔۔ کنگ کوبرا نے کہا۔

"جناب ۔۔۔ جہاں تک میں سمجھا ہوں۔ یہ پیغام دیا گیا ہے کہ جس مشن پر کام ہو رہا تھا۔ اس میں ابتدائی طور پر ناکامی ہوئی ہے۔ لیکن بعد میں صورت حال سنبھل گئی ہے۔ اور اب مشن کے دوسرے حصے پر کام شروع کیا جانے والا ہے ۔۔۔ اور جناب چونکہ کال یہاں سے ہو رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ شری ٹنکا کے صدر مملکت کے پرسنل سیکرٹری اس مشن کے انتظامات کر رہے ہیں۔ اور آخری بات کا اس پیرائے میں یہی مطلب نکل سکتا ہے کہ علی عمران نے یہاں

کنی کے مرنے پر چارج سنبھال لیا ہے ۔۔۔ راجندر نے کہا۔

"اوہ اوہ ۔۔۔ میں سمجھ گیا ۔۔۔ اب سمجھ گیا ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ اب بات سمجھ گیا۔ علی عمران کرنل باشمورے کے پاس قید تھا اور کرنل باشمورے کے خصوصی ٹرانسمیٹر کو استعمال کرنے کا مطلب ہے کہ عمران نے کرنل باشمورے کو قتل کر دیا ہے ۔۔۔ اور اب کرنل باشمورے بن کر اس نے یہاں کی سیکرٹ سروس کا چارج سنبھال لیا ہے اور یہ تو انتہائی خطرناک صورت حال سامنے آئی ہے" کنگ کوبرا بات کرتے ہوئے پریشانی کے عالم میں بے اختیار کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اُسے اس طرح کھڑا ہوتے دیکھ کر راجندر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم کہاں جا رہے ہو۔ کیوں اٹھے ہو۔ ابھی تو میں نے تفصیلی بات کرنی ہے" ۔۔۔ کنگ کوبرا نے راجندر کو کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے دیکھ کر کہا۔

"آپ کھڑے ہو گئے تھے اس لئے جناب احتراماً میں بھی کھڑا ہو گیا ہوں" ۔۔۔ راجندر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ اچھا ۔۔۔ ٹھیک ہے۔ مجھے خیال ہی نہیں رہا" کنگ کوبرا نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور جلدی سے دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی راجندر بھی بیٹھ گیا۔

"ذرا دوبارہ پڑھو اس گفتگو کو" ۔۔۔ کنگ کوبرا نے کہا۔ اور راجندر نے کاپی میں لکھی ہوئی گفتگو اونچی آواز میں پڑھنا شروع کر دی۔

کنگ کوبرا فلسفیوں کے سے انداز میں آنکھیں بند کئے سنتا رہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی بہت بڑا فلاسفر فلسفے کی کسی دقیق پہلو پر گہرائی میں غور و فکر میں مصروف ہو۔

"اوہ ۔۔۔ اب بات واضح ہو گئی۔ بالکل واضح ہو گئی۔ عمران کا تعلق یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اور بلیک زیرو شاید سیکرٹ سروس کا کوئی انتظامی عہدیدار ہے ۔۔۔ اس لئے پرنس یعنی عمران کے پہلے فقرے کا مطلب یہ نکلا کہ سالومن تنظیم کے خلاف کام کرنے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی جو ٹیم بھیجی گئی ہے وہ ابتدا میں ہی پکڑی گئی ۔۔۔ لیکن پھر وہ بچ کر نکل گئی۔ اور اب اس ٹیم کا آئندہ ہدف کیا ہو گا۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق علم نہ تھا۔ اور علم ظاہر ہے اس لئے نہ ہو سکتا تھا کہ اُسے سیکرٹ سروس کی ٹیم کے آنے سے قبل ہی ہم نے اغوا کر لیا ۔۔۔ اس لئے اُسے یہ معلومات لازماً کرنل باشمورے سے ہی ملی ہوں گی اور اب وہ خود بات کر کے ان معلومات کی مزید وضاحت پوچھ رہا ہے۔

"آپ کی وضاحت بالکل درست ہے جناب۔ واقعی آپ بے حد ذہین ہیں" ۔۔۔ راجندر نے جواب دیا۔ اور کنگ کوبرا کی آنکھیں راجندر کی اس تعریف پر چمک اٹھیں۔ اور بلیک زیرو کی طرف سے دیئے گئے جواب کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ ٹیم کسی لیڈر کے بغیر بھیجی گئی ہے۔ اور اب عمران اس کی لیڈری سنبھال لے اور شری ٹنکا کے صدر کے پرسنل سیکرٹری پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے یہاں

بندوبست کریں گے۔ اس کا مطلب ہے جس کوٹھی سے انہیں اغوا کیا گیا تھا۔ اُسے پرسنل سیکرٹری نے ارینج کیا ہو گا" ___ کنگ کوبرا کا ذہن واقعی بڑی ذہانت سے معاملات کی اصل تہہ تک پہنچ رہا تھا۔

"اور عمران کے آخری فقرے کا مطلب یہی نکلا کہ شری تنکا سیکرٹ سروس کا چیف کرنل باشمورے مر گیا ہے اور اس عمران نے کسی طرح اس کی جگہ سنبھال لی ہے ___ اور اب دونوں ملکوں کی سیکرٹ سروسز مل کر سالومن تنظیم کے خلاف کام کریں گی" ___ راجندر نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل ایسا ہی ہے۔ ٹھیک ہے اب میں ان سب کو سنبھال لوں گا۔ تم جاؤ۔ اور سنو۔ کافرستان رپورٹ مت دینا۔ جب میں سب کچھ سیٹ کر لوں گا تو پھر خود ہی رپورٹ دے دوں گا"

کنگ کوبرا نے راجندر سے مخاطب ہو کر کرخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر ___ جیسے آپ کا حکم ہو گا سر" ___ راجندر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر کنگ کوبرا کے سر ملانے پر وہ اُسے سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔ راجندر کے باہر جاتے ہی کنگ کوبرا نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا۔ اور آئندہ کے لائحہ عمل کے متعلق ہدایات دینے لگا ___ اب اس کے چہرے پر جوش اور آنکھوں میں جارحانہ انداز کی جھلکیاں نمایاں ہو گئی تھیں۔

ایک زوردار دھچکہ لگنے سے لیڈی سندرتا کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی کی چادر یک لخت سمٹنا شروع ہو گئی۔ اور اس نے لاشعوری طور پر آنکھیں کھول دیں ___ لیکن اس کی آنکھوں میں مکمل شعور کی جھلکیاں مفقود تھیں۔

"یہ ہیلی کاپٹر کو جھٹکے کیوں لگ رہے ہیں" ___ ایک آواز سنائی دی۔

"کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے۔ خطرے کا بلب جل اٹھا ہے۔ ہمیں فوراً اسے اتارنا ہو گا" ___ دوسری آواز سنائی دی۔ جھٹکے اب تیز ہونے لگ گئے تھے۔

"یہ شہر کے ساتھ والا میدان ہے۔ یہاں اتار لیتے ہیں۔ پھر ٹرانسمٹر پر کوئی گاڑی منگوا لیں گے" ___ وہی پہلی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی لیڈی سندرتا کو محسوس ہوا کہ وہ یک لخت نیچے

ہی نیچے جا رہی ہو۔ اس کا ذہن پوری طرح بیدار گیا۔ وہ یک لخت اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے آپ کو ہیلی کاپٹر کی عقبی نشست پر پڑے ہوئے پایا تھا ـــــ سامنے والے حصے میں دو افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک پائلٹ سیٹ پر اور دوسرا اس کے ساتھ والی سیٹ پر۔ ان دونوں کی توجہ ہیلی کاپٹر کی مشینری پر مرکوز تھی - اور ہیلی کاپٹر جھٹکے کھاتا ہوا نیچے اترا جا رہا تھا ـــــ لیڈی سندرتا پوری طرح ہوش میں آگئی تھی۔ وہ سمجھ گئی کہ یہ وہی ہیلی کاپٹر ہے جس سے بم مار کر اس کی جیپ کو کریش کیا گیا اور پھر اُسے بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر لے جایا جا رہا تھا ـــــ اب بات پوری طرح واضح ہو چکی تھی۔ وہ خاموش اور بے حس و حرکت بیٹھی رہی۔ کیونکہ جب تک ہیلی کاپٹر لینڈ نہ ہو جاتا ان پر حملہ خطرناک ہو سکتا تھا۔ یہ تو شاید اتفاق تھا کہ مشینری کی گڑبڑ کی وجہ سے ہیلی کاپٹر نے زوردار جھٹکے کھائے اور ان جھٹکوں کی وجہ سے وہ ہوش میں آگئی ـــــ انہی جھٹکوں کی وجہ سے اب ہیلی کاپٹر اتارا جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر کو لینڈ کرنے کا مخصوص جھٹکا لیڈی سندرتا نے محسوس کیا۔ اُسی لمحے دونوں افراد نے اطمینان کے سانس لیتے ہوئے اپنی نشستوں سے پشت لگا دی ـــــ کہ لیڈی سندرتا یک لخت آگے بڑھی اور دوسرے لمحے اس کی کلائی کی زوردار ضرب پوری قوت سے پائلٹ سیٹ کے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص کی گردن کی سائیڈ پر پڑی ـــــ اور کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس آدمی کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر ہیلی کاپٹر کی

کھلی کھڑکی سے نیچے سر کے بل جا گرا۔

پائلٹ اپنی بیلٹ کھولنے میں مصروف تھا۔ وہ چیخ سنتے ہی تیزی سے مڑا لیکن اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا۔ لیڈی سندرتا کا بازو ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا ـــــ اور بیلٹ سے بندھے ہوئے پائلٹ کی گردن بھی جوڈو کے خوفناک وار کی زد میں آگئی۔ ایک بار پھر کھٹاک کی آواز سنائی دی - اور ساتھ ہی پائلٹ کی چیخ وہ بیلٹ کی وجہ سے نیچے گرنے کی بجائے وہیں سیٹ کے ساتھ ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا ـــــ لیڈی سندرتا ان دونوں کا خاتمہ کر کے تیزی سے اچھلی اور ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر گئی۔

ہیلی کاپٹر ایک وسیع میدان کی سائیڈ میں کھڑا تھا۔ لیڈی سندرتا نیچے اتر کر تیزی سے دوڑتی ہوئی سڑک کی طرف دوڑتی گئی۔ سڑک پر پہنچتے ہی اُسے دور سے شہر جانے والی بس نظر آگئی ـــــ اس نے بس کو دیکھتے ہی ہاتھ لہرایا تو بس اس کے قریب پہنچ کر رک گئی۔

"آیئے مس ـــــ آپ بیمار ہیں کیا" ـــــ کنڈیکٹر نے اُس کی شکل اور کپڑوں کی حالت دیکھتے ہوئے بڑے ہمدردانہ انداز میں پوچھا۔

"میں پاگل خانے سے دوڑ کر آئی ہوں سمجھے۔ اب بولو"

لیڈی سندرتا نے اس کی ہمدردی پر آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ ـــ اچھا اچھا مس ـــــ بیٹھیں بیٹھیں"

کنڈیکٹر خوفزدہ ہو کر تیزی سے آگے بڑھتا گیا۔ اور لیڈی سندرتا

مسکراتی ہوئی ایک خالی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اس نے جان بوجھ کر یہ فقرہ کہا تھا۔ کیونکہ اس کے پاس کرایہ دینے کے لئے رقم نہ تھی۔ اور وہ جانتی تھی کہ کنڈیکٹر جب اُسے پاگل سمجھ لے گا تو پھر اُسے اس سے کرایہ مانگنے کی جرأت نہ ہو گی ——— بس میں چند ہی سواریاں تھیں۔ اور وہ سب ہی اپنا اپنا سامان سنبھالنے میں مصروف تھیں۔ کیونکہ بس شہر میں داخل ہو چکی تھی۔ اس لئے کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہ تھا ——— لیڈی سندرتا گیٹ کے پاس ہی بیٹھ گئی اور واقعی کنڈیکٹر نے کرایہ مانگنا تو ایک طرف اس کی طرف دوبارہ مڑ کر بھی نہ دیکھا تھا۔ بس اب شہر میں سے ہوتی ہوئی اپنے اڈے کی طرف بڑھی جا رہی تھی ——— لیڈی سندرتا جانتی تھی کہ بس اڈہ شہر کی شمالی سمت میں ہے۔ اور درمیان میں بس ایسے سٹاپ پر رکے گی جہاں سے سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر نزدیک پڑتا تھا۔ وہ اب سب سے پہلے ہیڈ کوارٹر پہنچ کر کرنل باشمورے سے دو دو ہاتھ کرنا چاہتی تھی ——— اُسے اب کرنل باشمورے اپنا حقیقی چچا کی بجائے ایک ملک دشمن عفریت نظر آ رہا تھا۔ ایسا عفریت جس کے خوف ناک دانت ملک کو چبا لینا چاہتے تھے اور وہ سب سے پہلے ان دانتوں کو توڑنا چاہتی تھی۔

پھر جیسے ہی بس لیڈی سندرتا کے مطلوبہ سٹاپ پر رکی۔ لیڈی سندرتا سیٹ سے اٹھی اور تیزی سے بس سے نیچے اتر گئی ——— ایک مسافر اور بھی اس سٹاپ پر اترا تھا۔ لیڈی سندرتا بس سے اتر کر تیزی سے فٹ پاتھ پر چلتی ہوئی ہیڈ کوارٹر کی طرف

بڑھنے لگی۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ راٹھور کے کمرے میں موجود تھی۔ راٹھور کرنل باشمورے کے بعد سیکرٹ سروس کا نمبر ٹو تھا۔

"اوہ لیڈی سندرتا ——— تم تو پاکیشیا گئی ہوئی تھیں۔ پھر اچانک یہاں اور اس حال میں" ——— راٹھور اُسے اس طرح اپنے کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر چونک پڑا۔

"چیف باس کہاں ہے۔ یہاں ہے یا اپنے ذاتی ہیڈ کوارٹر میں ہے" ——— لیڈی سندرتا نے اس کے سوال کا دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔

"چیف باس ——— کون چیف باس ——— اوہ اچھا ——— تمہیں تو ظاہر ہے علم ہی نہ ہو گا کہ چیف باس بدل گیا ہے۔ تم اپنے چچا کرنل باشمورے کو ہی چیف باس سمجھ رہی ہو گی" ——— راٹھور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— چیف باس بدل گیا ہے۔ تفصیل بتاؤ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو" ——— لیڈی سندرتا نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"کرنل باشمورے کسی اہم اور خفیہ مشن پر طویل عرصے کے لئے ملک سے باہر چلے گئے ہیں اور ان کی جگہ حکومت نے سپیشل ایجنسی کے چیف پرنس آف ڈھمپ کو وقتی طور پر سیکرٹ سروس کا چیف باس بنا دیا ہے" ——— راٹھور نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کہاں ہے سرکاری لیٹر"

لیڈی سندرتا نے مزید حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"لیڈر تو ابھی نہیں آیا۔ کچھ دیر پہلے کرنل باشمورے نے ٹیلی فون کر کے اس تبدیلی کے متعلق بتایا اور ساتھ ہی نئے چیف پرنس آف ڈھمپ کا کام بھی بتایا ——— ابھی تک انہوں نے کوئی کال تو نہیں کی"۔ ——— راٹھور نے جواب دیا۔

"ہوں ——— تو یہ چکر ہے۔ میں خود بات کرتی ہوں" لیڈی سندرتا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ٹیلی فون کو تیزی سے اپنی طرف گھسیٹا۔ اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"تم نئے باس کو کال کر رہی ہو" ——— راٹھور نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ لیکن لیڈی سندرتا نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ نمبر ملانے میں مصروف رہی۔ کچھ دیر تک تو گھنٹی بجتی رہی۔ پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو ——— کون بول رہا ہے"۔ ——— لیڈی سندرتا نے رابطہ قائم ہوتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے ایک کرخت اور بھاری لیکن قطعی نامانوس آواز سنائی دی۔

"میں لیڈی سندرتا بول رہی ہوں۔ کرنل باشمورے کی بھتیجی۔ کرنل باشمورے کہاں ہیں۔ میں ان سے بات کرنا چاہتی ہوں" لیڈی سندرتا نے تیز لہجے میں کہا۔

"اب میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں۔ کرنل ملک سے باہر

جا چکا ہے۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو" ——— دوسری طرف سے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا گیا۔

"ملک سے باہر چلا گیا ہے۔ بکواس ہے۔ مجھے بتاؤ کہاں ہے۔ وہ میں اس کا گلا اپنے ہاتھوں سے دبانا چاہتی ہوں۔ وہ میرا چچا نہیں ہے اب ملک دشمن ہے ——— وہ سالومن تنظیم کے کنگ کوبرا سے ملا ہوا ہے۔ اس نے شری ٹنکا کے خلاف بھیانک سازش کی ہے۔ مجھے بتاؤ وہ کہاں ہے۔ ورنہ میں سیدھی صدرِ مملکت کے پاس پہنچ جاؤں گی"۔ ——— لیڈی سندرتا نے یک لخت بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— لیڈی سندرتا تم کیا کہہ رہی ہو۔ تمہارے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ثبوت ——— میں خود مجسم ثبوت ہوں" ——— لیڈی سندرتا نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم میرے پاس آ جاؤ۔ مجھے پوری تفصیل بتاؤ۔ اور سنو ——— حکومت نے پہلے ہی اس سازش کی بو سونگھ لی تھی۔ اس لئے یہ سارا چکر چلایا گیا ہے۔ تم فوراً میرے پاس پہنچو۔ تم کرنل باشمورے کا ذاتی ہیڈ کوارٹر تو جانتی ہی ہو گی" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں اچھی طرح جانتی ہوں۔ مجھ سے زیادہ کون جانتا ہو گا۔ ٹھیک ہے میں آ رہی ہوں" ——— لیڈی سندرتا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تیزی سے باہر کو لپک گئی۔ اس نے تقریباً دوڑتے ہوئے

دروازہ پار کیا اور پھر راہداری سے گزر کر وہ گیراج کی طرف بڑھ گئی۔ جہاں اس کی ذاتی کار موجود تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنی مخصوص کار میں بیٹھی انتہائی تیز رفتاری سے اس عمارت کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ جو کرنل باشمورے کا ذاتی دفتر تھا ۔۔۔ وہ اس کے خفیہ راستوں کو بھی اچھی طرح جانتی تھی اور اب اس کے ذہن میں ایک نئی کھچڑی پک رہی تھی ۔ اس وقت جوش میں تو اس نے خیال نہ کیا تھا لیکن اب کار چلاتے ہوئے اُسے خیال آ رہا تھا کہ آخر یہ پرنس آف ڈھمپ کون ہے۔ اس کا لہجہ ۔ نام سب ہی مکمل طور پر اجنبی تھے ۔۔۔ ورنہ کم از کم وہ اس سے ضرور واقف ہوتی ۔ نہ ہی کبھی کرنل باشمورے نے اس کا ذکر کیا تھا اور نہ کبھی اس کے ڈیڈی نے ۔۔۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ خفیہ راستے کے ذریعے عمارت میں داخل ہو گی تاکہ اچانک اس نئے آدمی کے سامنے جا کر اصل حقیقت جان سکے اُسے یقین تھا کہ یہ نیا باس عمارت کے خفیہ راستوں سے واقف نہ ہو گا۔ عمارت کے قریب پہنچ کر اس نے کار ایک سائیڈ روڈ پر ڈالی اور عمارت کے عقب میں ایک اور کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گئی ۔۔۔ کار روک کر وہ نیچے اتری اور کوٹھی کے بند پھاٹک کی طرف بڑھ گئی ۔ اس نے پھاٹک کے ایک مخصوص حصے پر ہاتھ سے تین بار دستک دی تو پھاٹک خود بخود کھل گیا ۔۔۔ اور لیڈی سندرتا واپس ہو کر کار میں بیٹھ کر عمارت کے اندر داخل ہو گئی ۔ کار کے اندر داخل ہوتے ہی پھاٹک خود بخود بند ہو گیا ۔ پورچ میں کار روک کر لیڈی سندرتا نیچے اتری۔

کوٹھی میں کوئی آدمی نہ تھا ۔ لیڈی سندرتا گیلری میں داخل ہو کر آخری کمرے میں پہنچی ۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر سوئچ بورڈ کے نیچے ایک ابھرے ہوئے حصے کو جیسے ہی دبایا کمرے کا فرش کسی لفٹ کی طرح تیزی سے نیچے اترنے لگا ۔۔۔ تھوڑی دیر بعد جب فرش کی حرکت رک گئی تو وہاں سامنے ایک اور دروازہ تھا ۔ اس نے دروازہ کھولا اور بڑی احتیاط سے باہر کی طرف جھانکا ۔ یہ ایک بند راہداری تھی جس کے آخر میں ایک دروازہ نظر آ رہا تھا ۔ ۔۔۔ لیڈی سندرتا اس دروازے پر پہنچی اور پھر اس نے دروازے کو آہستہ سے دبایا تو دروازہ خود بخود کھلتا گیا ۔ اندر کمرہ دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا ۔ لیکن میز کے پیچھے رکھی ہوئی کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔ لیڈی سندرتا بڑے محتاط انداز میں اندر داخل ہوئی ۔۔۔ اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا ۔ کمرہ خالی تھا ۔

"مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ تم کنگ کوبرا کے بس کی نہیں ہو" اچانک دروازے کے پٹ کے عقب سے لیڈی سندرتا کو آواز سنائی دی اور وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹی ۔ اس نے اتنی ہی تیزی سے ریوالور نکال لیا تھا ۔۔۔ لیکن دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں ۔ اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا چھوٹا سا ریوالور بری طرح لرزنے لگا ۔

"تم ۔۔۔ تم اور یہاں" ۔۔۔ لیڈی سندرتا کے حلق سے حیرت کی شدت سے رک رک کر الفاظ نکل رہے تھے ۔

"تمہارا خادم علی عمران عرف پرنس آف ڈھمپ عرف چیف آف شری لنکا سیکرٹ سروس" ۔۔۔ دروازے کے پٹ کے ساتھ

کھڑے عمران نے بڑے عاشقانہ انداز میں سینے پر ہاتھ رکھ کر جھکتے ہوئے کہا۔ اور اس کا یہ فقرہ سن کر تو لیڈی سندرتا کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے گر گیا۔

"خواہ مخواہ یہ بھاری ریوالور اٹھائے پھر رہی ہو۔ تم تو بس ہم جیسے عاشقوں کو دیکھ لو تو ہم ہلاک ہو جاتے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا چکر ہے۔ تم کیسے سیکرٹ سروس کے چیف بن گئے۔ کرنل کہاں ہیں" ——— لیڈی سندرتا نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔ اب اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی اتر آئی تھی۔

"دراصل میری بڑے عرصے سے خواہش تھی کہ میں بھی چیف ٹائپ کی کوئی چیز بن جاؤں۔ لیکن کوئی مجھے چیف تو چھوڑ لیف تک نہ بننے دیتا تھا۔ یہاں آکر مجھے چانس مل گیا۔ اور میں بن گیا چیف۔ بس تھوڑی سی زبردستی کرنی پڑی۔ پہلے چیف یعنی تمہارے انکل کو برقی بھٹی میں ڈالنا پڑا۔ بڑی آسانی سے نسخہ مل گیا ہے۔ تم بھی ایسا کرو۔ جو کچھ بننا چاہو پہلے کو اٹھا کر برقی بھٹی میں ڈال دو" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"کک۔ کک ——— کیا مطلب ——— تم نے انکل کو مار دیا ہے" لیڈی سندرتا بری طرح اچھل پڑی اور پھر اس نے جھپٹ کر فرش پر پڑا ہوا ریوالور اٹھا لیا۔

عمران نے جواباً کوئی حرکت نہ کی۔ وہ بڑے اطمینان سے اپنی جگہ کھڑا رہا۔ حالانکہ اگر وہ چاہتا تو اسے ریوالور اٹھانے سے آسانی سے

روک سکتا تھا۔

"تم ——— تم غدار ——— تم نے میرے انکل کو قتل کیا ہے۔ میں تمہیں جان سے مار دوں گی" ——— لیڈی سندرتا نے چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور گولی اس کے قریب سے نکل گئی۔ پھر تو جیسے لیڈی سندرتا پر دہشت اور دیوانگی کا دورہ سا پڑ گیا ——— وہ مسلسل ٹریگر دبائے چلی گئی۔ کمرہ دھماکوں سے گونجتا رہا۔ لیکن ایک گولی بھی عمران کے جسم کو نہ چھو سکی۔ وہ واقعی بڑی مہارت سے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ جب ریوالور سے ٹرچ کی آواز نکلی تو لیڈی سندرتا نے جھلا کر ریوالور کو زمین پر پٹخا اور دوسرے لمحے اچھل کر عمران پر حملہ کر دیا ——— اس بار عمران اپنی جگہ سے ہٹنے کی بجائے اطمینان سے کھڑا رہا۔ اور جیسے ہی لیڈی سندرتا اس پر حملہ آور ہوئی۔ عمران نے بڑے اطمینان سے اپنا گھٹنا آگے کر دیا۔ اور لیڈی سندرتا بری طرح چیختی ہوئی پشت کے بل زمین پر گر گئی۔

"ارے ——— اتنا اچھا ڈانس اگر تم کسی کلب میں کرو تو لاکھوں کی آمدنی ہو سکتی ہے" ——— عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اور لیڈی سندرتا اس کا فقرہ سنتے ہی چیختی ہوئی ایک بار پھر اچھل کر کھڑی ہوئی۔ اس کا خوب صورت چہرہ اب غصے اور جھنجلاہٹ کی وجہ سے بری طرح مسخ ہو چکا تھا۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گی" ——— لیڈی سندرتا نے چیخ کر کہا۔ اور پھر بڑی مہارت سے اس نے اچھل کر عمران کے سینے پر بھرپور فلائنگ کک مارنی چاہی۔ اس بار عمران ذرا سا جھکا اور پھر اس

کے دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اوپر کو اٹھے تو لیڈی سندرتا فضا میں ہی قلابازی کھا کر دھڑام سے میز کے اوپر سے ہوتی ہوئی میز کے پیچھے رکھی ہوئی اونچی نشست کی کرسی میں اس طرح جا گری جیسے وہ کافی عرصے سے اس کرسی پر از خود بیٹھی ہوئی ہو۔

"کمال ہے۔ میں تمہیں سیکرٹ سروس کے چیف کی کرسی پر بٹھا رہا ہوں اور تم ڈانسر بننا چاہتی ہو" ——— عمران نے آگے بڑھ کر میز پر دونوں ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"تت۔ تت تم آخر کیا ہو" ——— لیڈی سندرتا نے بڑی بے بسی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اب کتنی بار تعارف کراؤں۔ کہو تو اپنا تعارف ٹیپ کرا کر تمہیں دے دوں۔ بیٹھی سنتی رہنا" ——— عمران نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

لیکن دوسرے لمحے وہ واقعی حیرت سے اچھل پڑا۔ کیونکہ لیڈی سندرتا نے اچانک دونوں ہاتھ میز پر رکھے اور ان کے درمیان اپنا چہرہ رکھ کر بری طرح رونا شروع کر دیا ——— وہ بالکل بچوں کے سے انداز میں رو رہی تھی۔ ایسے بچے کی طرح جس سے اس کا سب سے پسندیدہ کھلونا چھین لیا گیا ہو۔

"ارے ارے ——— اچھا اچھا ——— نہ سننا میرا تعارف ——— کمال ہے مجھے تو پتہ ہی نہ تھا کہ میرا تعارف لوگوں کو رونے پر مجبور کر دیتا ہے" عمران نے بڑے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ لیڈی سندرتا اس طرح بچوں کی طرح رونا شروع کر

دے گی۔ اس نے میز کی سائیڈ سے گھوم کر لیڈی سندرتا کو واقعی اس طرح پچکارنا شروع کر دیا جیسے روتے ہوئے بچے کو پچکارا جاتا ہے۔

"تت ——— تم نے انکل کو مار دیا" ——— لیڈی سندرتا نے ہچکیاں لے کر روتے ہوئے کہا۔

"اگر میں اسے نہ مارتا تو وہ تم کو مار دیتا۔ اس نے تمہارے قتل کا حکم دے دیا تھا" ——— عمران نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"ارے اسی لئے تو میں رو رہی ہوں۔ میں نے اسے اپنے ہاتھوں سے مارنے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن تم نے اسے مار دیا۔ میں اس کی بوٹیاں نوچتی ——— میں اس کے خون میں اپنی انگلیاں ڈبوتی۔ اس بے غیرت اور غدار کو سزا دینے کا حق مجھے تھا" ——— لیڈی سندرتا نے یک لخت سر اٹھا کر چیختے ہوئے کہا۔

"واہ ——— یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہاری حسین انگلیاں ایک غدار اور بے غیرت کے گندے خون میں لتھڑ جائیں۔ کم از کم مجھ سے تو یہ برداشت نہ ہو سکتا تھا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ——— واقعی تم نے اچھا کیا۔ اوہ تم تو واقعی بہت اچھے آدمی ہو۔ بہت ہی اچھے۔ تم نے اچھا کیا کہ میرے آنے سے پہلے اس غدار کو جلا دیا۔ واقعی میری انگلیاں خراب ہو جاتیں" ——— لیڈی سندرتا کی دماغی رو یک لخت پلٹ گئی اور عمران بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرتا رہ گیا۔ واقعی لیڈی سندرتا کا مزاج اپنی نوعیت کا منفرد ہی تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ اچانک باہر سے زوردار فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں قریب سے سنائی دیں —— آوازوں سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے عمارت پر کسی فوج نے حملہ کر دیا ہو۔

"ارے یہ کیا" —— عمران اور لیڈی سندرتا نے بیک آواز کہا۔

"خبردار — ہاتھ اٹھا دو۔ ورنہ......" —— اُسی لمحے دروازے سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور پھر سٹین گنوں سے مسلح چار افراد اچھل کر اندر آ گئے۔

"لو بھئی باراتی بھی آ گئے۔ اب صرف مولوی صاحب باقی رہ گئے" عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا اور دونوں ہاتھ اٹھا لئے۔ لیڈی سندرتا کے چہرے پر آنے والوں کو دیکھ کر شدید حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"تت — تم کون ہو" —— لیڈی سندرتا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاتھ اٹھا دو ورنہ......" —— اُسی آدمی نے جواب میں بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"ہاتھ اٹھا دو۔ اسی طرح اس کا ساؤنڈ بکس بند ہو سکتا ہے" عمران نے لیڈی سندرتا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور لیڈی سندرتا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا لئے۔

اُسی لمحے ایک اور مسلح نوجوان اندر داخل ہوا۔

"عمارت خالی ہے جناب — اور کوئی آدمی نہیں ہے" —— آنے والے نے پہلے سے موجود مسلح شخص سے کہا۔

"ٹھیک ہے — باس کو کال کر کے صورت حال بتاؤ۔ اُسے کہو کہ دونوں قیدی موجود ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے" پہلے سے موجود شخص نے جواب دیا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

"تمہارا تعلق سالومن تنظیم سے ہے" —— لیڈی سندرتا نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔

"چپ کر کتیا — ورنہ گولی مار دوں گا" —— اس آدمی نے چیخ کر جواب دیا۔

"تم — تم نے مجھے گالی دی ہے۔ تمہاری یہ جرأت" لیڈی سندرتا نے یک لخت بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے نیچے بیٹھ گئی اور پھر اس سے پہلے کہ مسلح اشخاص سنبھلتے۔ بڑی سی میز اڑتی ہوئی دروازے کے ساتھ کھڑے ہوئے ان چاروں سے ٹکرائی —— اور وہ چیختے ہوئے میز کے ساتھ ٹکرا کر اس کے نیچے دب گئے۔ بڑی سی میز نے دروازے کو آدھے سے زیادہ بند کر دیا تھا۔

"ویل ڈن ویل ڈن" —— عمران نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔ اور وہ تیزی سے سائیڈ میں ہوا۔ تاکہ میز واپس ان پر نہ پھینک دی جائے۔

لیکن اُسی لمحے سندرتا نے عمران کا ہاتھ پکڑا اور پوری قوت سے پچھلی دیوار میں لگی ہوئی الماری سے ٹکرائی۔ الماری اس کے ٹکراتے ہی بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے ایک طرف کھسکی۔ اور لیڈی سندرتا

عمران کو گھسیٹتی ہوئی دوسری طرف جا کھڑی ہوئی۔ ان کے دوسری طرف پہنچتے ہی بیک وقت دو کام ہوئے الماری کے کھلے ہوئے پٹ بھی بند ہوئے اور ساتھ ہی میز کے الماری کے ان پٹوں سے ٹکرانے کا دھماکہ بھی سنائی دیا۔

"آؤ۔۔۔ آؤ جلدی کرو۔۔۔ آؤ" ۔۔۔ لیڈی سندرتا نے چیخ کر کہا۔ اور وہ عمران کا ہاتھ پکڑے اُسے گھسیٹتی ہوئی پچھلی طرف موجود راہداری میں بے تحاشا دوڑتی چلی گئی۔

"ارے مجھے کہاں اغوا کر کے لئے جا رہی ہو۔ ارے میری بات تو سنو۔ ارے لوگ کیا کہیں گے۔ ارے کم از کم ڈولی میں تو بٹھا کر لے جاؤ" ۔۔۔ عمران نے اس کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کرو۔۔۔ وہ بہت سے ہیں اور ہم صرف دو" لیڈی سندرتا نے دوڑتے ہوئے جواب دیا۔

راہداری کے اختتام پر دیوار تھی۔ لیڈی سندرتا نے اس کے قریب پہنچتے ہی اس کی جڑ میں پیر مارا تو دیوار درمیان سے پھٹ کر دونوں اطراف میں کھسک گئی۔۔۔ اور لیڈی سندرتا اُسے ساتھ لئے اس خلا کو پار کر گئی۔ دوسری طرف بھی ایسی ہی راہداری تھی جس کا اختتام ایک پورچ میں ہوا۔ جس میں لیڈی سندرتا کی سفید رنگ کی پلے ماؤتھ کار کھڑی تھی۔

"آؤ۔۔۔ اب نکل چلیں۔ میں اس گاڑی سے آئی تھی" لیڈی سندرتا نے کار کے پاس پہنچ کر عمران کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا۔

"وہ تو مجھے معلوم تھا۔ میں نے یہ راستہ پہلے ہی ڈھونڈھ لیا تھا۔ لیکن یہ دوسرا راستہ" ۔۔۔ عمران نے کار کا دروازہ کھول کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہاں انکل نے بے شمار راستے بنا رکھے ہیں۔ جو سارے مجھے معلوم ہیں" ۔۔۔ لیڈی سندرتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کار سٹارٹ کر دی۔ اس کا چہرہ اپنی کامیابی پر مسرت سے جگمگا رہا تھا۔

"بہرحال ڈولی کی بجائے یہ کار بھی بری نہیں" ۔۔۔ عمران نے آنکھیں ٹپٹپاتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو اب یہ ارادے ہیں۔ لیکن تم نے میرے انکل کو مار دیا ہے" لیڈی سندرتا نے کار آٹومیٹک پھاٹک کے کھلتے ہی کوٹھی سے باہر سڑک پر نکالتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"ارے ارے اب رونا نہ شروع کر دینا ورنہ جیل سے اتنی آسانی سے نہ نکل سکیں گے" ۔۔۔ عمران نے خوف زدہ سے لہجے میں کہا اور لیڈی سندرتا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"کمال ہے خاور ــــ تم تو واقعی اس فن کے ماہر ہو۔ تم نے گیم کلب والوں کو ایک لحاظ سے دیوالیہ ہی کر دیا" ــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ اس وقت ایک کوٹھی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ کوٹھی انہوں نے ایک پراپرٹی ڈیلر کی معرفت کرایہ پر حاصل کی تھی ــــ خاور نے واقعی الیکٹرانک گیم کلب کی مشینوں کے ذریعے خاصی بڑی رقم جیت لی تھی۔ اور اسی رقم سے انہوں نے ضمانت دے کر کوٹھی حاصل کر لی تھی۔ اور آتے ہوئے انہوں نے مارکیٹ سے لباس۔ میک اپ کا ضروری سامان بھی حاصل کر لیا تھا ــــ اور اب صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کرایہ کی کاریں حاصل کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔

"مس جولیا ــــ اب مشن کے بارے میں کیا پلاننگ کرنی ہے" تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کے علاوہ

باقی سب اس وقت کوٹھی کے بڑے کمرے میں اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ کوٹھی چونکہ انہوں نے فرنیشڈ لی تھی اس لئے فرنیچر وغیرہ پہلے سے ہی کوٹھی میں موجود تھا۔

"سب سے پہلے تو ہمیں سالومن تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ٹریس کرنا ہو گا۔ اس کے بعد اس کا نقشہ حاصل کر کے اس پر حملہ کر دیں گے اور کیا صورت ہو سکتی ہے" ــــ جولیا کی بجائے چوہان بول پڑا۔

"لیکن ہیڈ کوارٹر آخر کیسے ٹریس ہو گا۔ اب شہر کے نقشے میں تو اس کا اندراج نہیں ہو گا۔ اور دوسری بات یہ کہ ہمارے پاس مطلوبہ اسلحہ بھی نہیں ہے۔ اور ظاہر ہے اسلحہ کسی دکان سے تو نہیں مل سکتا" جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اسلحے کی فکر نہ کریں مس جولیا ــــ رقم ہونی چاہیئے۔ زیر زمین دنیا سے اسلحہ بھی حاصل کیا جا سکتا ہے" ــــ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے۔ سالومن تنظیم کے متعلق صحیح معلومات بھی زیر زمین دنیا کے افراد سے ہی حاصل ہو سکتی ہیں" ــــ چوہان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل آ جائیں پھر اس صورتحال پر کوئی گفتگو کر لی جائے گی" ــــ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"جاؤ تنویر ــــ صفدر اور کیپٹن شکیل آئے ہوں گے" جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں محتاط رہنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ صفدر اور کیپٹن شکیل

کی بجائے اور لوگ ہوں" ——— جوہان نے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ——— احتیاط بہرحال اچھی چیز ہے۔ سب لوگ برآمدے میں ستونوں کی آڑ میں ہو جائیں پھر جیسی صورت حال ہو گی دیکھی جائے گی" ——— جولیا نے کہا۔

اور وہ سب تیزی سے اٹھ کر کمرے سے نکل کر برآمدے میں آ گئے۔ اور ستونوں کی آڑ میں کھڑے ہو گئے، جب کہ تنویر پھاٹک کی طرف بڑھ گیا ——— تنویر نے پہلے چھوٹی کھڑکی کھول کر باہر جھانکا اور پھر اطمینان سے سر ہلاتا ہوا واپس ہوا اور اس نے پھاٹک کا بڑا کنڈہ کھول کر پھاٹک کے پٹ کھول دیئے۔ اس کے اس اطمینان کو دیکھ کر ستونوں کی آڑ میں چھپے ہوئے سب افراد بھی مطمئن ہو گئے کہ کوئی خطرے والی بات نہیں ہے ——— چنانچہ وہ ستونوں کی آڑ سے نکل کر اطمینان سے کھڑے ہو گئے۔ دوسرے لمحے سنہری رنگ کی ایک کار اندر داخل ہوئی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر بیٹھا صاف نظر دکھائی دے رہا تھا ——— اس کے بعد سلیٹی رنگ کی کار اندر داخل ہوئی۔ اسے کیپٹن شکیل ڈرائیو کر رہا تھا۔ لیکن اس کے بعد سفید رنگ کی ایک اور خوب صورت کار اندر داخل ہوئی۔ اور وہ سب اس کار کو دیکھ کر بری طرح چونک پڑے ——— کیونکہ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک خوب صورت نوجوان مقامی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جب کہ اس کے ساتھ عمران اپنی تمام تر حماقتوں کے ساتھ جلوہ گر نظر آ رہا تھا۔ تینوں کاریں پورچ میں آ کر رک گئیں ——— تنویر پھاٹک بند کر کے واپس آ رہا تھا۔ کہ وہ سب کاروں سے اتر کر برآمدے کی طرف

بڑھے جولیا کی تیز نظریں اس نوجوان اور خوب صورت لڑکی پر جمی ہوئی تھیں۔

"یہی لیڈی سندرتا ہے مس جولیا" ——— جولیا کے پاس کھڑے نعمانی نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور جولیا کے ہونٹ یہ سن کر مزید بھنچ گئے۔

"مس جولیا ——— عمران صاحب اتفاق سے راستے میں نظر آ گئے۔ تو ہم انہیں ساتھ لے آئے" ——— صفدر نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہوں ——— تو میں سمجھی تھی کہ انہیں اغوا کیا گیا ہے۔ لیکن یہ تو یہاں آزادی سے گلچھڑے اڑاتے پھر رہے ہیں" ——— جولیا نے سخت اور سرد لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں سے چنگاریاں سی نکلنے لگ گئی تھیں۔

"دیکھو سندرتا ——— اسے کہتے ہیں جی دادی۔ یہ مس جولیانا فٹزواٹر ہیں۔ ایک عورت جس نے اتنے سارے مردوں کو آگے لگا رکھا ہے۔ مطلب ہے یہ ان کی لیڈر ہیں۔ اوہ ساری لیڈرانی کہنا چاہیئے۔ لیڈر تو مذکر ہوتا ہے" ——— عمران نے برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے ساتھ چلتی ہوئی لیڈی سندرتا سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور لیڈی سندرتا اپنی عادت کے مطابق کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اس کے اس طرح ہنسنے سے جولیا کے چہرے پر غصے کے مزید آثار پھیل گئے۔

"تم اسے یہاں کیوں لے آئے ہو صفدر۔ اس کا ہم سے کیا

تعلق ہے"۔۔۔۔ جولیا نے خمار کھائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تعلق ہر قسم کا ہوتا ہے۔ ایک کو جائز تعلق کہتے ہیں اور دوسرا ......" ۔۔۔۔ عمران نے جولیا کو مزید چڑاتے ہوئے کہا۔

" مس جولیا ۔۔۔۔ غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ایک اہم مشن پر یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اور ہمارا اولین مقصد مشن کی تکمیل ہے۔ اور مشن کی تکمیل کے لئے تو دشمن سے بھی تعاون حاصل کر لیا جاتا ہے" ۔۔۔۔ صفدر نے جولیا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

" یہ لیڈی سندرتا ہیں شہری ٹنکا سیکرٹ سروس کی قائم مقام چیف۔ اور یہ مس جولیا نافٹز واٹر ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی قائم مقام چیف ۔۔۔۔ اور یہ باقی اس کے ساتھی ہیں۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کا تعارف تو تم سے ہو چکا ہے۔ اور یہ تنویر صاحب ہیں۔ یہ نعمانی۔ یہ صدیقی۔ یہ چوہان اور یہ خاور۔ اور جہاں تک میرا تعارف تو اس کا تو میں پہلے تم سے وعدہ کر چکا ہوں کہ تمہیں ٹیپ کر کے دے دوں گا" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور لیڈی سندرتا نے آگے بڑھ کر جولیا سے باقاعدہ مصافحہ کیا۔

" مجھے بڑی مسرت ہو رہی ہے کہ میں دنیا کی عظیم ترین سیکرٹ سروس کے ارکان سے مل رہی ہوں" ۔۔۔۔ لیڈی سندرتا نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔

اور جولیا کا چہرہ یک لخت اپنی تعریف پر کھل اٹھا۔ اور اس کے چہرے پر چھائی ہوئی کدورت دور ہو گئی۔

عمران صفدر کی طرف دیکھ کر معنی خیز انداز میں مسکرا دیا۔ صفدر نے بھی جواب میں سر ہلا دیا۔

اور پھر وہ سب بڑے کمرے میں آ کر بیٹھ گئے۔

" میرا خیال ہے ہمیں آئندہ کی پلاننگ کر لینی چاہیئے۔ اب عمران صاحب بھی موجود ہیں" ۔۔۔۔ صفدر نے بیٹھتے ہی کہا۔

" پہلے تو تم یہ بتاؤ کہ تم اچانک کہاں غائب ہو گئے تھے" ۔۔۔۔ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یہ لیڈی سندرتا بڑی جابر قسم کی محترمہ ہیں کہنے لگیں کہ دنیا تو پہلے شادی کرتی ہے پھر ہنی مون مناتی ہے۔ ہم پہلے ہنی مون منائیں گے اس کے بعد پروگرام بنا تو شادی بھی کر لیں گے ۔۔۔۔ چنانچہ ہنی مون منانے یہاں آ گئے۔ ابھی صرف ہنی منایا تھا اور مون کا انتظار تھا کیونکہ تم جانتی ہو آج کل اندھیری راتیں ہیں۔ کہ رقیبان روسفید پہنچ گئے اور ہمیں گھیر کر یہاں لے آیا گیا" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

" آخر یہ تمہیں کیا مرض ہے۔ جہاں کسی لڑکی کو دیکھتے ہو۔ شادی شادی کی رٹ لگانا شروع کر دیتے ہو" ۔۔۔۔ جولیا کی بجائے لیڈی سندرتا نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اس مرض کو مرض عشق کہتے ہیں لیڈی سندرتا صاحبہ میں تو خیر اس مرض کے جراثیموں پر تجربات ہی کرتا رہتا ہوں۔ البتہ تنویر صاحب اس مرض کے ناقابل علاج مریض ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔۔۔ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ قائم مقام چیف کیا ہوتا ہے۔ اصل چیف کون ہے"۔۔۔۔ جولیا نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

"اصل چیف ان کے چچا مرحوم تھے۔ بے چارے بڑی خوبیوں کے مالک تھے لیکن......"۔۔۔۔ عمران نے رونی سی شکل بناتے ہوئے کہا۔

"تم پھر اس غدار کا ذکر کر رہے ہو۔ آئندہ اگر تمہاری زبان سے اس کا نام نکلا تو میں تمہیں گولی مار دوں گی۔ اور سنو۔ تم اپنے ساتھیوں سے باتیں کرو۔ میں ہیڈکوارٹر جا رہی ہوں۔۔۔۔ نئی صورت حال میں مجھے اعلیٰ سطح پر بات چیت کرنی ہو گی"۔۔۔۔ لیڈی سندرتا نے یک لخت کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر تم نے اکیلے بات کرنے کی کوشش کی تو یہ بات لکھ لو کہ تم بس ایجنٹ ہی رہ جاؤ گی چیف نہیں بن سکتیں۔ ہاں اگر تم میری منت سماجت کرو تو میں تمہیں مکمل چیف بنوا سکتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم کیسے بنوا سکتے ہو۔ تمہیں یہاں کون جانتا ہے"۔۔۔۔ لیڈی سندرتا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس جولیانا۔۔۔۔ یہاں فون تو ہو گا اور تمہیں صدر مملکت کے پرسنل سیکرٹری کا فون نمبر بھی معلوم ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔۔۔۔ مجھے معلوم ہے لیکن وہ شخص قابل اعتبار نہیں ہے۔ پہلے بھی اس کے ذریعے کوٹھی حاصل کی تو فوراً ہی دشمن ہم پر ٹوٹ پڑے" جولیا نے کہا۔

"وہ تو تمہارے حسن کی کشش تھی۔ دراصل یہاں کے لوگ خوبصورتی کے دیوانے ہیں جہاں انہیں خوب صورتی نظر آتی ہے ٹوٹ پڑتے ہیں۔ کم از کم میرے متعلق تو سب کا فیصلہ یہی ہے کہ خوب صورتی میرے قریب سے بھی نہیں گزری اس لئے تم فکر نہ کرو۔ نمبر بتاؤ"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور جولیا نے ہنستے ہوئے پرسنل سیکرٹری کا نمبر بتا دیا۔ عمران نے صفدر کو فون اٹھا لانے کا اشارہ کیا۔ اور صفدر نے اٹھ کر ایک طرف تپائی پر رکھا ہوا ٹیلی فون اٹھا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔۔۔۔ لیڈی سندرتا بھی واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔۔۔۔ پرسنل سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"میں چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس ایکسٹو کا بااختیار ایجنٹ بول رہا ہوں۔ علی عمران۔ صدر مملکت سے بات کرائیں۔ اٹ از ایمرجنسی" عمران کا لہجہ اس قدر سنجیدہ اور باوقار تھا کہ لیڈی سندرتا چونک کر عمران کی شکل دیکھنے لگی۔۔۔۔ وہ شاید تصور بھی نہ کر سکتی تھی کہ عمران کا لہجہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔ ہولڈ آن کریں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے چند

لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"ہیلو عمران صاحب ـــــ صدر صاحب سے بات کیجئے"

چند لمحوں بعد پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ـــــ پریذیڈنٹ آف شری ٹنکا سپیکنگ" ـــــ دوسرے لمحے ایک بھاری مگر انتہائی باوقار آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب ـــــ آپ سے ایک خاص صورتحال پر تفصیلی بات کرنی ہے۔ آپ کے ملک کی سیکرٹ سروس کے متعلق۔ اگر آپ وقت دیں" ـــــ عمران نے کہا۔

"میں سمجھ گیا ـــــ آپ ابھی آجائیں۔ میں سیکورٹی کو اطلاع کر دوں گا" ـــــ دوسری طرف سے صدر مملکت نے نرم لہجے میں کہا۔

"او۔ کے ـــــ تھینک یو ـــــ میں آدھے گھنٹے بعد حاضر ہو جاؤں گا" عمران نے کہا۔

اور پھر دوسری طرف سے گڈ بائی سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کمال ہے۔ صدر مملکت تو کسی کو گھاس بھی نہیں ڈالتے۔ تمہیں انہوں نے فوراً بلا لیا" ـــــ لیڈی سندرتا کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"تمہارے ساتھ رہنے سے ہی نقصان ہوا ہے کہ لوگ اب گھاس ڈالنے لگے ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور لیڈی سندرتا بے اختیار ہنس پڑی۔

"اب تم صدر مملکت سے کیا بات کرو گے" ـــــ لیڈی سندرتا نے پوچھا۔

"تم اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچو۔ اور بطور چیف سیکرٹ سروس اپنی اپائنٹمنٹ

کا انتظار کرو۔ اپائنٹمنٹ کے بعد ظاہر ہے۔ تم اپنے مرحوم انکل کی جاگیر میں پہنچ جاؤ گی۔ مس جولیا وہاں تم سے کنٹکٹ کر لیں گی۔ اس کے بعد لیڈیز جانیں اور سالومن تنظیم ـــــ باقی ہم مردوں کا کیا ہے۔ جہاں آپ دونوں کا جی چاہے جھونک دینا" ـــــ عمران نے آخری الفاظ بڑے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فکر نہ کرو۔ تمہیں بھاڑ میں جھونکوں گی" ـــــ لیڈی سندرتا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"اچھا تو تمہاری زبان میں بھاڑ آغوش کو کہتے ہیں تو واہ واہ تنویر خوش ہو جاؤ۔ مراد بر آرہی ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

اور اس بار تنویر ناراض ہونے کی بجائے مسکرا دیا۔

لیڈی سندرتا نے جولیا سے مصافحہ کیا اور باقی کو ہیلو ہیلو کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ صفدر اٹھ کر اس کے ساتھ باہر چلا گیا۔ تاکہ اس کی کار کے جانے کے بعد پھاٹک بند کر آئے۔

"یہ سارا چکر کیا ہے۔ مجھے تفصیل سے بتاؤ ورنہ میں ایکسٹو کی پرواہ کئے بغیر تمہاری کھوپڑی جوتیوں سے پلپلی کر دوں گی" ـــــ جولیا نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"اور جس کی جوتی ہی پلپلی ہو اس کی کھوپڑی کہاں جائے۔ بہرحال میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ کیونکہ میں شری ٹنکا کے صدر سے مل کر شری ٹنکا سیکرٹ سروس کو کارنر کر دینا چاہتا ہوں ـــــ اس لئے مختصر طور پر بتا دیتا ہوں" ـــــ عمران نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے اپنے اغوا سے لے کر کرنل باشمورے کے قتل اور پھر

لیڈی سنندرتا کے فرار سے لے کر ہیڈ کوارٹر تک اس کے پہنچنے اور اس کے بعد وہاں سالومن تنظیم کے ریڈ سے لے کر صفدر اور کیپٹن شکیل سے ملاقات تک کی تمام صورت حال مختصر طور پر بتادی۔

"اوہ ——— تو اس طرح تم لیڈی سنندرتا کے ساتھ پھر رہے تھے"۔ جولیا کا چہرہ جس پر اب تک سنجیدگی کے بادل چھائے جارہے تھے یک لخت کھل اٹھا۔

"تو تمہارا کیا خیال تھا کہ میں تنویر کے حق میں دستبردار ہوجاؤں گا۔ ایسا ہونا ناممکن ہے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور اس سے پہلے کہ جولیا عمران کی بات سمجھتی سارے ممبران قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"تمہارے ساتھ بیٹھنا وقت ضائع کرنا ہے۔ میں آرام کرنے جارہا ہوں" ——— تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"بہت بہت شکریہ ——— واقعی تم گریٹ آدمی ہو جو اس طرح اصل حقدار کے حق میں دستبردار ہو رہے ہو" ——— عمران نے کہا۔

"یوشٹ اپ ——— میں تمہیں ٹال رہا ہوں اور تم سر پر چڑھتے آرہے ہو" ——— تنویر نے یک لخت مڑ کر بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا تھا۔

"تنویر ——— ہزار دفعہ تمہیں سمجھایا ہے کہ عمران کے مذاق پر غصے نہ ہوا کرو۔ اس کی تو عادت ہے تم خواہ مخواہ اپنا خون جلائے رہتے ہو" صفدر نے جو باہر سے آکر کمرے میں داخل ہو رہا تھا تنویر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تم اسے کھونٹے سے باندھ رکھا کرو۔ ورنہ کسی روز واقعی گولی مار دوں گا" ——— تنویر نے انتہائی جلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر تیزی سے باہر نکل گیا۔

"عمران صاحب۔ آپ ہی اس غریب کو بخش دیا کریں"۔ صفدر نے اندر آتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"اس کا نام تنویر ہے غریب نہیں ہے جناب ——— دفتر اداہ سوری کم تر ارے کمال ہے۔ اب یادداشت بھی کہیں سے خریدنی پڑے گی" عمران نے جھنجلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور صفدر مسکراتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔

"عمران صاحب ——— ہم آئندہ کا پروگرام بنا رہے تھے۔ ہم نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ زیر زمین دنیا کو ٹٹولا جائے اور وہاں سے سالومن تنظیم کے متعلق معلومات حاصل کر کے ان کے خلاف لائن آف ایکشن بنائی جائے۔ آپ کا کیا خیال ہے" ——— کیپٹن شکیل نے موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ یہ زیر زمین دنیا موٹی ہے یا پتلی" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"موٹی اور پتلی ——— کیا مطلب" ——— کیپٹن شکیل واقعی عمران کی بات نہ سمجھ سکا تھا۔ اس لئے چونک پڑا۔

"یار ایک تو یہ مطلب میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ میرا خیال ہے مجھے مطلب بیچنے کی دکان کھول لینی چاہیئے۔ کم از کم آمدنی کا ذریعہ تو بن جائے گا" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا ـــــ آپ ضرور کان کھول لیں لیکن یہ موٹی پتلی کا کیا چکر ہے"
کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بھئی اگر زیر زمین دنیا موٹی ہے تو تم اُسے جیسے ہی ٹٹولنا شروع کرو گے اُسے گدگدی ہوگی اور وہ ہنسنا شروع کر دے گی۔ اور جو ہنسی وہ پھنسی۔ اور اگر وہ پتلی ہے تو تم نے جیسے ہی ٹٹولا ایک زوردار جھاپڑ پڑے گا اور سالومن تنظیم کی بجائے تمہاری اپنی بتیسی ہی باہر آ پڑے گی"
عمران نے بڑے پُرخلوص انداز میں وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

اور کیپٹن شکیل تو کھسیانی ہنسی ہنس کر ہی رہ گیا۔ جب کہ باقی ممبران کے حلق سے نکلنے والے قہقہوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

"اچھا تم ہنستے رہو۔ تب تک میں صدر مملکت سے مل کر آجاؤں۔ اور ہاں ٹٹولو ضرور لیکن ذرا موٹی پتلی کا خیال رکھنا" ـــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
لیکن دروازے تک پہنچ کر وہ رکا اور پھر واپس مڑ آیا۔

"ایک کار کی چابی تو دے دو۔ اب بھلا صدر مملکت کیا کہیں گے کہ ایکسٹو جیسی شخصیت کا ایجنٹ اور ٹیکسی میں آیا اور کرایہ بھی نہیں دے سکتا" ـــــ عمران نے مسمسے سے لہجے میں کہا۔

"صفدر ـــــ اسے چابی دے دو۔ کم از کم اس نے آج ایکسٹو کو بڑی شخصیت تو تسلیم کر ہی لیا ہے" ـــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو تمہیں بھی بڑی شخصیت تسلیم کرنے پر تیار ہوں۔ لیکن پہلے مولوی اور گواہوں کا تو بندوبست کر لو" ـــــ عمران نے صفدر کے ہاتھ سے چابی لے کر دروازے کی طرف دوڑ لگاتے ہوئے کہا۔ اور

جولیا کا ہاتھ جوتی کی طرف بڑھتے ہی رہ گیا۔

ہال کی
تمام

کیفے ڈریگون شہر سے ذرا ہٹ کر ایک ویران سی سڑک پر واقع تھا۔ لیکن دور ہونے اور ویران سڑک پر واقع ہونے کے باوجود وہ اس وقت شہر کا سب سے مشہور کیفے تھا ـــــ لیکن یہ مشہوری زیادہ تر زیر زمین دنیا کے افراد میں تھی۔ ورنہ کوئی شریف آدمی تو کیفے ڈریگون کا نام سننا بھی گوارا نہ کرتا تھا۔ سارے شہر کو معلوم تھا۔ کہ کیفے ڈریگون میں کھلے عام شراب اور جوا چلتا ہے ـــــ دیکھتے دیکھتے آدمیوں کو قتل کر دیا جاتا ہے۔ ان کی لاشوں کے ٹکڑے اڑا دیئے جاتے ہیں لیکن پولیس ادھر کا رخ نہیں کرتی۔ کیونکہ کیفے ڈریگون کا مالک شاکانہ شری ٹنکا کے لئے دہشت کا روپ دھارے ہوئے تھا۔ اس کی تنظیم شاکانہ گروپ کہلاتی تھی ـــــ اس تنظیم میں شری ٹنکا کے سکہ بند بدمعاش اور قاتل شامل تھے۔ جو بڑے دھڑلے سے

اچھا اچھا
کیپٹن ریز پر کسی کو گولیوں سے چھلنی کر دینے سے ذرا بھی نہ ہچکچاتے تھے۔
ویسے شاکانہ بھی انتہائی ہٹہ کٹہ واقع ہوا تھا —— اس کا سڈول جسم کسی بھینسے کی طرح طاقتور تھا۔ لڑائی بھڑائی کے فن میں وہ طاق تھا۔ آج تک بڑے سے بڑا جیالا اس کے سامنے دو لمحوں سے زیادہ نہ ٹھہر سکا تھا —— اس کی شکل ہی اتنی خوف ناک تھی کہ اچھے اچھے مضبوط دل والے اس کی شکل دیکھتے ہی خوف زدہ ہو جاتے تھے۔
پورا چہرہ زخموں کے آڑھے ترچھے نشانات سے بھرا ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کیفے ڈریگن کو زیر زمین دنیا کے افراد ارضی جنت کہتے تھے۔ جہاں کوئی لڑائی جھگڑا نہ ہوتا تھا —— اور کچھ بھی کر لو وہاں مداخلت کرنے والا کوئی نہ تھا۔

شاکانہ کی رہائش اور دفتر کیفے کی اوپر والی منزل میں تھا اس نے اپنے دفتر اور رہائشی کمرے میں شارٹ سرکٹ ٹیلی وژن لگوایا ہوا تھا —— جس کی مدد سے وہ کیفے اور کیفے کے باہر کے حالات وہیں بیٹھے بیٹھے چیک کرتا رہتا تھا۔ شاکانہ گروپ کے افراد مستقل طور پر کیفے کی عمارت کے گرد چھپے ہوئے پہرہ دیتے رہتے تھے تاکہ کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں وہ ایک اشارے پر حرکت میں آجائیں۔
ویسے بھی ہال کے اندر کاؤنٹرمین اور ویٹرز سب کے سب چھٹے ہوئے بدمعاش تھے —— اس لئے وہ بڑے مطمئن انداز میں اپنے دفتر میں بیٹھا ایک لحاظ سے پورے شری ٹنکا پر حکومت کرتا رہتا تھا۔ سالومن تنظیم اسی کے بل پر چل رہی تھی۔
کیفے کا ہال عورتوں اور مردوں سے بھرا ہوا تھا۔ کوئی ایک میز بھی

خالی نہ تھی۔ ہر قسم کے نشے کے آزادانہ استعمال کی وجہ سے ہال کی فضا تک نشے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ سائیڈ میں جوا خانہ تھا جہاں کھلے عام جوا کھیلا جاتا رہتا تھا۔
سفید رنگ کی کار کیفے کے کمپاؤنڈ میں آکر رکی تو برآمدے میں کھڑا ہوا ایک مسلح نوجوان اُسے دیکھ کر چونک پڑا۔ اس نے فوراً ہی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن دبا دیا۔
"ہیلو ہیلو نمبر سکسٹین سپیکنگ ایک سفید رنگ کی کار کمپاؤنڈ میں رکی ہے۔ اس میں ایک مقامی لڑکی اور ایک غیر ملکی نوجوان ہے۔ دونوں اجنبی ہیں۔ ہر شخص ہوشیار رہے" —— اس نوجوان نے تیز تیز لہجے میں کہا اور پھر ٹرانسمیٹر بند کر کے جیب میں ڈال لیا۔ اور ٹہلتا ہوا کار کی طرف بڑھا۔ جس میں سے ابھی کوئی باہر نہ نکلا تھا۔
"دیکھو عمران —— یہ شری ٹنکا کی سب سے خطرناک جگہ ہے۔ اگر انہیں ذرا بھی شک پڑ گیا تو ہمارے جسم ایک لمحے میں گولیوں سے چھلنی ہو جائیں گے" —— کار کی سٹیرنگ پر بیٹھی ہوئی لیڈی سندرتا نے کار رکتے ہی ساتھ بیٹھے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
"کمال ہے —— تم سیکرٹ سروس کی چیف بن کر بھی ان معمولی سے غنڈوں سے ڈرتی ہو۔ میں نے خواہ مخواہ صدر مملکت سے سفارش کی۔ اس سے تو بہتر تھا کہ میں جولیا کو چیف بنوا دیتا۔ جولیا تو بڑے بڑے رستم خان سے نہیں ڈرتی" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تم مجھے جولیا کے مقابلے میں بزدل سمجھ رہے ہو۔ اچھا ٹھیک ہے اب دیکھنا میں کیا کر سکتی ہوں۔ میرا نام لیڈی سندرتا ہے لیڈی سندرتا"۔۔۔۔ عمران کی توقع کے عین مطابق لیڈی سندرتا جولیا کی تعریف سن کر جل اٹھی۔ اور پھر وہ دروازہ کھول کر ایک جھٹکے سے باہر نکل گئی۔ عمران بھی مسکراتا ہوا باہر آ گیا۔

"آپ لوگ یہاں اجنبی ہیں ۔۔۔ کیا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ برآمدے سے نکل کر ان کی کار کی طرف آنے والے نوجوان نے قریب پہنچ کر بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔ یہ نمبر سکسٹین تھا جس نے ان کی آمد کی اطلاع دی تھی۔

"ہم یہاں ہنی مون منانے آئے ہیں۔ دوست۔ بڑی تعریف سنی ہے اس کیفے کی۔۔۔ سنا ہے یہ خالی پڑا رہتا ہے"۔۔۔۔ لیڈی سندرتا سے پہلے عمران بول پڑا۔ اور عادت کے مطابق اس کے چہرے پر حماقتوں کے سارے رنگ ابھر آئے تھے۔

"ہنی مون اور یہاں۔۔۔۔ میرا خیال ہے آپ لوگوں کے دماغ کے پرزے ڈھیلے ہیں۔ آپ لوگ فوراً یہاں سے چلے جائیں۔ یہ آپ لوگوں کے قابل جگہ نہیں ہے"۔۔۔۔ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"قابل نہیں ہے تو قابل بن جائے گی۔ میرا نام لیڈی سندرتا ہے لیڈی سندرتا۔۔۔۔ کبھی سنا ہے یہ نام"۔۔۔۔ لیڈی سندرتا نے جھنجلاتے ہوئے انداز میں کہا۔ اور پھر تیزی سے اندرونی گیٹ کی طرف بڑھنے لگی۔

"دیکھا دوست۔ کتنی زبردست بیگم ہے۔ اب تم خود ہی سوچو ایسی بیگم کے ساتھ ہنی مون کیفے ڈریگون میں ہی منایا جا سکتا ہے"
عمران نے نوجوان کو آنکھ مارتے ہوئے شرارتی سے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ نوجوان جواب میں کچھ کہتا عمران نے لیڈی سندرتا کے پیچھے واقعی دوڑ لگا دی۔

نوجوان جلدی سے دو قدم آگے بڑھا اور اس نے دوبارہ ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا ایک اور بٹن دبا دیا۔

"یس۔۔۔۔ شاکانہ سپیکنگ اوور"۔۔۔۔ فوراً ہی دوسری طرف سے کرخت آواز ابھری۔

"نمبر سکسٹین بول رہا ہوں جناب۔۔۔۔ ابھی ابھی کیفے کے سامنے ایک کار رکی ہے۔ میں نے سب کو ہوشیار کر دیا ہے۔ لیکن اب پتہ چلا ہے جناب کہ کار سے نکلنے والی عورت لیڈی سندرتا ہے۔ جناب اس لئے میں نے سوچا آپ کو براہِ راست اطلاع کر دوں اوور"
نمبر سکسٹین نے جواب دیا۔

"لیڈی سندرتا۔۔۔۔ وہ سیکرٹ ایجنٹ۔۔۔۔ کرنل باشمور کی بھتیجی۔ تم اُسی کا کہہ رہے ہو ناں، اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے شاکانہ کی چونکی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔۔۔۔ اس کے ساتھ ایک غیر ملکی ایشائی نوجوان ہے۔ احمق سا آدمی نظر آتا ہے اوور"۔۔۔۔ نمبر سکسٹین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں انہیں دیکھ لوں گا۔ تم باہر کی نگرانی کرو اوور اینڈ

آل —— دوسری طرف سے شاکانہ کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ارے —— تم نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ تم آخر یہاں آئے کیوں ہو" —— دروازے پر پہنچتے ہی لیڈی سندرتا نے یک لخت ٹھٹھک کر پوچھا۔

"بتایا تو ہے کہ ہنی مون منانے آئے ہیں۔ اور ظاہر ہے ہنی مون کا مطلب سب سے زیادہ عورتوں کی ہی سمجھ میں آتا ہے۔ مرد بیچارے پر تو خرچے کا بوجھ اتنا ہوتا ہے کہ ہنی زہر اور مون دن کو نظر آنے والے تارے میں بدل جاتا ہے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی دونوں دروازہ کراس کر کے ہال میں داخل ہو گئے۔

ہال غنڈوں اور آبرو باختہ عورتوں سے بھرا ہوا تھا۔ منشیات کے دھوئیں سے فضا مسموم ہو رہی تھی۔

"ارے واہ —— بڑی خوب صورت چیز آئی ہے۔ واہ جان من۔ تم اب تک کہاں چھپی رہی تھی" —— ان کے اندر داخل ہوتے ہی ایک لمبے تڑنگے سے نوجوان نے جو شکل و صورت سے ہی غنڈہ نظر آ رہا تھا۔ اچانک کرسی سے اٹھ کر لیڈی سندرتا کی طرف بڑھتے ہوئے کہا —— اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی۔ اور وہ نشے کی زیادتی سے لڑکھڑا رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ لیڈی سندرتا سے یہیں ہال ہی میں لپٹ پڑے گا۔

"اوہ —— میرے شہزادے تم یہاں ہو۔ میں تمہیں پوری دنیا میں

ڈھونڈھتی پھر رہی تھی" —— عمران کی توقع کے خلاف لیڈی سندرتا نے انتہائی میٹھے لہجے میں جواب دیا۔ اور ساتھ ہی فوراً آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شراب کی بوتل اس سے لے لی۔

ہال میں موجود ہر شخص بڑی دلچسپ بھری نظروں سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ لیڈی سندرتا کی بات سن کر اس نوجوان کا چہرہ یک لخت کھل اٹھا۔

"اچھا —— تو میں آگیا ہوں۔ راکش سے اچھا عاشق تمہیں پوری دنیا میں نہیں ملے گا" —— نوجوان جس کا نام شاید راکش تھا نے اور زیادہ ریشہ خطمی ہوتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے لیڈی سندرتا کا وہ ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا جس میں اس نے بوتل تھام رکھی تھی۔ اور بوتل پوری قوت سے راکش کے سر پر پڑی اور دھماکے کے ساتھ ساتھ راکش کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ لڑکھڑا کر نیچے فرش پر گر گیا —— اس کے سر سے بے تحاشا خون نکلنے لگ گیا تھا۔ وہ ایک دو لمحوں کے لئے تڑپا اور پھر اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہو گئے۔

"ہوں —— بڑا آیا عاشق" —— لیڈی سندرتا نے بڑے حقارت بھرے انداز میں کہا۔ اور بوتل اس کے بے ہوش جسم پر پھینک کر یوں کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی جیسے کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔

ہال میں ایک لمحے کے لئے گہرا سکوت طاری ہو گیا۔ کیفے ڈریگون کے لئے شاید یہ انوکھا واقعہ تھا۔ اس لئے ہر شخص دم بخود تھا۔

اسی لمحے ایک غنڈہ نما ویٹر تیزی سے آگے بڑھا۔ اس کی

بڑی بڑی مونچھیں پھڑک رہی تھیں۔

"تمہیں کیفے میں جھگڑا کرنے کی جرأت کیسے ہوئی کتیا"۔۔۔۔ ویٹر نے شعلہ بار لہجے میں کہا۔

"ارے مسٹر مونچھ دار صاحب۔۔۔۔ ذرا آہستہ بات کرو مجھے اختلاج قلب کی بیماری ہے۔ تمہاری گدھے جیسی آواز سن کر میرا دل دھڑکنے لگتا ہے"۔۔۔۔ اچانک عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

کیونکہ ویٹر جس طرف سے لیڈی سندرتا کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ادھر سے عمران اس کے قریب تھا۔

"تمہاری یہ جرأت۔۔۔۔ مچھر کی اولاد"۔۔۔۔ ویٹر یک لخت اس کی طرف گھوما اور ساتھ ہی اس نے عمران پر ہاتھ چھوڑ دیا۔ مگر دوسرے لمحے وہ یوں چیختا ہوا اچھل کر ساتھ والی میز پر جا گرا جیسے اسے ہزاروں وولٹیج کا کرنٹ لگ گیا ہو۔۔۔۔ اور میز پر بیٹھی ہوئی دو عورتیں بری طرح چیخنے لگیں۔ ہال میں موجود ہر شخص یک لخت اٹھ کھڑا ہوا۔ ان سب کے چہرے زرد پڑ گئے تھے۔ اور انہیں عمران کی موت اب قطعاً یقینی نظر آنے لگی تھی۔

"واہ کیا خوب صورت انداز ہے"۔۔۔۔ لیڈی سندرتا نے ویٹر کو اس طرح اچھل کر گرتے دیکھ کر بڑے تحسین بھرے انداز میں عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔۔۔۔ یہ آپ کا حسن ظن بلکہ حسن لیڈی سندرتا۔ ارے سندرتا تو خود حسن کو کہتے ہیں۔ بہرحال شکریہ"۔۔۔۔ عمران نے یوں بوکھلائے ہوئے انداز میں سینے پر ہاتھ رکھ کر خالص لکھنوی

انداز میں جھکتے ہوئے کہا۔ جیسے اسے اظہار تشکر کے لئے کوئی فقرہ سمجھ میں نہ آ رہا ہو۔

"یہ کیا ہو رہا ہے"۔۔۔۔ اچانک کاؤنٹر کے ساتھ موجود راہداری میں سے ایک دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"شکریہ ادا کیا جا رہا ہے۔ تمہیں کوئی اعتراض ہے" عمران نے چہک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں میرے کیفے میں جھگڑا کرنے کی جرأت کیسے ہوئی۔ جانتے ہو یہ شاکانہ کا کیفے ہے"۔۔۔۔ راہداری سے برآمد ہونے والے بھینسے جیسے مضبوط جسم کے مالک نے پہلے سے بھی زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔ ہال پر اب موت جیسی خاموشی طاری تھی۔ میز پر گرنے والا ویٹر بھی خاموش کھڑا تھا۔

"شاہ کانہ۔۔۔۔ یعنی ایسا بادشاہ جو کانا ہو۔ واہ۔ کیا خوب صورت نام ہے۔ لیکن تم کانے تو نہیں ہو۔ اچھا اچھا میں سمجھ گیا۔ تمہارے آباؤ اجداد میں سے کوئی کانا ہو گا۔۔۔۔ اور تم نے اس لئے اسے لقب بنا لیا۔ اچھا ہے۔ بہت اچھا ہے۔ میرا خیال ہے۔ تمہارا کانا بھنگیوں کا بادشاہ ہی ہو گا۔ کیونکہ شکل و صورت سے مجھے تم بالکل بھنگی۔ چمار۔ ہی نظر آ رہے ہو"۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"ہوں۔۔۔۔ تو تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔ شاکانہ کا۔ میں شاید پہلے تمہیں اجنبی سمجھ کر معاف کر دیتا۔ لیکن اب تم نے اپنی موت کو آواز دے دی ہے۔ اسے گولی مار دو۔ اس کی ہڈیاں توڑ دو" شاکانہ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ان الفاظ کے

کہتے ہی ہال میں موجود دس بارہ ویٹروں نے یک لخت ریوالور نکال لئے۔

"رک جاؤ ——— میرا نام لیڈی سندرتا ہے اور میں سیکرٹ سروس کی چیف ہوں" ——— ویٹروں کے ریوالور نکالتے ہی لیڈی سندرتا نے چیختے ہوئے کہا۔

"تم چاہے صدر کیوں نہ ہو اب اس احمق کو موت سے کوئی نہیں بچا سکتا" ——— شاکانہ نے پہلے سے بھی زیادہ غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے سنا تھا کہ جو شخص بزدل ہو۔ خود نہ لڑ سکتا ہو۔ وہ لڑنے کے لئے کرایہ کے آدمی رکھ لیتا ہے۔ آج میں نے دیکھ لیا کہ بزدلوں کی شکل کیسی ہوتی ہے ——— واقعی بڑے بدصورت ہوتے ہیں بزدل" عمران نے بڑے حقارت آمیز لہجے میں شاکانہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ دراصل جان بوجھ کر شاکانہ کو اشتعال دلانا چاہتا تھا۔

"تمہاری یہ جرأت کہ تم شاکانہ کو براہِ راست چیلنج کرو۔ میں خود تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا" ——— عمران کی توقع کے عین مطابق شاکانہ غصے کی شدت سے اس بُری طرح چیخا کہ اس کے آخری الفاظ اس کے حلق سے نکلنے والی کھانسی میں دب گئے۔

"لیڈی سندرتا۔ سنا تم نے۔ یہ بھیڑ کا بچہ بھی لڑنا جانتا ہے۔ ذرا شکل دیکھی ہے اس کی" ——— عمران نے اُسے اور اشتعال دلاتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے شاکانہ بُری طرح ڈکارتا ہوا راہداری کے سرے

سے نکل کر ہال میں آگیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بُری طرح مسخ ہو گیا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے تھے۔

"عمران ——— یہ شری ٹنکا کا سب سے خطرناک شخص ہے میرے خیال میں ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیئے" ——— لیڈی سندرتا نے یک لخت خوف زدہ انداز میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"یہ شری ٹنکا کا خطرناک شخص ہے۔ پھر تو یہ شری ٹنکا نہیں بلکہ بزدل ٹنکا ہو گیا ہے۔ یہ لڑے گا۔ ارے اس سے زیادہ بہادر تو ہمارے ملک کی عورتیں ہوتی ہیں۔ یہ تو مجھے کوئی مخنث نسل کا لگ رہا ہے" عمران نے اور زیادہ اونچی آواز میں کہا۔ اور اس کے اس فقرے نے جلتی پہ تیل کا کام کیا ——— شاکانہ یک لخت چیختا ہوا اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے انتہائی مہارت سے عمران کے سینے پر فلائنگ کک مارنی چاہی۔

"ارے ارے ——— مداری کا تماشہ دکھانا چاہتے ہو۔ تو بھائی ٹکٹ تو بیچ لو۔ مفت میں دکھاؤ گے" ——— عمران نے بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ یک لخت گھوما۔ اور شاکانہ کے اڑتے ہوئے جسم کے نچلے حصے کو تھپکی سی لگی اور دوسرے لمحے شاکانہ قلابازیاں کھاتا ہوا سیدھا کاؤنٹر پہ ایک زوردار دھماکے سے جا گرا ——— کاؤنٹر کے ٹوٹنے کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی شاکانہ کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکل گئی۔

لیڈی سندرتا بڑے حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگی۔ اُسے شاید اس عجیب و غریب داؤ کی سمجھ ہی نہ آئی تھی۔

"تچ — تچ — خواہ مخواہ اتنا قیمتی کاؤنٹر توڑ دیا تم نے یار۔ پیسے زیادہ ہیں تو کسی کو خیرات کر دو" — عمران نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔ اس کے چہرے پر اس وقت بے پناہ معصومیت تھی۔ ہال میں موجود ہر شخص کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے — شاید انہیں شاکانہ کے اس طرح گرنے کی خواب میں بھی توقع نہ تھی۔ لیکن اب انہیں کیا معلوم تھا کہ شاکانہ لاکھ لڑاکا سہی۔ لیکن اس کی بدقسمتی تھی کہ اس کے مقابلے میں عمران تھا۔

شاکانہ اچھل کر ٹوٹے ہوئے کاؤنٹر سے باہر نکلا۔ اس کی آنکھیں سکڑ گئی تھیں۔ جیسے اب وہ اندھا دھند حملہ کرنے کی بجائے سوچ سمجھ کر دوسرا حملہ کرنا چاہتا ہو — ادھر عمران یوں اطمینان سے کھڑا تھا۔ جیسے وہ لڑنے کی بجائے کوئی تاریخی عجائب گھر دیکھنے آیا ہو۔

"یار ہال کو تم نے خوب صورتی سے نہیں سجایا۔ بڑے بدصورت دھبے نظر آ رہے ہیں مجھے دیواروں پر" — عمران نے ادھر ادھر ہال کی دیواروں کو دیکھتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ابھی تمہاری لاش اس ہال کی دیوار سے لٹکاؤں گا" — شاکانہ نے جواب میں چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا عمران کی طرف آیا۔

"لاش — ارے باپ رے — یہ تم کیسی خوف ناک باتیں کر رہے ہو" — عمران کے چہرے پر شدید خوف کے آثار ابھر آئے۔ اور عین اسی لمحے شاکانہ ایک بار پھر بڑے خطرناک انداز میں عمران پر حملہ آور ہوا۔ اس بار اس نے دوسرا داؤ استعمال کیا تھا۔ وہ براہِ راست

عمران پر حملہ کرنے کی بجائے بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا عمران کی سائیڈ میں آیا اور اس کی کہنی کسی تلوار کی طرح عمران کی پسلیوں سے ٹکرانے کے لئے آگے بڑھی — عمران یک لخت بالکل اسی انداز میں جھکا جیسے لکھنوی انداز میں تسلیمات بجا لا رہا ہو۔ اس طرح جھکنے سے اس کا سینہ اور پسلیاں چند انچ دور ہو گئیں۔ اور وہ کہنی کی خوفناک رگڑ سے محفوظ ہو گیا — اور شاکانہ کا یہ خوف ناک داؤ خالی چلا گیا۔ لیکن جھکتے ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے شاکانہ بُری طرح چیختا ہوا پوری قوت سے ہال کی پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ عمران نے اس کی کلائی پکڑ کر زوردار جھٹکا دیا تھا — اور اس کے یک لخت گھوم جانے کی وجہ سے شاکانہ اڑتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا تھا۔

"ارے ارے تم خود دیوار سے لٹکنا چاہتے ہو۔ ارے یار اس طرح تو دیوار اور بھی زیادہ بدصورت ہو جائے گی" — عمران نے گھوم کر سیدھے ہوتے ہی بڑے معصوم سے انداز میں کہا۔

اور ہال میں موجود ہر شخص کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ اور اب تو بے شمار چہروں پر عمران کے لئے تحسین کے آثار بھی نمایاں ہو گئے تھے — لیڈی سندرتا بھی ایک طرف کھڑی بڑی حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔ اُسے شاید یقین نہ آ رہا تھا۔ کہ یہ بظاہر احمق سا آدمی شاکانہ کو اس طرح تگنی کا ناچ بھی نچا سکتا ہے۔

شاکانہ ایک زوردار دھماکے سے دیوار سے ٹکرایا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ اچھل کر عمران کی طرف آیا جیسے گیند دیوار سے ٹکرا کر پہلے سے

زیادہ تیز رفتاری سے واپس آتی ہے۔ لیکن دوسرے لمحے عمران کی لات اٹھی اور شاکانہ ایک بار پھر چیختا ہوا ہوا میں بلند ہوا۔ اور اس کے بعد زوردار دھماکے سے پشت کے بل فرش پر گر گیا۔

"ارے ارے ـــــ اٹھو یار ـــــ اب اتنا بھی اخلاق کیا کہ آدمی سلام کرنے کے لئے فرش پر ہی لیٹ جائے" ـــــ عمران نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

اور شاکانہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک خنجر نظر آنے لگا۔ اس کا چہرہ تو ظاہر ہے پہلے سے زیادہ مسخ ہو چکا تھا ـــــ لیکن اب اس کی زبان بند تھی۔ شاید غصے کی شدت سے الفاظ ہی اس کے منہ سے نکلنا بند ہو گئے تھے۔

"واہ ـــــ کیا خوب صورت خنجر ہے ذرا دکھانا۔ تمہارے کانے بادشاہ کا ہوگا" ـــــ عمران نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے شاکانہ کا بازو حرکت میں آیا۔ اس نے بڑے خوف ناک انداز میں خنجر کو گھما کر عمران کے سینے میں پیوست کرنا چاہا تھا۔ لیکن عمران ایسے کھیل کھیلنا جانتا تھا ـــــ جیسے ہی شاکانہ کا خنجر عمران کے سینے کے قریب آیا عمران کا بڑھا ہوا ہاتھ تیزی سے مڑا اور خنجر زن کی آواز سے شاکانہ کے ہاتھ سے نکل کر فضا میں بلند ہوا اور دوسرے لمحے عمران نے اُسے پھرتی سے کیچ کر لیا۔

"واہ ـــــ واقعی بڑا شاندار خنجر ہے۔ ذرا دیکھنا لیڈی سندرتا"، عمران نے خنجر تھامتے ہی اُسے یوں اطمینان سے لیڈی سندرتا کی

طرف بڑھا دیا۔ جیسے واقعی وہ اس کی خوب صورتی کی داد لینا چاہتا ہو۔ اور شاکانہ خالی ہاتھ یوں کھڑا نظر آ رہا تھا جیسے اس نے عمران کو خنجر مارنے کی بجائے واقعی اُسے دیکھنے کے لئے دیا ہو ـــــ اب شاکانہ کی آنکھوں کے تاثرات بھی بدلنے لگ گئے تھے۔ شاید اُسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ اس عجیب و غریب نوجوان سے لڑائی میں کسی صورت نہیں جیت سکتا۔

"اس کا مطلب ہے تمہاری موت آ ہی گئی" ـــــ اچانک شاکانہ نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے بعد اس نے بجلی کی سی تیزی سے پاس موجود ایک ویٹر کے ہاتھ سے ریوالور جھپٹ لیا۔

"اچھا ـــــ واقعی" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"یہ ـــــ یہ مار دے گا" ـــــ ریوالور دیکھتے ہی لیڈی سندرتا نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ اس نے اپنے خنجر والے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور شاکانہ کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی۔ خنجر پوری قوت سے شاکانہ کے اس ہاتھ پر پڑا تھا جس میں وہ ریوالور پکڑ کر اُسے سیدھا کر رہا تھا ـــــ اور خنجر کی ضرب لگتے ہی ریوالور اچھل کر کاؤنٹر کی سائیڈ میں جا گرا۔

"بس بھئی ـــــ اب تماشا ختم" ـــــ اچانک عمران نے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ اپنی جگہ سے اچھلا اس کے جسم نے پلک جھپکنے میں قلابازی کھائی۔ اس کی دونوں ٹانگیں ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں شاکانہ کی گردن میں نظر آئیں ـــــ اس کے ساتھ ہی عمران کے

دونوں ہاتھ زمین پر لگے اور شاکانہ کا بھاری جسم یوں ایک جھٹکے سے فضا میں اچھلا جیسے کسی نے پوری قوت سے گیند کو اوپر اچھالا ہو۔ قلابازی کھاتے ہی عمران یک لخت سیدھا ہوا ——— اور دوسرے لمحے فضا میں سر کے بل اوپر کی طرف اٹھتا ہوا شاکانہ دھڑام سے عمران کے بالکل سامنے آیا اور پلک جھپکنے میں وہ عمران کے سینے سے لگا کھڑا تھا ——— اس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ جب کہ عمران کا ایک بازو اس کی گردن کے گرد اور دوسرا اس کے پیٹ کے گرد تھا۔ اس حیرت انگیز مظاہرہ میں زیادہ سے زیادہ دس یا بارہ سیکنڈ صرف ہوئے ہوں گے ——— اور ہال میں موجود ہر شخص کو یوں لگا جیسے شاکانہ خود ہوا میں اچھل کر عمران کے سینے سے آ لگا ہو۔

"دوستی کر لو تو فائدہ میں رہو گے ——— ورنہ ایک لمحے میں گردن توڑ دوں گا" ——— عمران نے شاکانہ کی گردن کے گرد موجود بازو کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"گگ ——— کک ——— کرتا ہوں ——— کرتا ہوں" ——— شاکانہ نے بڑبڑاتے ہوئے اور گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

"ارے شاکانہ کمال ہے ——— یہ تم ہو یار ——— تمہاری تو شکل ہی بدل گئی ہے۔ بھائی سچ پوچھو تو میں تمہیں پہچان ہی نہ سکا۔ اب قریب سے دیکھا تو پتہ چلا ——— ارے تم تو میرے پرانے یار ہو۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ جگری۔ بھیھڑی۔ معدی۔ وغیرہ وغیرہ" ——— عمران نے یک لخت شاکانہ کو گھما کر یوں سیدھا کر کے گلے سے لگا لیا جیسے مدتوں سے بچھڑے ہوئے دو دوست بڑے جوش و خروش سے گلے مل رہے

ہوں۔ اور شاکانہ بھی واقعی یوں ملنے لگا جیسے وہ بھی عمران کو اب پہچانا ہو۔

اور ہال میں موجود ہر شخص عمران اور شاکانہ کا یہ حیرت انگیز انداز دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ چند لمحے پہلے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے کس طرح اچانک گلے ملنے میں مصروف ہو گئے۔

"میں نے بھی تمہیں نہ پہچانا تھا۔ کمال ہے تم میں بھی اتنی تبدیلی آ گئی ہے" ——— شاکانہ نے بھی اپنی عزت کی خاطر اداکاری کرنا شروع کر دی۔ لیڈی سندرتا کی آنکھیں بھی یہ منظر دیکھ کر حیرت سے پھٹنے کے قریب آ گئیں۔

"یہ لیڈی سندرتا ہیں۔ یہاں میری میزبان۔ اور لیڈی سندرتا یہ تو میرا بچپن کا دوست ہے۔ ہم اکٹھے ہی گلیوں میں لوگوں کے کالروں میں پٹاخے ڈالا کرتے تھے ——— بس پٹاخے میں ڈالا کرتا تھا اور مار یہ کھایا کرتا تھا۔ کیوں یاد ہے ناں" ——— عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ اور شاکانہ کے پاس سوائے کھوکھلی ہنسی ہنسنے کے اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔

"اوہ ——— تم کیوں کھڑے ہو۔ جاؤ اپنا کام کرو۔ آؤ عمران میرے دفتر ——— وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ آئیے لیڈی صاحبہ" شاکانہ نے یک لخت ویٹروں کی طرف پلٹتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

اور ہال میں موجود ہر شخص کا چہرہ اس خوف ناک لڑائی کے اس عجیب و غریب انجام پر بے وقوف جیسا ہی بنا رہ گیا۔

شاکانہ عمران کا ہاتھ پکڑے اُسے تقریباً گھسیٹتا ہوا راہداری کی طرف لے کر بڑھا۔

"آؤ لیڈی سندرتا ___ اب شاکانہ کی میزبانی کا مزہ بھی چکھ لیں" ___ عمران نے لیڈی سندرتا کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

اور لیڈی سندرتا بھی ان کے ساتھ ہی راہداری کی طرف بڑھ گئی۔

شاکانہ کا دفتر بالائی منزل پر تھا۔ اور خاصا وسیع و عریض تھا۔ اُسے بہترین انداز میں سجایا گیا تھا۔ اس کمرے میں پہنچتے ہی شاکانہ نے عمران کا ہاتھ ایک جھٹکے سے چھوڑ دیا ___ اور تیزی سے میز کے پیچھے موجود اپنی کرسی کی طرف لپکا۔ اس نے میز کے کنارے پر موجود بٹنوں میں سے چند کو بڑی پھرتی سے دبایا۔ تو دفتر کے دروازے پر فولادی چادریں سی چڑھ گئیں ___ اور اس کے ساتھ ہی شاکانہ کے ہاتھوں میں ایک چھوٹی مگر جدید ساخت کی مشین گن آ گئی۔ یہ مشین گن شاید میز کے کنارے کے ساتھ رکھی ہوئی تھی۔

"ہاں اب بتاؤ کتیل کے بچے تم کیا چاہتے ہو۔ تم نے شاکانہ کو سب کے سامنے بے عزت کر کے اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے ہیں ___ اور یہ لڑکی۔ اس کو تو میں اس طرح روندوں گا۔ کہ یہ سسک سسک کر مرے گی" ___ شاکانہ کا لہجہ یک لخت بدل گیا۔ اس نے مشین گن کا رخ ان دونوں کی طرف کر دیا تھا۔

"کمال ہے ___ اتنی پرانی دوستی اور تم نے ایک لمحے میں طوطے

کی طرح آنکھیں بدل لیں اور ساتھ ہی اپنی والدہ کے متعلق بھی اعلانات کرنے شروع کر دیئے" ___ عمران نے بڑے ٹھنڈے اور اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی نظریں مشین گن کی نال پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے دونوں ہاتھ کوٹ کی سائیڈ جیبوں میں تھے ___ جب کہ لیڈی سندرتا کے چہرے پر یک لخت زردی چھا گئی تھی اور آنکھوں سے شدید خوف کے تاثرات جھلکنے لگے تھے۔

"اوہ ___ تو تم سمجھ رہے تھے کہ میں واقعی تم جیسے چوہوں کا دوست ہوں۔ میں تو صرف وقتی مصلحت کے تحت پہلو دھو گیا تھا" شاکانہ نے یک لخت بڑے غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر وحشیانہ انتقام کی جھلکیاں نمودار ہونے لگی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس پر اپنی شکست کا انتقام لینے کا خوف ناک دورہ پڑ رہا ہو ___ اس کی ٹریگر پر انگلی نے جیسے ہی حرکت کی ایک دھماکہ ہوا اور شاکانہ چیختا ہوا سائیڈ کے بل کرسی پر گرا جبکہ مشین گن اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گری ___ مشین گن کی نال درمیان سے ٹوٹ گئی تھی۔ اور عمران کے کوٹ کی جیب میں بننے والے سوراخ سے دھواں سا نکلنے لگا۔ گو اس نے گولی جیب کے اندر سے ہی چلائی تھی ___ لیکن اس کا نشانہ واقعی حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین تھا کہ گولی ٹھیک مشین گن کی نال پر پڑی تھی۔ اس طرح نال ٹوٹ کر نہ صرف مشین گن کو بیکار کر گئی بلکہ زوردار اور اچانک جھٹکا لگنے سے مشین گن بھی شاکانہ کے ہاتھوں سے نکل گئی۔

" بھئی کمال ہے ــــ اتنی کمزور اور ناکارہ مشین گن سے دوستی سنبھالنے چلے تھے " ــــ عمران کا ہاتھ باہر آیا تو ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا۔

اور دوسرے لمحے عمران نے جب شاکانہ کا ہاتھ تیزی سے میز کے کنارے لگے ہوئے بٹنوں کی طرف بڑھتے دیکھا تو وہ تیزی سے آگے بڑھا اور شاکانہ عمران کی زوردار لات کھا کر چیختا ہوا اچھلا اور میز پر گر کر سر کے بل لیڈی سندرتا کے سامنے فرش پر آگرا۔

" اب تم بتاؤ گے مسٹر شاکانہ کہ سالومن تنظیم کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ اور اس کی کیا تفصیلات ہیں " ــــ عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ اور سرد لہجے میں کہا۔

" اوہ ــــ تو یہ سالومن تنظیم کا ایجنٹ ہے " ــــ لیڈی سندرتا نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

" یہ اس کا نمبر ٹو ہے لیڈی سندرتا ــــ کنگ کوبرا کے بعد اس کی پوزیشن ہے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ آرام سے بتا دے گا۔ لیکن اس کی رگیں کچھ ضرورت سے ہی ٹیڑھی ہیں " ــــ عمران نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

مگر اسی لمحے شاکانہ زخمی سانپ کی طرح پلٹا اور دوسرے لمحے لیڈی سندرتا کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ شاکانہ نے بالکل اسی انداز میں لیڈی سندرتا کو چھاپ لیا تھا۔ جس طرح ہال میں عمران نے شاکانہ کو بے بس کیا تھا۔

" میں اس کی گردن توڑ دوں گا۔ ریوالور پھینک دو " ــــ شاکانہ

نے چیختے ہوئے کہا۔

" یہ خالی خولی لیڈی ہی نہیں ہے ــ سیکرٹ سروس کی چیف بھی ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ کم از کم یہ تمہارے جیسے غنڈے سے تو آسانی سے نمٹ سکتی ہو گی " ــــ عمران نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے عمران کی توقع کے عین مطابق لیڈی سندرتا نے انتہائی پھرتی اور مہارت سے دونوں کہنیاں موڑ کر پوری قوت سے شاکانہ کی پسلیوں میں ماریں اور ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے جھک گئی ــــ نتیجہ صاف ظاہر تھا۔ شاکانہ چیخ مار کر اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا اس کے سامنے نیچے فرش پر آگرا۔

" واہ ــــ بہت خوب ــــ واقعی لیڈی سندرتا اس سیٹ کے قابل تھی " ــــ عمران نے کہا۔

اور پھر تو لیڈی سندرتا واقعی آٹومیٹک مشین میں تبدیل ہو گئی۔ اس نے دونوں پیر جوڑ کر پوری قوت سے اٹھتے ہوئے شاکانہ کے پیٹ پر مارے ــــ اور ساتھ ہی وہ اچھل کر ہوا میں قلابازی کھا کر گھٹنوں کے بل شاکانہ کے سینے پر آگری۔ شاکانہ کے حلق سے جیسے چیخوں کا طوفان سا ابل پڑا۔ اس نے دونوں لاتیں موڑ کر لیڈی سندرتا کی پشت پر ضرب لگانے کی کوشش کی ــــ لیکن لیڈی سندرتا عمران کی توقع سے بھی زیادہ تیز نکلی۔ گھٹنوں کے بل گرتے ہی لیڈی سندرتا نے پوری قوت سے شاکانہ کی ناک پر سر کی زوردار ضرب لگائی اور قلابازی کھا کر اس کے سر کی طرف سیدھی کھڑی ہو گئی۔

"واہ ــــ اسے کہتے ہیں عورتوں کی بہادری" ــــ عمران اب بڑے اطمینان سے کھڑا کمنٹری کر رہا تھا۔

لیڈی سندرتا کے قلابازی کھاتے ہی شاکانہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہوا۔ لیکن لیڈی سندرتا تو واقعی بجلی کا روپ دھار چکی تھی ــــ اس سے پہلے کہ شاکانہ سنبھلتا لیڈی سندرتا نے اچھل کر اس کی گردن کے گرد ہاتھ ڈالا اور ساتھ ہی اپنے جسم کو موڑ کر وہ فرش کی طرف جھکتی چلی گئی۔ شاکانہ کا جسم الٹ کر پوری قوت سے میز کے کنارے سے ٹکرایا ــــ اور شاکانہ کے حلق سے زوردار چیخ نکلی۔ اور وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا۔ اور بری طرح تڑپنے لگا۔ وہ بار بار اٹھنے کی کوشش کرتا لیکن وہ اپنے آپ پر کنٹرول کھو چکا تھا۔

"ویل ڈن ــــ بھاری میز کے کنارے سے تم نے اچھا فائدہ اٹھایا ہے" ــــ عمران نے تحسین بھرے لہجے میں کہا۔

کیونکہ شاکانہ کے اس طرح پھڑکنے سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ الٹا کر میز کے کنارے سے زوردار انداز میں ٹکرانے کی وجہ سے اس کی ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ ٹوٹ گیا تھا۔ یا کم از کم کھسک ضرور گیا تھا ــــ یہی وجہ تھی کہ وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ پا رہا تھا۔ لیڈی سندرتا نے اچھل کر اس کی کنپٹی پر ضرب لگائی تو بے طرح پھڑکتا ہوا شاکانہ یک لخت بے حس و حرکت ہو گیا۔

"بس بس اتنا ہی کافی ہے۔ یہ مر گیا تو پھر شاکانہ کی بجائے ذقیرانہ ڈھونڈھنا پڑے گا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے ہاتھ

اٹھا کر لیڈی سندرتا کو منع کیا جو وحشت کے عالم میں شاکانہ کے بے حس و حرکت جسم پر مسلسل ضربات لگائے چلی جا رہی تھی۔ عمران کے منع کرنے پر لیڈی سندرتا ایک طرف ہٹ گئی ــــ اس کا سانس چڑھا ہوا تھا اور چہرہ جوش کی وجہ سے پکے ہوئے ٹماٹر جیسا سرخ ہو رہا تھا۔ عمران نے ریوالور واپس جیب میں رکھا اور پھر اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک پتلی دھار کا خنجر نکال کر ہاتھ میں پکڑا ــــ اور پھر جھک کر اس نے فرش پر پڑے ہوئے شاکانہ کو اٹھا کر بڑی سی میز پر لٹا دیا۔ اور خود خنجر لے کر اس کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔

"میرا خیال ہے۔ اس کی کھال سرجری کر کے اسے خوب صورت بنا دیا جائے۔ تمہارا یہی اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہ خوب صورت نہیں خوب صورت ہو جانے کے بعد تو کوئی اعتراض نہ ہو گا" ــــ عمران نے خنجر کو تولتے ہوئے ایک طرف کھڑی لیڈی سندرتا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا مطلب ــــ کیسا اعتراض" ــــ لیڈی سندرتا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا کوئی اعتراض نہیں ــــ چلو یہ بھی ٹھیک ہے۔ لیکن اس سے تو پوچھ لوں شاید اسے اعتراض ہو یہ پہلے سے ہی شادی شدہ نکلے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے اب تمہارا مار کھانے کو جی چاہ رہا ہے"

لیڈی سندرتا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ وہ شاید اب عمران کا

مطلب سمجھی تھی۔

"ارے ارے ——— میری تو ہڈیاں بہت کمزور ہیں۔ مجھے تو معاف ہی رکھو۔ اسی لئے تو میں نے آج تک شادی نہیں کی۔ آج کل کی جوتیاں میری ہڈیوں سے زیادہ مضبوط بنتی ہیں" ——— عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور لیڈی سندرتا غصے کے باوجود کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ وہ شاید اب کچھ کچھ عمران کی طبیعت کو سمجھنے لگی تھی۔

"اس سے معلومات حاصل کرنا چاہتے ہو۔ ٹھیک ہے۔ پیچھے ہٹو۔ خنجر مجھے دو پھر دیکھو یہ کس طرح طوطے کی طرح بولتا ہے" لیڈی سندرتا نے میز کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اچھا یہ فن بھی آتا ہے۔ تو ٹھیک ہے ——— تم جانو اور تمہارا ہم وطن۔ میری تو کھڑے کھڑے ٹانگیں سوکھ گئی ہیں" ——— عمران نے جلدی سے کہا اور خنجر لیڈی سندرتا کی طرف بڑھا کر وہ جلدی سے سائیڈ میں پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ابھی وہ کرسی پر پوری طرح بیٹھا بھی نہ تھا کہ کمرہ شاکانہ کی چیخ سے گونج اٹھا ——— لیڈی سندرتا نے بڑی بے دردی سے اس کے بازو میں خنجر ترازو کر دیا تھا اور شاکانہ اس ضرب سے نہ صرف فوری ہوش میں آ گیا بلکہ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ بھی نکل گئی۔

ابھی شاکانہ کے حلق سے نکلنے والی چیخ کی بازگشت ختم ہی نہ ہوئی تھی کہ لیڈی سندرتا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور شاکانہ کی بائیں آنکھ کا ڈھیلا خنجر کی نوک سے اچھل کر اس کی ٹانگوں کے

درمیان جا گرا۔ اور شاکانہ نے اتنی ہولناک چیخ ماری کہ لیڈی سندرتا خود خوف زدہ ہو کر دو قدم پیچھے ہٹ گئی ——— شاکانہ کا جسم ایک لمحے کے لئے بری طرح لرزا اور پھر بے حس ہو گیا۔ اس کی آنکھ نما غار سے خون ملا ہوا گدلا سا پانی اس کے رخسار پر بہنے لگا۔ دوسری آنکھ بند ہو چکی تھی۔

"کمال ہے ——— مارتی بھی خود ہو اور ڈرتی بھی خود ہو۔ کم از کم ایک کام تو میرے لئے بھی چھوڑ دو" ——— عمران نے لیڈی سندرتا کو اس طرح خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹتے دیکھ کر طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اس نے چیخ ہی اتنی ہولناک ماری تھی" ——— لیڈی سندرتا نے کھسیانی سی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے تیزی سے آگے بڑھ کر ایک بار پھر اس کے بازو میں خنجر گھونپ دیا۔ شاکانہ ہلکی سی چیخ مار کر دوبارہ ہوش میں آ گیا۔ اس کی اکلوتی آنکھ کھل گئی لیکن اس آنکھ میں تکلیف کے ساتھ ساتھ اب خوف و دہشت کے آثار بھی نمایاں ہو گئے تھے۔

"بتاؤ سالومن تنظیم کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ ورنہ بوٹیاں اڑا دوں گی" لیڈی سندرتا نے خنجر کو دوبارہ فضا میں بلند کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے مار ڈالو۔ قتل کر دو۔ لیکن میں کچھ نہیں بتاؤں گا" ——— شاکانہ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ شاید تکلیف کی بے پناہ شدت کی وجہ سے ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا۔

"پیچھے ہٹو ——— یہ دوسری نسل ہے۔ تشدد سے قابو نہیں آئے گا" عمران نے لیڈی سندرتا کے ہاتھ کو ایک بار پھر حرکت میں آتے دیکھ

کر تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لو پھر۔ کیسے بتلائے گا"۔۔۔ لیڈی سندرتا نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔ شاید اس کے ذہن میں کسی سے پوچھ گچھ کے لئے تشدد کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ ہی نہ تھا۔

"تم اطمینان سے کرسی پر بیٹھ جاؤ اور تماشہ دیکھو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور لیڈی سندرتا حیرت بھرے انداز میں سر جھٹکتی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔

عمران نے ایک ہاتھ سے شاکانہ کی ناک بند کی اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر جما دیا۔ سانس بند ہو جانے کی وجہ سے چند ہی لمحوں بعد شاکانہ کے جسم نے حرکت کی اور اس کی اکلوتی آنکھ ایک بار پھر کھل گئی۔

"مجھ کر لو ظالمو۔۔۔ میں نہیں بتاؤں گا۔ کاش میں تمہیں دیکھتے ہی گولی مار دیتا"۔۔۔ شاکانہ نے ہوش میں آتے ہی کراہتے ہوئے کہا۔ اس کا مسخ چہرہ اب سپاٹ ہونے لگ گیا تھا۔ یقیناً وہ پوری قوتِ ارادی کو بروئے کار لا کر اپنے آپ کو سنبھالنے میں کامیاب ہو رہا تھا۔

"شاکانہ سنو۔۔۔ میری تمہاری کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اور نہ ہی مجھے سالومن تنظیم سے کوئی دلچسپی ہے۔ مجھے صرف اتنا بتا دو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اغوا کر کے کہاں رکھا گیا ہے۔ میں صرف انہیں رہا کرانے میں دلچسپی رکھتا ہوں۔۔۔ باقی رہی لیڈی سندرتا۔ تو یہ میرا وعدہ کہ میں اسے نہ صرف یہاں سے گھسیٹ کر لے جاؤں گا بلکہ جاتے

وقت تمہاری ریڑھ کی ہڈی بھی ٹھیک کر جاؤں گا۔ اس کے بعد تم جانو اور لیڈی سندرتا۔ میرا کوئی مطلب نہیں ہوگا"۔۔۔ عمران نے بڑے سپاٹ اور سیدھے لہجے میں شاکانہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔۔۔ تو تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ لیکن وہ تو فرار ہو گئے ہیں۔ چیف باس نے مجھے انہیں تلاش کرنے کا حکم دیا ہے"۔۔۔ شاکانہ نے اس بار بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا۔۔۔ فرار ہو گئے ہیں۔ کمال ہے مجھے تو اطلاع ہی نہیں ہے۔ اور تمہارا یہ چیف باس شاید خرگوش کی طرح سوتا رہتا ہے کہ اتنے سارے آدمی فرار ہو گئے اور اسے خبر بھی نہ ہوئی"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس میں چیف باس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ انہیں رکھا ہی ایسی جگہ گیا تھا جہاں سے وہ فرار ہو سکتے تھے۔ اور وہ فرار ہو گئے۔ اگر چیف باس انہیں ہول ڈراپ میں رکھتا تو میں دیکھتا کہ وہ کیسے فرار ہو جاتے"۔۔۔ شاکانہ نے تلخ لہجے میں کہا۔

"ہول ڈراپ۔۔۔ یہ کیا کسی کنویں کا نام ہے۔ چاہ بابل کی طرح کا ہو گا"۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ویسا ہی سمجھ لو۔ آج تک وہاں سے کسی کی روح بھی فرار نہیں ہو سکی۔ صرف ایک بار وہاں سے ایک آدمی فرار ہو گیا تھا لیکن وہ بھی پاٹانی پوائنٹ پہنچتے ہی پکڑا گیا۔ وہاں سے فرار ناممکن ہے"۔ شاکانہ نے جواب دیا۔

"یہ کنواں یقیناً ہیڈ کوارٹر کے اندر ہو گا ورنہ ظاہر ہے اس پر پہر

وقت تو پہرہ نہیں دیا جا سکتا۔ اور فرار ہونے والے تو چاہ بابل سے بھی فرار ہو جاتے ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"چاہ بابل سے فرار ممکن ہے لیکن ہول ڈراپ سے نہیں وہاں ایک ہزار مسلح سپاہی ہر وقت پہرہ دیتے ہیں۔ ہیڈ کوارٹر کے آدمی علیحدہ ہیں"۔۔۔۔۔ شاکانہ نے عمران کی توقع کے عین مطابق بانس پر چڑھتے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھو شاکانہ۔ آدمی جھوٹ بھی بولے تو کم از کم سوچ کر بولے۔ پاٹانی جنگل میں تو ایک سو آدمی بھی نہیں رہ سکتے تم ایک ہزار کی بات کر رہے ہو"۔۔۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم احمق آدمی ہو۔ واقعی احمق ہو۔ تو تم سمجھ رہے ہو کہ پاٹانی جنگل میں سپاہی طوطے اڑانے کے لئے بیٹھے رہیں گے تاکہ حکومت کی فوج آئے اور ایک بم پھینک کر سب کا صفایا کر دے۔۔۔۔۔ جب سالومن تنظیم کی حکومت بنے گی تو میں چیف باس کو کہوں گا کہ تم جیسے احمقوں کو نیچے لے جائیں اور دکھائیں کہ ہیڈ کوارٹر کیسے ہوتے ہیں"۔۔۔۔۔ شاکانہ تکلیف کے عالم میں بھی عمران کا مضحکہ اڑانے سے باز نہ رہا۔ اور عمران نے مڑ کر لیڈی سندرتا کو اشارہ کیا۔

"تم ہٹو عمران۔۔۔۔۔ میں اسے بتاتی ہوں کہ ہیڈ کوارٹر کیسے ہوتے ہیں"۔۔۔۔۔ لیڈی سندرتا عمران کا اشارہ سمجھتے ہی یک لخت کرسی سے اٹھی اور میز پر پڑے ہوئے شاکانہ کی طرف لپکی۔

"تم جو کر لو۔ مجھے مار ڈالو لیکن شاکانہ کی زبان نہیں کھل سکتی کبھی نہیں کھل سکتی"۔۔۔۔۔ شاکانہ کا لہجہ یک لخت بدل گیا۔ لیکن دوسرے

لمحے اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ کیونکہ لیڈی سندرتا کے ہاتھ میں موجود خنجر اس بار پوری قوت سے اس کے سینے میں گھس گیا تھا۔ لیڈی سندرتا نے پوری قوت سے خنجر واپس کھینچا۔۔۔۔۔ لیکن شاکانہ کو دوسری چیخ مارنے کی مہلت ہی نہ ملی۔ اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔

"ارے ارے۔۔۔۔۔ مار ڈالا۔ ارے تم تو بڑی ظالم ہو۔ ایک ہی وار میں۔ میں اپنی درخواست واپس لیتا ہوں۔ میری توبہ۔ میرے ڈیڈی کی توبہ۔ تم جیسی بیوی سے گزارہ نہیں ہو سکتا۔ سینڈوچ تک تو چلو کوئی بات نہیں لیکن خنجر اور وہ بھی سیدھا دل میں۔۔۔۔۔ ایسی بیوی سے تو آدمی کنوارہ ہی بھلا"۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی خوفزدہ انداز میں دونوں ہاتھوں سے اپنے کان پکڑتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔۔۔۔۔ تم نے خود ہی تو اشارہ کیا تھا کہ اسے ختم کر دو"۔ لیڈی سندرتا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے۔۔۔۔۔ میرا مطلب یہ تھوڑی تھا کہ تم اس کے دل میں خنجر اتار دو۔ ختم کرنے کے اور بھی شریفانہ طریقے ہوتے ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ میز کی دراز کی طرف بڑھ گیا۔

"ایک تو تمہاری سمجھ نہیں آتی۔ گرگٹ کی طرح رنگ بدل لیتے ہو"۔ لیڈی سندرتا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ لیکن عمران اسے جواب دینے کی بجائے درازوں سے سامان نکال نکال کر دیکھنے میں مصروف رہا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس کے ہاتھ میں جیسے ہی ایک کاغذ آیا اس کے

چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"آؤ اب یہاں سے نکل چلیں۔ میں نے سنا ہے تمہارے ملک کے قوانین بڑے سخت ہیں۔ قتل کے الزام میں ساری عمر جیل خانے میں کون سڑتا ہے — اس سے تو بہتر ہے آدمی شادی ہی کر لے۔ آؤ پھر چل کر گواہ اور مولوی ڈھونڈھیں" — عمران نے کاغذ کو جلدی سے جیب میں رکھتے ہوئے میز کے کنارے پر لگے ہوئے بے شمار بٹنوں میں سے اس بٹن پر انگلی رکھ دی جو پہلے سے ہی دبا ہوا تھا۔ دوبارہ بٹن پریس ہوتے ہی دروازے پر موجود سٹیل کی چادر تیزی سے غائب ہو گئی۔

"وہ ہیڈ کوارٹر — کیا وہ پاٹانی جنگل میں ہے" — لیڈی سندرتا نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں کہا۔

"لعنت بھیجو ہیڈ کوارٹر کو۔ ہیڈ کوئی ضروری ہے خالی کوارٹر سے بھی مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ بس تم راضی ہو جاؤ" — عمران نے کہا۔ اور تیزی سے دروازے کی طرف دوڑنے کے سے انداز میں بڑھنے لگا۔ لیڈی سندرتا بھی مجبوراً منہ بناتی ہوئی اس کے پیچھے چل دی۔

ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی سیٹی کی آواز سنتے ہی کنگ کوبرا چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کے فریکونسی میٹر پر نظر ڈالی — اور دوسرے لمحے وہ واقعی اچھل پڑا۔ کیونکہ فریکونسی میٹر پر نظر آنے والی فریکونسی ظاہر کر رہی تھی کہ کال کافرستان سے کی جا رہی ہے۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو — ٹی۔ ایس کالنگ اوور" — بٹن آن ہوتے ہی سیٹی کی آواز پر ایک بھاری آواز غالب آ گئی۔

"یس سر — میں کنگ کوبرا بول رہا ہوں اوور"

کنگ کوبرا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ کیونکہ ٹی۔ ایس کافرستانی حکومت کا اعلیٰ ترین عہدے دار تھا۔ اور سانومن تنظیم اور اس کی کارکردگی کا اصل انچارج وہی تھا۔

"کنگ کوبرا ——— ہمیں تشویشناک اطلاعات ملی ہیں۔ سیکرٹ سروس کا سربراہ کرنل باشمورے اچانک غائب ہو گیا ہے اور اس کی جگہ صدر مملکت نے اس کی بھتیجی لیڈی سندرتا کو سیکرٹ سروس کا چیف بنا دیا ہے ——— اور یہ بھی اطلاع ملی ہے ۔ کہ شری ٹنکا کے صدر کی خصوصی درخواست پر پاکیشیا سیکرٹ سروس سالومن تنظیم کے خلاف کام کرنے شری ٹنکا پہنچ چکی ہے۔ لیکن تم نے اب تک ایسی کوئی اطلاع نہیں دی ——— بالمورا مشن کے متعلق بھی تمہاری رپورٹ نہیں آئی اوور" ——— دوسری طرف سے انتہائی کرخت لہجے میں کہا گیا۔

"سر ——— میں آپ کو اطلاعات دینے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی سر اوور" ——— کنگ کوبرا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری گھبراہٹ بتا رہی ہے کہ صورت حال اس سے زیادہ خراب ہے۔ جس قدر تمہیں اطلاعات ملی ہیں۔ تفصیل بتاؤ۔ اور سنو۔ کوئی معمولی سی بات بھی چھپانے کی کوشش نہ کرنا ——— کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے درمیان میں کود پڑنے کے بعد اب کوئی بات بھی معمولی نہیں رہ گئی اوور" ——— دوسری طرف سے ٹی۔ ایس نے سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

اور جواب میں کنگ کوبرا نے شروع سے لے کر اب تک کے تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔ بغیر کوئی لگی لپٹی رکھے۔ کیونکہ شاید اسے بھی احساس ہو گیا تھا کہ حالات اس کے کنٹرول سے

باہر ہوتے جا رہے ہیں۔

"تو تمہاری رپورٹ کے مطابق سب کچھ ختم ہو گیا۔ بالمورا ختم ہو گیا۔ لیڈی سندرتا فرار ہو کر سیکرٹ سروس کی چیف بن گئی۔ کرنل باشمورے کو تمہاری اطلاعات کے مطابق سیکرٹ سروس کے علی عمران نے ختم کر دیا ——— تمہارے مین آدمی شاکانہ کی لاش اس کے دفتر کی میز پر پڑی ملی۔ اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا تھا یقیناً اس سے ہیڈ کوارٹر کا پتہ پوچھا گیا ہو گا۔ وہاں بھی لیڈی سندرتا اور وہ احمق عمران پہنچا تھا ——— کرنل باشمورے کے ذاتی ہیڈ کوارٹر پر تمہارا ریڈ ناکام رہا۔ وہاں بھی تمہارے آدمیوں کو لیڈی سندرتا اور عمران ملا۔ اور دونوں وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی تمہارے ہاتھ سے نکل گئی ہے اور اب تک اس کا پتہ نہیں چلا سکے۔ اب باقی کیا رہ گیا اوور"

ٹی۔ ایس نے غراتے ہوئے کہا۔

"جناب میرے آدمی انہیں ٹریس کر رہے ہیں۔ میں جلد ہی آپ کو ان سب کے خاتمے کی اطلاع دوں گا اوور"

کنگ کوبرا نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارے آدمی کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اب ہمیں پوری صورتحال کو بدلنا ہو گا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس تم لوگوں کے بس کی نہیں ہے۔ اس کے لئے مجھے کافرستان سے خصوصی ٹیم بھیجنی ہو گی۔ بہرحال تم اس وقت تک ایسا کرو کہ تمام سرگرمیاں ختم کر کے اپنی پوری طاقت کو ہیڈ کوارٹر میں کیموفلاج کر لو ——— تمہارا ہیڈ کوارٹر

ہی ایسی جگہ ہے۔ جو ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ اگر شاگانہ سے انہوں نے پوچھ بھی لیا ہو گا تو وہ اس میں کسی صورت داخل نہیں ہو سکتے۔ میں ایک دو روز میں سپیشل ٹیم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے کے لئے تیار کر کے بھیج دوں گا اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے ٹی۔ ایس نے کہا۔

"یس سر۔۔۔ آپ بے فکر رہیں۔ وہ اگر کوشش بھی کریں تب بھی وہ سر پٹختے ہی رہ جائیں گے اوور"۔۔۔ کنگ کوبرا نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"بہرحال تم پوری طرح ہوشیار رہنا۔ جب تک میری دوسری کال نہ آئے اوور"۔۔۔ ٹی۔ ایس نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔۔۔ آپ بے فکر رہیں اوور"۔۔۔ کنگ کوبرا نے کہا۔

"اوور اینڈ آل"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

کنگ کوبرا نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ ٹی۔ ایس نے اسے کوئی سزا نہ دی تھی۔ حالانکہ وہ بری طرح گھبرایا ہوا تھا۔۔۔ اور اسی گھبراہٹ کی وجہ سے اس نے جان بوجھ کر حالات کے بارے میں ٹی۔ ایس کو کوئی اطلاع نہ دی تھی۔ لیکن اب بہرحال فوری خطرہ ٹل گیا تھا۔ اور اسے یقین تھا کہ جب تک ٹی۔ ایس کی سپیشل ٹیم شہری ٹنکا پہنچے گی وہ کوئی نہ کوئی کارنامہ سر انجام دے ہی ڈالے گا۔۔۔ لیکن پہلے ہدایات پر

عمل درآمد ضروری تھا۔ چنانچہ اس نے ٹرانسمیٹر پر ہیڈ کوارٹر سے باہر تمام سنٹرز کے انچارجوں کو مکمل طور پر کیموفلاج ہونے کے احکامات دیئے اور احکامات مکمل کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر بند کیا اور میز پر پڑے ہوئے انٹرکام رسیور کو اٹھا لیا۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نوجوان کی آواز سنائی دی۔

"فالکن کو بھیج دو"۔۔۔ کنگ کوبرا نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ فالکن اس کا نمبر ٹو تھا۔ اور بے پناہ صلاحیتوں کا مالک تھا۔ وہ ہیڈ کوارٹر کا عملی طور پر انچارج بھی تھا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ فالکن تھا۔

"یس باس"۔۔۔ فالکن نے اندر آتے ہوئے قدرے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو"۔۔۔ کنگ کوبرا نے میز کے سامنے پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور فالکن سر ہلاتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ابھی ٹی۔ ایس کی کال آئی تھی"۔۔۔ کنگ کوبرا نے کہا اور پھر اس کے بعد اس نے ٹی۔ ایس کی ہدایات فالکن کو تفصیل سے بتا دیں۔

"اوہ باس۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں ناکارہ سمجھ لیا گیا ہے" فالکن نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس تاثر کو ختم کرنے کے لئے تو میں نے تمہیں بلایا ہے۔

ٹی۔ایس کی طرف سے سپیشل ٹیم آنے سے قبل ہی ہمیں کوئی کارنامہ سرانجام دے دینا چاہیئے "۔۔۔۔ کنگ کوبرا نے کہا۔

" باس آپ نے پہلے مجھے نہیں بتایا۔ فالکن کے لئے یہ کام مشکل نہیں ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں ایسے ہزاروں کھیل کھیلے ہیں جہاں تک آپ نے تفصیلات بتائی ہیں۔۔۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لیڈی سندرتا اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اب مل کر ہمارے خلاف کام کر رہی ہے۔ اس لئے اگر لیڈی سندرتا کو پکڑ لیا جائے تو آسانی سے سب کے متعلق معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں " فالکن نے جواب دیا۔

" تمہاری بات درست ہے لیکن اس آفت کی پرکالہ کو پکڑا کیسے جائے۔ کہاں سے پکڑا جائے "۔۔۔۔ کنگ کوبرا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" یہ تو کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے۔ اگر آپ مجھے کال کرنے کی اجازت دیں تو ابھی معلوم کر لیتا ہوں "۔۔۔۔ فالکن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اچھا کرو کال "۔۔۔۔ کنگ کوبرا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

فالکن بڑے اطمینان بھرے انداز میں اٹھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکونسی سیٹ کی اور پھر مائیک ہاتھ میں لے کر اس نے بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔۔۔۔ فالکن کالنگ جے شری اوور "۔۔۔۔ فالکن نے بٹن دباتے ہی بار بار یہ فقرہ دوھرانا شروع کر دیا۔

چند ہی لمحوں بعد ٹرانسمیٹر کا کلنکٹنگ بلب جل اٹھا۔ اور ساتھ ہی

ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" یس۔۔۔۔ جے شری آن دی لائن اوور "۔۔۔۔ بولنے والی کا لہجہ مٹھاس سے بھرپور تھا۔

" جے شری۔۔۔۔ لیڈی سندرتا کے بارے میں تمہارے پاس تازہ ترین معلومات کیا ہیں اوور "۔۔۔۔ فالکن نے کہا۔

" لیڈی سندرتا۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔ کیا اس پہ عاشق تو نہیں ہو گئے اوور "۔۔۔۔ دوسری طرف سے ہنستے ہوئے پوچھا گیا۔

" جے شری۔۔۔۔ کم از کم تم تو ایسی بات نہ کیا کرو۔ تمہارے ہوتے ہوئے فالکن بھلا کسی اور طرف نظریں اٹھا سکتا ہے۔ میری نظریں تو تم سے ہی چپکی ہوئی ہیں اوور "۔۔۔۔ فالکن نے کنگ کوبرا کی موجودگی کے باوجود ٹھیٹھ عاشقانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔۔۔۔ اچھا اچھا۔۔۔۔ تعریف کا شکریہ۔ لیڈی سندرتا آج کل کسی نئے ہی چکر میں ہے۔ وہ ایک احمق سے غیر ملکی نوجوان کے ساتھ نظر آ رہی ہے۔ اس کے تو انداز ہی بدلے ہوئے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے ہواؤں میں اڑ رہی ہو اوور "۔۔۔۔ دوسری طرف سے جے شری نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

" تمہاری سروس کی اس بارے میں کیا رپورٹ ہے اوور " فالکن نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" سروس کی رپورٹ ہی تو بتا رہی ہوں۔ تم جانتے تو ہو کہ جب سے لیڈی سندرتا میرے ساتھ الجھی ہے میں اس کے پیچھے ہوں۔ جیسے ہی اس کی کمزوری ہاتھ آئی اُسے اس بُری طرح رگڑوں گی کہ

آئندہ وہ جے شری کے سامنے آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی جرأت نہ کرے گی اوور" ——— جے شری نے جواب دیا۔

" اچھا ——— لیڈی سندرتا اب کہاں ہے اوور" ——— فالکن نے پوچھا۔

" پیراڈائز پلازہ کے اپنے فلیٹ میں گئی ہے۔ ابھی وہیں ہے اوور" ——— جے شری نے جواب دیا۔

" سنو جے شری ——— کیا تم لمبی رقم کمانے میں دلچسپی رکھتی ہو اوور" ——— فالکن نے کہا۔

" لمبی رقم ——— ضرور ضرور ——— آخر میں نے سروس کا بکھیڑا کیوں پال رکھا ہے۔ یہ تو صرف تم ہو کہ تمہیں میں نے اتنی معلومات مفت مہیا کر دی ہیں۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ سروس سے اتنی معلومات حاصل کرنے کے لئے ایک ہزار ڈالر لگ جاتے اوور" ——— جے شری نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

" یہ ایک ہزار ڈالر بھی مل جائیں گے اور ساتھ ہی پانچ ہزار ڈالر مزید بھی ——— بولو کام بتاؤں اوور" ——— فالکن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ارے چھ ہزار ڈالر ——— کیا بات ہے فالکن۔ بہت اونچے اڑ رہے ہو۔ سالومن تنظیم نے کوئی بنک تو نہیں لوٹ لیا اوور" جے شری نے حیرت بھرے انداز میں جواب دیا۔

" وقت وقت کی بات ہے۔ ویسے تو تمہیں معلوم ہے کہ سالومن تنظیم شاکانہ کے ذریعے سارا دھندہ کرتی ہے۔ اور یہ بھی مجھے معلوم

ہے کہ شاکانہ ایسے کام تمہیں معمولی معاوضہ دے کر تم سے کراتا تھا۔ لیکن شاکانہ قتل ہو گیا۔ اور اب ظاہر ہے کام کرانے کے لئے چیف باس نے نئی پارٹی ڈھونڈھنی تھی ——— پارٹیوں کی تو شہر میں کمی نہیں ہے۔ لیکن میں نے چیف باس کی منت کر کے اُسے راضی کر لیا ہے کہ وہ براہِ راست تم سے کام کرائے اوور" ——— فالکن نے کہا۔

" اچھا ——— بہت بہت شکریہ ——— تم واقعی میرے ہو۔ اور انعام بھی ملے گا تمہاری خواہش کے مطابق۔ تم کام بتاؤ اوور" جے شری نے خوشامدانہ انداز میں کہا اور فالکن مسکرا دیا۔

" سنو۔ معمولی سا کام ہے۔ لیڈی سندرتا کو اغوا کر کے پاٹانی پوائنٹ پر پہنچا دو۔ بولو۔ کر سکتی ہو یہ کام یا ...... اوور" فالکن نے کہا۔

" یہ تو کوئی مشکل کام نہیں۔ میں سمجھی تم نجانے کون سا کام بتاؤ گے اوور" ——— جے شری نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔

" یہ کام صرف ٹیسٹ ہے۔ اگر تم نے یہ کام ٹھیک طرح کر لیا تو چیف باس کا اعتماد حاصل کر لو گی اور پھر لاکھوں کروڑوں ڈالروں کے کام ہر وقت تمہارے ہاتھ میں رہیں گے ——— اور تم یہ چھوٹی چھوٹی معلومات بیچنے کا دھندہ بھول جاؤ گی اوور" ——— فالکن نے جواب دیا۔

" او۔ کے ——— کام ہو جائے گا۔ بولو کب تک چاہتے ہو اوور" جے شری نے کہا۔

"صرف ایک گھنٹہ دیا جا سکتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں اوور"
فالکن نے کہا۔

"او۔کے ــــ ہو جائے گا اوور" ــــ جے شری نے اعتماد بھرے
لہجے میں جواب دیا۔

"پاٹانی بیچ پر ہمارے آدمی منتظر رہیں گے۔ کوڈ چھ ہزار ڈالر رہے
گا۔ رقم بعد میں پہنچ جائے گی اوور" ــــ فالکن نے کہا۔

اور پھر دوسری طرف سے او۔کے کے الفاظ سن کر اس نے
ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ جے شری لیڈی سندرتا کو اغوا کر لے گی"
کنگ کوبرا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ــــ آسانی سے ــــ اس کے گروپ میں ایسے افراد ہیں
جو ایسے کاموں کے ماہر ہیں۔ میں جانتا ہوں انہیں" ــــ فالکن
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"گڈ ــــ ویری گڈ ــــ تم واقعی انتہائی ذہین آدمی ہو۔ ٹھیک ہے
اگر جے شری کامیاب رہی تو تم بے شک طے شدہ رقم کے ساتھ ساتھ
اُسے انعام بھی دے دینا۔ اور ہاں۔ تم نے دو کام کرنے ہیں۔ ایک
تو جیسے ہی لیڈی سندرتا اغوا ہو کر آئے تم نے مجھے اطلاع دینی
ہے ــــ اور اُسے اس بار ہول ڈراپ میں قید کر دینا تاکہ وہ وہاں
سے فرار ہونے کا تصور بھی نہ کر سکے۔ اور دوسری بات یہ کہ جب
تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا آخری آدمی تک ختم نہ ہو جائے اس
وقت تک ہیڈ کوارٹر کی کڑی حفاظت کرنا" ــــ کنگ کوبرا نے

فالکن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کی طرف سے آپ بے فکر رہیں باس ــــ یہاں تو
میری اجازت کے بغیر پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا" ــــ فالکن نے
بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کر کنگ کوبرا کو
سلام کرتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

شہر سے بیس کلو میٹر مشرق کی طرف ویران پہاڑیوں کا ایک طویل سلسلہ تھا۔ جس میں کئی پہاڑیوں پر چھدرا سا جنگل موجود تھا۔ اس جنگل کو پاٹانی جنگل کہتے تھے ــــ اور شہر کی طرف جہاں سے ان ویران پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہوتا تھا۔ وہاں ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ جسے پاٹانی پوائنٹ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ یہ بستی کچی آبادی کی طرز پر بنی ہوئی تھی ــــ اور کچے پکے اور تنگ مکانات ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ جن میں زیادہ تر آبادی ایسے لوگوں کی تھی جو انتہائی گھٹیا طبقے میں شمار کئے جاتے تھے۔ غنڈہ گردی۔ جیب تراشی۔ چوری اور راہزنی ان لوگوں کا عام پیشہ تھا ــــ یہی وجہ تھی کہ اس طرف کوئی شریف آدمی آنے کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ اور اس بستی کی وجہ سے ہی پہاڑیوں کی طرف بھی کوئی نہ جاتا تھا۔ کیونکہ یہ لوگ بڑے پراسرار طریقے سے نہ صرف آنے والوں کو لوٹ

لیتے تھے بلکہ اکثر ان کی لاشیں بھی جنگل میں پڑی ہوئی ملتی تھیں۔ مقامی پولیس کو یہ لوگ باقاعدہ حصہ دیتے تھے۔ اس لئے پولیس بھی اس طرف سے چشم پوشی کر لیتی تھی۔

اس وقت رات کا اندھیرا ہر طرف چھایا ہوا تھا۔ اور شہر سے دو جیپیں تیزی سے پاٹانی پوائنٹ کی طرف بڑھی آ رہی تھیں۔ ان جیپوں میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد موجود تھے۔ شاکانہ سے معلومات حاصل کرنے کے بعد عمران اور لیڈی سندرتا واپس آئے ــــ اور پھر عمران نے لیڈی سندرتا کے ساتھ ہیڈ کوارٹر پر چھاپہ مارنے کا پورا منصوبہ مرتب کر لیا تھا۔ کیونکہ شاکانہ کی طرف سے جو اشارے ملے تھے۔ اس کے مطابق سالومن تنظیم کا مین ہیڈ کوارٹر پاٹانی جنگل کے نیچے زیر زمین بنا ہوا تھا ــــ جہاں تقریباً ڈیڑھ ہزار مسلح افراد موجود رہتے تھے۔ اور اسی سے یہ اشارہ بھی ملا تھا کہ پاٹانی پوائنٹ بھی سالومن تنظیم کے کنٹرول میں ہے۔ منصوبے کے مطابق لیڈی سندرتا اپنی سیکرٹ سروس کو لے کر پاٹانی جنگل کے عقب میں رینگتی ہوئی پہنچ جاتی ــــ جب کہ عمران اور اس کے ساتھی پاٹانی پوائنٹ کی طرف سے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھتے۔ چونکہ ہیڈ کوارٹر زیر زمین تھا۔ اس لئے عمران نے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ وہ پہلے خود جا کر اس میں داخلے کا راستہ اور حفاظتی انتظامات کو چیک کرنے کے ساتھ ساتھ پاٹانی پوائنٹ میں بھی موجود سالومن تنظیم کے افراد کو ٹریس کر کے وہاں سے گزرنے کا کوئی طریقہ بتائے گا۔ لیڈی سندرتا نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ضروری اسلحہ اور جیپیں

فراہم کر دی تھیں۔ اور ساتھ ہی تین جدید قسم کے بی۔ فور ٹرانسمیٹر بھی مہیا کر دیئے تھے ــــ ان میں سے ایک ٹرانسمیٹر عمران کے پاس اور دوسرا لیڈی سندرتا کے پاس اور تیسرا جولیا کے پاس رہتا تھا۔ تاکہ وہ آپریشن کے دوران آپس میں فیصلہ کر سکیں۔ منصوبے کے مطابق عمران کے ساتھی پاٹانی پوائنٹ سے دور ہی رک جانے تھے جب کہ عمران پہلے خود اندر جاتا اور پھر اندر سے وہ ٹرانسمیٹر پر اپنے ساتھیوں اور لیڈی سندرتا کو کال کر لیتا ــــ اور وہ سب یک تخت مجرموں پر جھپٹ پڑتے۔ لیڈی سندرتا نے تو آفر کی تھی کہ وہ اپنے والد جو کہ فوج کے کمانڈر انچیف ہیں سے کہہ کر پہاڑیوں پر بمباری کرا دیتی ہے ــــ لیکن عمران نے اُسے منع کر دیا تھا۔ کیونکہ اس طرح ہر قسم کے ثبوت ختم ہو جاتے۔ جب کہ عمران چاہتا تھا کہ کم از کم مجرموں کا سرغنہ کنگ کوبرا زندہ گرفتار ہو جائے اور ساتھ ہی اس قسم کا دستاویزی ثبوت بھی مہیا ہو جائے جس سے یہ بات بین الاقوامی طور پر ثابت ہو سکے کہ سالومن تنظیم کے پیچھے کافرستانی حکومت کا ہاتھ ہے ــــ اس طرح بین الاقوامی دباؤ ڈال کر کافرستان کو ہمیشہ کے لئے شری ٹنکا کے خلاف کسی قسم کی کارروائی سے روکا جا سکتا تھا۔ چنانچہ یہی فیصلہ ہوا تھا کہ جب ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کر لیا جائے گا تو پھر لیڈی سندرتا اپنے والد کمانڈر انچیف کو وہاں بلائے گی ــــ اور وہ صدر مملکت اور بین الاقوامی نیوز رپورٹرز کو ہمراہ لے کر وہاں پہنچیں گے اور اس کے بعد ساری صورت حال پوری دنیا کے سامنے واضح کر دی جائے گی۔ چنانچہ اس منصوبے کے تحت

پاکیشیا سیکرٹ سروس کی لیڈر جولیا بنائی گئی۔ شری ٹنکا سیکرٹ سروس کو لیڈی سندرتا نے لیڈ کرنا تھا۔ اور عمران نے اپنے طور پر جا کر کارروائی کرنی تھی ــــ اس آپریشن کے لئے رات کے دس بجے کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس منصوبے کے طے ہو جانے کے بعد عمران میک اپ کر کے پہلے ہی چلا گیا تھا۔ لیڈی سندرتا بھی اپنے ہیڈ کوارٹر چلی گئی تھی ــــ اور جولیا اپنے ساتھیوں سمیت وہیں کنگ کالونی میں ہی رہی تھی۔

اور اب طے شدہ وقت کے مطابق وہ دو جیپوں میں سوار ہو کر پاٹانی پوائنٹ کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ پہلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر چوہان تھا ــــ جب کہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی۔ پچھلی سیٹوں پر صفدر اور تنویر تھے۔ دوسری جیپ میں کیپٹن شکیل۔ خاور۔ نعمانی۔ صدیقی اور چوہان موجود تھے۔ ان سب نے سیاہ رنگوں کے چست لباس پہن رکھے تھے ــــ اور ان سب کی پشت پر پلاسٹک کے بنے ہوئے مخصوص تھیلے لٹکے ہوئے تھے جن میں جدید قسم کا اسلحہ موجود تھا انہوں نے ہاتھوں میں ہلکی میزائل کم سٹین گنیں تھام رکھی تھیں ــــ یہ بالکل جدید ترین رائفل تھی۔ جو شری ٹنکا نے خصوصی طور پر ایکریمیا سے حاصل کی تھیں۔ ان میں موجود سسٹم کے تحت دستے پر لگے ہوئے بٹن کو پریس کرنے سے طاقتور مگر چھوٹے سائز کے میزائل بھی فائر کئے جا سکتے تھے ــــ اور اس بٹن کو آف کرنے سے یہ عام سٹین گن میں تبدیل ہو جاتی تھی۔ شری ٹنکا سیکرٹ سروس کے اسلحہ خانے میں

بھی یہ گنیں موجود تھیں۔ اس لئے لیڈی سندرتا نے عمران کے کہنے پر یہی گنیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مہیا کر دی تھیں۔

عمران نے بی۔ فور ٹرانسمیٹر پر انہیں مزید ہدایات بھی دی تھیں جن کے مطابق جولیا اور اس کے ساتھیوں کو پاٹانی پوائنٹ میں جا کر سرہندر کا پتہ پوچھنا تھا ——— اور اپنے آپ کو کافرستانی سپیشل ایجنٹ ظاہر کرنا تھا۔ اس کے بعد سرہندر کو کور کر کے اس کی جگہ تنویر نے لینی تھی۔ کیونکہ عمران کی اطلاع کے مطابق پاٹانی پوائنٹ میں سرہندر سالومن تنظیم کا مین آدمی تھا ——— اس کے کور ہو جانے سے سالومن ہیڈ کوارٹر کو ان کے وہاں پہنچنے کی اطلاع نہ ہو سکتی تھی۔ عمران کی ہدایت کے مطابق تنویر نے ریڈی میڈ میک اپ باکس بھی ہمراہ لے لیا تھا ——— اس کے بعد ان کو وہیں سرہندر کے پاس ٹھہر کر ہی عمران کی آئندہ ہدایات کا انتظار کرنا تھا۔

"اس سرہندر کے پاس اتنی جگہ ہو گی کہ وہاں دونوں جیپیں بھی اور ہم سب بھی چھپ سکیں" ——— جولیا نے پیچھے بیٹھے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ لازماً سرہندر سے ملا ہو گا۔ اور سب جائزہ لے کر ہی اس نے ہدایت دی ہو گی۔ سرہندر کی جگہ تنویر کے لینے کی ہدایت بھی اسی نے کی ہے ——— اس سے ظاہر ہے کہ سرہندر کا قد و قامت لازماً تنویر سے ملتا جلتا ہو گا" ——— صفدر نے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاٹانی پوائنٹ قریب آ گیا ہے مس جولیانا ——— یہیں رک

جائیں یا اندر جائیں" ——— چوہان نے پوچھا۔

"قریب پہنچ کر روک دینا۔ میں، صفدر اور تنویر اندر جائیں گے" جولیا نے کہا۔

اور چوہان نے سر ہلا دیا۔ جیپیں آگے بڑھتی گئیں اور پھر جیسے ہی وہ آبادی کے قریب پہنچیں اچانک مختلف گلیوں سے دس مسلح افراد اچھل کر باہر آ گئے ——— ان ——— سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

"خبردار ——— رک جاؤ" ——— ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔ اور جولیا کے اشارے پر چوہان نے جیپ روک دی۔ اس کے پیچھے ہی دوسری جیپ بھی رک گئی۔ اور دسوں مسلح افراد نے بڑے ماہرانہ انداز میں دونوں جیپوں کا محاصرہ کر لیا۔

"نیچے اتر آؤ سب ——— کون ہو تم" ——— ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔ جس کی بڑی بڑی مونچھیں گردن تک لٹکی ہوئی تھیں۔

پروگرام کے مطابق جولیا اور صفدر پہلی جیپ سے اور تنویر پچھلی جیپ سے نیچے اتر آیا۔

"سنو ——— ہمیں سرہندر سے ملنا ہے۔ ہمارا تعلق کافرستان سے ہے" ——— جولیا نے آگے بڑھ کر بڑے باوقار لہجے میں بڑی بڑی مونچھوں والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کوڈ بتاؤ" ——— اس مونچھوں والے نے غور سے ان کے لباس اور ان کے اسلحے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کوڈ بھی سرہندر کو بتایا جائے گا۔ تم جیسوں کو کوڈ نہیں بتایا جا

سکتا سمجھے۔ اور سنو ـــــ زیادہ اکڑ دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں فوراً سرہندر سے ملا دو "ـــــ جولیا نے انتہائی سخت اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

بڑی مونچھوں والا شاید جولیا کے لہجے سے یا پھر ان کے لباس اور اسلحے سے مرعوب ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے ملا دیتے ہیں ـــ لیکن آپ سب وہاں نہیں جا سکتے "ـــــ بڑی مونچھوں والے نے کہا۔

" ہم صرف تین افراد جائیں گے۔ باقی یہیں رہیں گے۔ اس کے بعد سرہندر جیسا کہے گا۔ ویسے ہی ہو گا "ـــــ جولیا نے کہا۔

" ٹھیک ہے آیئے "ـــــ بڑی مونچھوں والے نے کہا۔ اور پھر وہ جولیا۔ صفدر اور تنویر کو ہمراہ لئے آبادی کی تنگ اور گندی گلیوں میں داخل ہو گئے۔ مختلف گلیوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک کچے لیکن کافی کھلے اور بڑے مکان کے دروازے پر پہنچ گئے ـــــ بڑی مونچھوں والے نے آگے بڑھ کر دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

" کون ہے "ـــــ اندر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" میڈم ـــــ سرہندر سے ملنے کافرستان سے کچھ لوگ آئے ہیں "ـــــ بڑی مونچھوں والے نے باہر سے جواب دیا۔

اور دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ دروازے میں ایک بھرے ہوئے جسم والی خوب صورت لڑکی کھڑی تھی۔ اس کے جسم پر چیتے

کی کھال کا چست لباس تھا۔ اس نے ہاتھوں میں مشین گن اٹھائی ہوئی تھی۔

" کون ہو تم "ـــــ اس لڑکی نے کرخت لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

" سرہندر تک ہمیں لے چلو۔ ہمارا تعلق کافرستان سپیشل ایجنسی سے ہے "ـــــ جولیا نے بھی کرخت لہجے میں ہی جواب دیا۔

" اوہ ـــ اچھا اچھا ـــ آؤ "ـــــ لڑکی نے کافرستان سپیشل ایجنسی کے الفاظ سنتے ہی یک لخت نرم لہجے میں کہا اور ایک طرف ہٹ گئی۔

جولیا۔ صفدر اور تنویر سر ہلاتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ وہ بڑی مونچھوں والا باہر ہی رہ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لڑکی کی رہنمائی میں ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ کمرے میں سستا سا فرنیچر موجود تھا۔

" بیٹھو ـــــ سرہندر غسل کر رہا ہے۔ میں اُسے بھیجتی ہوں " لڑکی نے کہا اور تیزی سے باہر نکل گئی۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور بالکل تنویر جیسے قد و قامت کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ وہ لڑکی جسے میڈم کہا گیا تھا اس کے پیچھے تھی۔

" میرا نام سرہندر ہے "ـــــ آنے والے نوجوان نے غور سے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" اسے باہر بھیجو۔ میں نے خاص بات کرنی ہے "ـــــ جولیا نے

لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہنی ــــ تم باہر جاؤ" ــــ سرینڈر نے مڑ کر لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور لڑکی منہ بنا کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

"مسٹر راجوش۔ آپ بھی باہر جائیں۔ میں بعد میں آپ کو بلا لوں گی" ــــ جولیا نے لڑکی کے باہر جاتے ہی صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور صفدر سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔ اس نے باہر نکلتے ہی دروازہ باہر سے بند کر دیا۔

"چکر کیا ہے۔ اتنی پراسراریت آخر کس لئے پیدا کی جا رہی ہے" سرینڈر نے قدرے خشک لہجے میں کہا۔ اس کی چھٹی حس شاید جاگ پڑی تھی۔ لیکن کافرستانی سپیشل ایجنٹس کے ناموں کی وجہ سے وہ شاید محتاط رہنا چاہتا تھا۔

"سنو ــــ تمہیں سالومن تنظیم کا سیکنڈ چیف بنایا جا رہا ہے۔ ادھر آؤ اور اپنا حکم نامہ لے لو" ــــ جولیا نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک تہہ شدہ کاغذ نکالتے ہوئے کہا۔

"سالومن تنظیم کا سیکنڈ چیف" ــــ سرینڈر کے لہجے میں شدید حیرت کے ساتھ ساتھ مسرت کی چھائیاں بھی ابھر آئی تھیں۔ شاید یہ عہدہ اس کی توقعات سے بھی کہیں اونچا تھا۔ چنانچہ وہ سب احتیاطیں بھول کر تیزی سے جولیا کی طرف بڑھا ــــ اس نے کاغذ لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ سائیڈ میں کھڑے ہوئے تنویر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کا لفٹ ہک پوری

قوت سے سرینڈر کی کنپٹی پر کسی خوفناک ہتھوڑے کی طرح پڑا۔ سرینڈر کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ لڑکھڑا کر سنبھلنے ہی لگا تھا کہ جولیا کا ہاتھ حرکت میں آیا ــــ اور اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں مکہ اس کی دوسری کنپٹی پر جما دیا۔ اسی لمحے تنویر نے دوبارہ ہاتھ جھٹکا اور تیسرا مکہ کھا کر سرینڈر اچھل کر منہ کے بل فرش پر گرا۔ اور بے حس و حرکت ہو گیا۔

"میں اس کی ہنی کو دیکھتی ہوں۔ تم اس کا لباس اتار کر پہن لو" جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلی۔

"کام ہو گیا" ــــ باہر موجود صفدر نے پوچھا۔ دروازے کے ساتھ ہی فرش پر لڑکی بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔

"ہاں ــــ تنویر اس کا لباس پہن رہا ہے۔ کوئی مشکل تو پیش نہیں آئی" ــــ جولیا نے لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ارے نہیں ــــ یہ دروازے کے ساتھ لگی کھڑی تھی۔ میں نے باہر آتے ہی ایک ضرب لگائی اور یہ ٹیں ہو گئی۔ میں نے اسے ہاتھوں میں سنبھال کر نیچے لٹا دیا۔ ورنہ گرنے کا دھماکہ سن کر سرینڈر چونک سکتا تھا" ــــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"میرے خیال میں یہاں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں رہتا" جولیا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد تنویر نے دروازے میں آ کر انہیں اندر بلا لیا۔

"اسے بھی اٹھا کر اندر لے آؤ صفدر۔ کہیں یہ اچانک ہوش میں نہ

آجائے"۔۔۔۔ جولیا نے صفدر سے کہا۔ اور خود دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ تنویر نے سرنیدر کا لباس پہن لیا تھا۔ اور سرنیدر کو اس نے اپنا لباس پہنا دیا تھا تاکہ وہ عریاں نہ رہے۔ صفدر بھی میڈم کو اٹھا کر اندر لے آیا اور اُسے سرنیدر کے ساتھ لٹا دیا۔

"تنویر۔۔۔۔ تم جلدی سے میک اپ کرو اور پھر باہر جا کر ساتھیوں کو یہاں لے آؤ۔ اور صفدر تم رسیاں ڈھونڈھو اور ان دونوں کو اچھی طرح باندھ دو۔ ان دونوں کے منہ میں رومال ٹھونس دینا تاکہ یہ ہوش میں آکر شور نہ مچا سکیں"۔۔۔۔ جولیا نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ خود اطمینان سے سائیڈ میں پڑی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس نے جیب میں موجود بی۔ فور ٹرانسمیٹر نکال کر ساتھ والی کرسی پر رکھ دیا۔۔۔۔ ظاہر ہے اب ان کا آئندہ اقدام عمران کی کال پر ہی منحصر تھا۔ اور عمران کی کال کس وقت آتی اس کا انہیں کوئی علم نہ تھا۔

عمران نے شام کو ہی پاٹانی پوائنٹ میں ایک عام آدمی کے روپ میں جا کر ساری معلومات حاصل کر لی تھیں۔ اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ پاٹانی پوائنٹ دراصل سالومن تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کی حفاظتی چوکی ہے۔۔۔۔ اور اس حفاظتی چوکی کا اصل انچارج سرنیدر ہے۔ لیکن سرنیدر کو بھی ہیڈ کوارٹر میں جانے کی اجازت نہیں تھی۔ اس کے ساتھ کنگ کوبرا کا واسطہ صرف ٹرانسمیٹر کے ساتھ رہتا تھا۔۔۔۔ اس لئے اگر پاٹانی پوائنٹ میں کوئی گڑبڑ ہوتی یا ادھر سے کوئی پارٹی ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھتی تو سرنیدر ٹرانسمیٹر کے ذریعے ہیڈ کوارٹر اطلاع کر دیتا تھا اس طرح ہیڈ کوارٹر مزید محتاط ہو جاتا۔۔۔۔ جب کہ اس پارٹی کو سرنیدر کے آدمی ہی آگے نہ بڑھنے دیتے۔ انہی معلومات کی بنا پر عمران نے بی۔ فور ٹرانسمیٹر پر جولیا کو مکمل اور تفصیلی ہدایات دے دی تھیں کہ وہ کافرستانی

سپیشل ایجنٹس کے روپ میں سرینڈر کے پاس پہنچیں اور پھر سرینڈر
کی جگہ تنویر لے لے۔ اس طرح ان کی پاٹانی پوائنٹ میں موجودگی اور
پھر وہاں سے آگے بڑھنے کی اطلاع ہیڈ کوارٹر کو نہ ہو سکے گی۔ وہ
خود سرینڈر سے شاکانہ کے حوالے سے ملا تھا —— اس لئے وہ
سرینڈر سے باتوں ہی باتوں میں خاصی معلومات حاصل کرنے میں
کامیاب ہو گیا تھا۔ اُسے اتنا اشارہ مل گیا تھا کہ ہیڈ کوارٹر میں
داخلے کے دو راستے ہیں —— ایک بڑا راستہ ہے جو براہِ راست چیف
باس کی ہدایت پر کھلتا ہے۔ اور اُسے مکمل طور پر کمپیوٹر کنٹرول کیا
گیا ہے۔ اس راستے سے خوراک۔ اسلحہ اور بڑی گاڑیاں ہیڈ کوارٹر
میں جاتی ہیں —— اور کمپیوٹر کے ذریعے ان کی مکمل تلاشی لی جاتی ہے۔
جب کہ دوسرا راستہ ہیڈ کوارٹر میں موجود افراد کے خفیہ طور پر
آنے جانے کے لئے بنایا گیا ہے۔ یہ راستہ جنگل کے اندر سے
ایک سرنگ نما راستہ ہے جو پاٹانی پوائنٹ سے کچھ فاصلے پر پہلی
پہاڑی میں کہیں واقع ہے —— وہاں سے آنے جانے کے لئے
بھی سرینڈر کے آدمیوں کی چیکنگ ضروری ہے۔ باہر سے جب کوئی
اس راستے میں جاتا ہے تو وہ پہلے سرینڈر کو اطلاع کرتا ہے۔
سرینڈر اس کے متعلق مکمل تسلی کر لینے کے بعد ہیڈ کوارٹر اطلاع کرتا
ہے اور جانے والے آدمی کی مکمل تفصیلات بتاتا ہے —— جب
وہاں سے گرین سگنل مل جاتا ہے تب وہ راستہ کھولا جاتا ہے۔
اس طرح اندر جانے والے بھی سرینڈر کی تسلی کے بغیر پاٹانی پوائنٹ
سے باہر نہیں جا سکتے۔

عمران سرینڈر سے ملنے کے بعد بظاہر واپس چلا گیا تھا لیکن پھر
وہ تاریکی پڑتے ہی انتہائی محتاط انداز میں پاٹانی پوائنٹ کی سائیڈ سے
بچ بچا کر آگے بڑھتے ہوئے پہاڑیوں کی طرف رینگ گیا تھا —— اور
اس وقت وہ پہلی پہاڑی کے دامن میں ایک چٹان کے پیچھے موجود تھا۔
اس نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہنا ہوا تھا۔ اور اس کے پاس صرف
ایک ریوالور تھا —— ابھی جولیا اور اس کی ٹیم اور دوسری طرف لیڈی
سندرتا اور اس کی ٹیم کے پہنچنے میں دو گھنٹوں کا وقفہ موجود تھا۔ اور
عمران کا پروگرام یہی تھا کہ انہی دو گھنٹوں میں وہ کسی نہ کسی طرح ہیڈ کوارٹر
کے اندر داخل ہو جائے گا —— اس کے پاس میک اپ کا جدید ترین سامان
بھی ایک چھوٹے سے باکس میں بند موجود تھا۔ اُسے پتہ چلا تھا کہ ہفتے میں
ایک بار ہیڈ کوارٹر سے ایک آدمی پاٹانی پوائنٹ آتا تھا اور وہ وہاں
سے ایک عورت کو اپنے ہمراہ لے کر واپس ہیڈ کوارٹر جاتا تھا —— کیونکہ
سالومن تنظیم کا چیف کنگ کوبرا انتہائی عیاش طبع آدمی تھا۔ اور یہ سارا
بندوبست اُسی کے لئے ہوتا تھا۔ کہ ہر ہفتے اس کے لئے شہر سے ایک
لڑکی کو سبز باغ دکھا کر پاٹانی پیچ لایا جاتا تھا —— اور پھر وہاں سے اُسے
ہیڈ کوارٹر بھیج دیا جاتا۔ کنگ کوبرا ہفتے بعد نئی لڑکی کے آنے پر پہلی
لڑکی کو گولی مار کر ہلاک کر دیتا تھا۔ اس طرح جو لڑکی ایک بار ہیڈ کوارٹر میں
داخل ہوتی تھی پھر وہ زندہ سلامت واپس نہ آتی تھی —— اور لڑکیوں
کی اس سپلائی کا تمام کام سرینڈر کے ذمہ تھا۔ عمران کو پتہ چلا تھا
کہ نئی لڑکی کی سپلائی کے لئے آج رات کا وقت مقرر ہے۔ اور اس
بار ایک لڑکی کو اغوا کر کے پاٹانی پوائنٹ کے ایک کوارٹر میں رکھا گیا

ہے۔ اس لئے ہیڈ کوارٹر سے اس لڑکی کو لانے کے لئے ایک خاص آدمی نے باہر آنا تھا۔ اور پھر لڑکی سمیت اندر جانا تھا۔ اور عمران اسی آدمی کے انتظار میں چٹان سے چپکا پڑا تھا —— ساتھ ہی وہ دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا کہ آنے والا اسی کے قد و قامت میں ہو تاکہ وہ اس کے روپ میں آسانی سے اندر جا سکے۔ لیکن فی الحال یہ قسمت کی بات ہی تھی۔

عمران چٹان سے چپکا اندھیرے میں ہر طرف کا جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک اسے دور سے ہلکا سا کھٹکا سنائی دیا۔ اور کھٹکے کی آواز سنتے ہی وہ چونک پڑا —— اس کی نظریں تیزی سے اس طرف کو گھوم گئیں۔ جہاں سے اسے اندھیرے میں کھٹکے کی آواز سنائی دی تھی۔ اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ اس سے تقریباً سو گز کے فاصلے پر ایک چٹان کسی تختے کی طرح اوپر کو اٹھ رہی تھی —— عمران نظریں جمائے اسے دیکھتا رہا۔ چٹان جب کافی اونچی ہو گئی تو ایک آدمی کی جھلک دکھائی دی۔ اور عمران نے برا سا منہ بنا لیا۔ کیونکہ آنے والے کا قد و قامت اور جسم عمران سے مختلف تھا —— اور عمران کسی صورت میں بھی اس آدمی کا روپ نہ دھار سکتا تھا۔ اس لئے اس کی یہ پلاننگ کہ وہ اس آدمی کی جگہ لے کر پاٹانی پوائنٹ پہنچے گا اور پھر وہاں سے لڑکی کو ساتھ لے کر اطمینان سے نہ صرف ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جائے گا بلکہ اس طرح وہ آسانی سے کنگ کوبرا تک پہنچ کر اسے بے بس کر لے گا —— اور پھر کنگ کوبرا کی وجہ سے وہ سارے ہیڈ کوارٹر پر کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ لیکن اس آدمی کو دیکھتے

ہی اس کی ساری پلاننگ شیخ چلی کے انڈوں کے ٹوکرے کی طرح چکنا چور ہو گئی۔

"کم از کم آج تو مجھ جیسا ایک آدمی بھیج دینا تھا" —— عمران نے منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

لیکن ظاہر ہے اس کے اس طرح بڑبڑانے سے آنے والے کا قد و قامت اور جسم تو عمران جیسا ہونے سے رہا۔

وہ آدمی اس ڈھکن کی طرح اٹھنے والی چٹان سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا پاٹانی پوائنٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے باہر آتے ہی چٹان خود بخود بند ہو گئی تھی —— عمران نے دیکھا کہ جس راستے پر وہ چل رہا تھا وہ اس چٹان کے پاس سے ہو کر پاٹانی پوائنٹ کی طرف جاتا تھا۔ جس کے پیچھے عمران چھپا ہوا تھا۔ چنانچہ عمران کسی شکاری چیتے کی طرح محتاط ہو گیا —— اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں ہیڈ کوارٹر کے اندر سے باہر کا ماحول کسی سکرین پر چیک نہ کیا جا رہا ہو۔ اس لئے وہ حتی الوسع چٹان سے باہر نکلنے سے گریز کر رہا تھا۔ آنے والا تیز تیز قدم اٹھاتا چٹان کے قریب آتا جا رہا تھا —— آنے والے کے جسم پر فوجی وردی موجود تھی۔ اس کی چال بھی فوجی انداز کی تھی۔ اس لئے عمران نے اندازہ لگا لیا تھا۔ کہ یہ ہیڈ کوارٹر میں یقیناً کافرستانی فوجیوں کو رکھا گیا ہے تاکہ کسی بھی ایمرجنسی میں ان سے کام لیا جا سکے —— ایسے مشنز پر بھیجے جانے والے فوجی چونکہ پوری طرح تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ اور زیادہ محتاط ہو گیا۔ آنے والا اب قریب پہنچ چکا تھا۔ عمران نے سانس روک لیا —— پھر جیسے ہی آنے والا چٹان کے ساتھ

گھومتا ہوا آگے بڑھا۔ عمران نے یک لخت شکاری چیتے کے سے انداز میں اس پر چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اُسے اپنے ہمراہ لئے ہوئے چٹان کے پیچھے آ گرا ـــــ نیچے گرتے ہی عمران سانپ کی سی تیزی سے پلٹا۔ اور آنے والا جو شاید ابھی تک ذہنی طور پر سنبھل ہی نہ سکا تھا پنجنی کھا کر سر کے بل قلابازی کے سے انداز میں الٹا ہو کر چٹان کے ساتھ ٹکرایا ـــــ اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم بُری طرح تڑپا کیونکہ عمران نے اُسے پلٹا کر چٹان کے ساتھ ٹکراتے ہوئے اس کی دونوں ٹانگوں پر جو آگے جھک گئی تھیں پر اپنے پورے جسم کا بوجھ ڈال دیا تھا ـــــ جب کہ اس کے پیروں نے اس کے سر کو چٹان کے ساتھ دبا کر رکھ دیا تھا۔ چنانچہ نتیجہ اس کی توقع کے عین مطابق نکلا۔ ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں آنے والے کی دونوں ٹانگیں اس کے کولھوں کے جوڑ سے اکھڑ گئیں ـــــ اور عمران اچھل کر پیچھے ہٹا تو وہ آدمی کراہتا ہوا پیٹ کے بل زمین پر گرا۔ اس کی دونوں ٹانگیں سیدھی ہو گئیں اس کے باقی جسم نے تڑپ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران ـــ اس کے نیچے گرتے ہی ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا ـــــ اور پھر اس کی پشت پر بیٹھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کا سر پکڑا اور اُسے تیزی سے دائیں بائیں یوں جھٹکے دیئے کہ وہ بے چارہ چیخنے کی بھی فرصت حاصل نہ کر سکا ـــــ عمران کے دونوں ہاتھ مشین سے بھی زیادہ تیز چل رہے تھے۔ اور اس نے ہاتھ اس وقت روکے جب اُسے اپنے نیچے موجود جسم کے بے حس و حرکت ہو جانے کا یقین ہو گیا۔ گردن کو اس انداز میں مسلسل دائیں بائیں جھٹکے دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آدمی پوری

طرح سانس لینے میں ناکام رہا اور بے ہوشی کے دلدل میں ڈوبتا گیا۔ اس کے بے حس و حرکت ہوتے ہی عمران اچھل کر پیچھے ہٹا اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کے جسم کو پلٹ دیا ـــــ اب وہ آدمی پشت کے بل اس کے سامنے زمین پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران نے سب سے پہلے تو انتہائی پھرتی سے اس کی تلاشی لی۔ اور پھر اس کے لباس سے سارا سامان اس نے نکال لیا ـــــ اس کی جیبوں سے ایک سرخ رنگ کا شناختی کارڈ نما کارڈ بھی نکلا تھا۔ عمران نے جیب سے پنسل ٹارچ نکالی اور چٹان کی اوٹ میں ہو کر اُسے جلایا اور کارڈ پر روشنی ڈالی ـــــ کارڈ پر نام کی جگہ راجیش لکھا ہوا تھا اور ساتھ ہی ایک کوڈ نمبر بھی۔ بی۔ الیون۔ سکس۔ زیرو۔ کارڈ پر کوئی فوٹو وغیرہ نہ تھا۔ البتہ کارڈ کے کنارے پر کمپیوٹر چیکنگ کے لئے پنچنگ کے مخصوص سوراخ موجود تھے۔ عمران نے دوسرے سامان کی چیکنگ کی تو اس میں سگریٹ کیس۔ لائٹر ایک جدید ساخت کا ریوالور اور اس کے ساتھ ہی ایک گائیگر نما آلہ تھا ـــــ لیکن بظاہر گائیگر نظر آنے والے اس چھوٹے سے آلہ کی ساخت گائیگر سے قدرے مختلف تھا۔ عمران ٹارچ کی روشنی میں اس آلے کی ساخت کو بغور دیکھتا رہا اور پھر اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی ـــــ وہ اس کی کارکردگی کو سمجھ گیا تھا یہ کمپیوٹر لنک تھا۔ اس کے ذریعے اندرونی کمپیوٹر سے لنک کیا جا سکتا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ چٹان کا کھلنا اور بند ہونا بھی کمپیوٹر کنٹرولڈ ہے۔ اور اس لنک کی مدد سے چٹان کو باہر سے کھولا جا سکتا ہو گا ـــــ آنے والے کا جسم عمران سے قدرے فربہ اور قد قدرے نکلتا ہوا تھا۔ اس لئے اگر عمران اس

کے کپڑے پہن لیتا تو یقیناً وہ اس پر ڈھیلے پڑتے لیکن اس کا ایک فوری حل عمران کے ذہن میں آ گیا۔ اس نے جلدی سے اس کی یونیفارم اتارنی شروع کر دی ——— یونیفارم اتار کر اس نے اُسے اپنے کپڑوں کے اوپر ہی پہن لیا۔ قمیض پتلون کے اندر دے کر اور پتلون کے پائنچوں کو ذرا سا موڑ کر اس نے دور سے دیکھنے والے کو ڈاج دینے کی حد تک قابل بنا لیا ——— اپنے لباس کے اوپر یونیفارم پہن لینے کی وجہ سے وہ اتنی ڈھیلی نظر نہ آ رہی تھی اور دور سے گزارا ہو سکتا تھا۔ پہلے تو عمران نے سوچا کہ اس کا میک اپ کر کے وہ پاٹانی پوائنٹ چلا جائے تاکہ وہاں سے لڑکی کو ساتھ لے کر آئے ——— لیکن پھر اس نے یہ ارادہ بدل دیا کیونکہ وہ لاکھ بھی میک اپ کرتا نزدیک سے اس کا بھرم آسانی سے کھل جانا تھا۔ ایسی صورت میں وہ لڑکی الٹا ایک عذاب بن جاتی۔ چنانچہ اس نے فی الحال ہیڈ کوارٹر کے اندر داخل ہونے کو ہی غنیمت سمجھا اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا ——— حالانکہ عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ اس طرح کے ہیڈ کوارٹر کے اندر داخل ہونے کے بعد ایک آدمی سوائے موت کو قبول کرنے کے اور کچھ نہ کر سکتا تھا لیکن عمران ایسے جان لیوا رسک لینے کا ہمیشہ سے عادی تھا ——— اس کی نظر میں موت اور زندگی میں کبھی کوئی فرق نہ رہا تھا۔ اس لئے ایسا خطرناک پروگرام بناتے ہوئے وہ ایک لمحے کے لئے بھی نہ ہچکچایا تھا۔ لباس پہن لینے کے بعد اس نے سامان واپس جیبوں میں منتقل کیا ——— اور پھر وہ انڈر ویئر میں پڑے ہوئے راجیش پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی اس کے جسم میں حرکت محسوس

ہوئی تو عمران نے اس کی گردن پر مخصوص انداز میں ہاتھ رکھا۔ اس نے اپنا انگوٹھا اس کی گردن کی ایک مخصوص رگ پر رکھا ہوا تھا راجیش کی جیسے ہی آنکھیں کھلیں۔ عمران نے انگوٹھے کو مخصوص انداز میں دبایا۔

"سنو ——— اگر چیخنے کی کوشش کی تو گردن توڑ دوں گا" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"کک ——— کک ——— کون ہو تم" ——— راجیش کے حلق سے خوف زدہ سی آواز نکلی۔ اس کی آنکھوں میں تکلیف اور دہشت کے آثار نمایاں تھے۔ چہرہ تکلیف کی شدت سے خاصا مسخ ہو گیا تھا۔ ظاہر ہے اس کا نچلا دھڑ بالکل بے کار ہو گیا تھا ——— اور اس کے دونوں بازوؤں پر عمران نے اپنے دونوں پیر رکھے ہوئے تھے۔ اس طرح راجیش صرف زبان ہلا سکتا تھا۔ باقی جسم کے کسی حصے کو حرکت دینے سے وہ مکمل طور پر معذور تھا۔

"سنو ——— ہیڈ کوارٹر میں داخلے سے لے کر کنگ کو براتک پہنچنے کی ساری تفصیلات بتا دو۔ ایک لمحے میں ورنہ ......" ——— عمران کے لہجے میں شدید غراہٹ تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اس کے سینے پر اپنے جسم کا وزن ڈالنے کے ساتھ ساتھ گردن کی رگ پر رکھے ہوئے انگوٹھے کو بھی جھٹکا دیا۔ راجیش کا جسم بُری طرح لرزنے لگا۔ اس کا پہلے سے مسخ چہرہ اور زیادہ تیزی سے مسخ ہونے لگا۔

"بب ——— بب ——— بتاتا ہوں۔ بھگوان کے لئے ——— بب ——— بب بتاتا ہوں" ——— راجیش کے حلق سے غرغراہٹ آمیز آواز نکلی اور عمران نے دباؤ کو ذرا سا ہلکا کر دیا۔

اور پھر اس نے اٹک اٹک کر اندر داخل ہونے سے لے کر کنگ کوبرا کے دفتر تک کی ساری صورت حال بتا دی۔ گو اس دوران — کئی بار عمران کو جھٹکے دینے پڑے لیکن وہ کم از کم بنیادی معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا — کافرستانی فوجی حالانکہ تربیت یافتہ تھا اور اتنی آسانی سے کسی صورت میں بھی کچھ نہ بتاتا لیکن عمران ایسے لوگوں سے اگلوانا جانتا تھا۔ چنانچہ اس نے اسے نفسیاتی طور پر پہلے بُری طرح توڑ پھوڑ دیا — اس کی دونوں ٹانگیں بے کار کر دیں۔ خود سینے پر بیٹھ کر اس کے دل پر دباؤ ڈالا اور پھر انگوٹھے کی مدد سے جھٹکے دے کر اُسے زندگی کے آخری کنارے تک پہنچا دیا۔ اس ساری صورت حال کے اچانک وقوع پذیر ہو جانے کی وجہ سے یقینی موت کا خوف راجیش کے شعور سے چمٹ گیا — اور اس طرح موت سے بچنے کے آخری چارہ کار کے طور پر اس نے عمران کے سامنے سب کچھ اگل دیا۔

معلومات حاصل کرتے ہی عمران یک لخت اپنی جگہ سے اچھل کر اس کے سینے پر گرا اور ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے انگوٹھا دبا دیا جس کا نتیجہ فوری برآمد ہوا — راجیش ایک لمحے کے لئے پھڑک کر ختم ہو گیا۔ بے پناہ دباؤ اور زوردار جھٹکے سے اس کا دل پھٹ گیا اور انگوٹھے کی مدد سے اس نے اس کا سانس روک دیا۔ جیسے ہی راجیش پھڑکا عمران اچھل کر ایک طرف ہو گیا — کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ راجیش کے منہ اور ناک سے خون فوارے کی طرح نکلے گا اور وہی ہوا۔ ایک لمحے کے لئے خون راجیش کی ناک اور منہ سے فوارے کی طرح اچھلا اور پھر ختم ہو گیا — عمران اب اطمینان سے کھڑا تھا کیونکہ اُس نے معلوم

کر لیا تھا۔ کہ ایسی کوئی مشین اس راستے پر استعمال نہیں کی جاتی جس سے اندر سے باہر کا منظر دیکھا جا سکا۔ وہ چند لمحے غور سے اس چٹان کو دیکھتا رہا — جہاں سے ہیڈ کوارٹر کے اندر جانے کا راستہ تھا۔ یہ راستہ یقینی موت کی طرف بھی جا سکتا تھا اور کامیابی کی طرف بھی اگر عمران کی جگہ کوئی اور ہوتا تو کبھی بھی یہ اندھا رسک نہ لیتا۔ لیکن عمران ایسی باتوں سے ہمیشہ بے نیاز رہا تھا — اس بار بھی وہ مضبوط قدموں سے یقینی موت کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر کمپیوٹر لنک نکال لیا۔ چٹان کے قریب پہنچ کر اس نے لنک کو باہر نکال کر اس کا بٹن پریس کر دیا — چند لمحوں تک تو کچھ نہ ہوا۔ لیکن پھر چٹان کا ڈھکن خود بخود اوپر اٹھنے لگا اور عمران کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ رینگ گئی۔ وہ دشمنوں کے ناقابل تسخیر قلعے میں پہلا شگاف ڈال دینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

چٹان کھلتے ہی وہ اس کے اندر گہرائی میں جانے والی سڑک پر چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ سامنے ایک ٹھوس چٹان نظر آ رہی تھی۔ عمران چٹان کے قریب پہنچ کر رکا — اور پھر اس نے جیب سے راجیش کا کارڈ نکال کر اُسے چٹان کے ساتھ یوں چپکا دیا جیسے دیوار کے ساتھ پوسٹر چسپاں کیا جاتا ہے۔ دوسرے لمحے کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی چٹان میں ایک خانہ کھلا اور کارڈ اس کے اندر غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہی خانہ دوبارہ کھلا اور کارڈ واپس باہر آ گیا — عمران نے اُسے پھرتی سے اٹھا لیا۔ اس کے ساتھ ہی چٹان درمیان سے دو حصوں میں تقسیم ہو کر دائیں بائیں تھوڑی سی سمٹ گئی اور گزرنے کے لئے

راستہ بن گیا۔ آگے ایک برآمدہ نما مختصر سی راہداری تھی۔ عمران نے ایک بار پھر لنک کا بٹن پریس کیا اور اپنا انگوٹھا اس کے اوپر رکھے رکھا ——— اس کے ساتھ ہی وہ راہداری میں داخل ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا گیا۔ اُسے راجیش بتا چکا تھا کہ اس راہداری سے گزرتے ہوئے کمپیوٹر گزرنے والے کی مکمل چیکنگ کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے عمران راجیش نہیں تھا اس لئے لازماً وہ اس راہداری میں پھنس جاتا ——— لیکن عمران جیسا ذہین کمپیوٹر سے کب مار کھانے والا تھا۔ اس نے لنک کا بٹن پریس رکھ کر کمپیوٹر کو الجھا دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کمپیوٹر مطلوبہ نتائج تک پہنچنے میں کامیاب نہ ہو سکا اور عمران چند ہی قدم اٹھانے کے بعد یہ خطرناک ترین مرحلہ پار کر گیا ——— راہداری کے اختتام پر ایک کمرہ تھا عمران جب اس کمرے میں پہنچا تو اس نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ اس کمرے کا دروازہ کھلنے کے بعد صحیح معنوں میں وہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جاتا ——— وہ دروازے کے سامنے ایک لمحے کے لئے رکا۔ یہ دروازہ فولادی چادر کا بنا ہوا تھا۔ اور دوسری طرف سے بند تھا۔ راجیش نے اُسے بتایا تھا کہ اس دروازے کے دوسری طرف چھ مسلح سیکورٹی گارڈ موجود رہتے تھے جو کنگ کوبرا کے لئے آنے والی لڑکی کو اس سے لے لیتے ——— اور پھر اُسے وہ خود کنگ کوبرا تک پہنچاتے کیسے پہنچاتے اس کا اُسے علم نہ تھا۔ راجیش کا تعلق ہیڈ کوارٹر میں موجود ایک قید خانے تک محدود تھا۔ چونکہ آج اس کی ریسٹ تھی اس لئے نمبر ٹو فالکن نے لڑکی لانے کے لئے اس کا انتخاب کیا تھا ——— تاکہ کسی کی ڈیوٹی میں حرج نہ ہو۔ مقصد یہ کہ بحیثیت راجیش

عمران کا کام اس دروازے کے کھلنے پر ختم ہو جاتا تھا۔ عمران نے جیب میں موجود ریوالور نکال کر ہاتھ میں پکڑا۔ اور پھر فولادی چادر پر زور زور سے تین بار دستک دی ——— راجیش نے اُسے یہی بتایا تھا جیسے ہی تیسری دستک ختم ہوئی۔ اچانک عمران کو سائیڈ میں کھٹکا سا محسوس ہوا وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔ لیکن دوسرے لمحے ایک دھماکہ ہوا اور اس کے سر پر جیسے قیامت سی ٹوٹ پڑی ——— دروازے کے اوپر سے ایک لوہے کا بڑا سا ہتھوڑا ایک لخت نیچے گرا اور وہ سیدھا عمران کی کھوپڑی پر آ لگا۔ یہ ضرب اس قدر شدید اور اچانک تھی کہ عمران کی پوری کھوپڑی بُری طرح ہل گئی ——— اور وہ گھٹنوں کے بل دھڑام سے نیچے گرا۔ اس کے ذہن پر یک لخت اندھیروں نے یلغار کر دی تھی۔ اور جس انداز میں لوہے کا بڑا سا ہتھوڑا اس کے سر پر پڑا تھا ——— اس سے تو یہ بظاہر یہی امکان تھا کہ اب عمران دوبارہ کبھی نہ اٹھ سکے گا۔ اس کا چہرہ تیزی سے زرد پڑتا چلا گیا۔ اور سانس کے گلے میں اٹکنے کی وجہ سے وہ چند لمحوں کے لئے اس بُری طرح پھڑکا جیسے روح اس کے جسم سے نکل رہی ہو ——— اور اس کے ہاتھ اور پیر یک لخت سیدھے ہو گئے۔ شاید موت کی دلدل اُسے نگل جانے میں کامیاب ہو ہی گئی تھی۔

دروازہ کھلنے کی آواز سن کر کنگ کوبرا جو رسالہ پڑھنے میں
مگن تھا چونک پڑا۔ دروازہ پر فالکن کھڑا تھا۔
"سر ــــ خوشخبری ہے۔ لیڈی سندرتا اغوا ہو کر ہیڈ کوارٹر
پہنچ چکی ہے۔ میں نے اسے ہول ڈارپ میں اس لئے نہیں ڈالا کہ
آپ خود اس کے متعلق تسلی کر لیں" ــــ دروازے پر موجود فالکن نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
"گڈ ـــ ویری گڈ ــــ یہ واقعی خوشخبری ہے" ــــ کنگ کوبرا
نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یک لخت
مسرت کا آبشار سا بہنے لگا تھا۔ آنکھوں میں فاتحانہ چمک ابھر آئی تھی۔
"کہاں ہے وہ ــــ کیسے پہنچی" ــــ کنگ کوبرا نے مسرت
بھرے لہجے میں پوچھا۔
"نبجے تتری کے آدمی اسے پاٹانی پوائنٹ پر سریندر کے پاس چھوڑ

گئے۔ سریندر نے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دی۔ اور میں نے اسے اندر منگوا
لیا۔ ایک گھنٹہ اسے یہاں پہنچے ہو گیا ہے۔ ویسے باس آج آپ کے
لئے نئی لڑکی نے بھی آنا ہے ــــ ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ نئی لڑکی
کی بجائے لیڈی سندرتا کو ہی اس ہفتے اپنے پاس رکھ لیں"
فالکن نے کہا۔
"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ لیڈی سندرتا سیکرٹ ایجنٹ
ہے۔ جیسے ہی وہ ہوش میں آئی۔ اس نے قیامت برپا کر دینی ہے۔
ایسی عورت کے ساتھ بھلا عیاشی کا تصور بھی ہو سکتا ہے"
کنگ کوبرا نے غراتے ہوئے جواب دیا۔
"اوہ۔ ٹھیک ہے سر۔ مجھے دراصل اس بات کا خیال نہ آیا تھا۔ ویسے سر
آپ بے فکر رہیں۔ سریندر نے کہا ہے کہ اس نے لڑکی کا انتظام کر لیا ہے وہ
رات کو پہنچ جائے گی" ــــ فالکن نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔
"کہاں ہے لیڈی سندرتا" ــــ کنگ کوبرا نے پوچھا۔
"سر۔ بیڈ روم میں ہے۔ آیئے" ــــ فالکن نے کہا اور پھر وہ
دروازے کی طرف مڑ گیا۔ کنگ کوبرا اس کے پیچھے تھا۔ مختلف
راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک کمرے کے دروازے پر
پہنچ گئے ــــ دروازے کے باہر دو مسلح فوجی بڑے چوکنے انداز
میں کھڑے تھے۔
"اسے ہوش تو نہیں آیا" ــــ فالکن نے دروازے پر کھڑے
ایک فوجی سے پوچھا۔
"نو سر ــــ وہ بے ہوش ہے۔ آپ چیک کر لیں"

ایک فوجی نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کہا اور فالکن سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ دروازے کے درمیان میں ایک چھوٹا سا شیشہ نصب تھا۔ فالکن نے اس کے ساتھ ایک لمحے کے لئے آنکھیں لگائیں۔ اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔

"ٹھیک ہے ــــ دروازہ کھولو" ــــ فالکن نے کہا۔ اور دربان نے بڑی تیزی سے دروازے کا کنڈہ ہٹا کر اُسے دھکیل کر کھول دیا۔

"آئیے باس" ــــ فالکن نے ایک طرف مؤدبانہ انداز میں ہٹتے ہوئے کہا۔

اور کنگ کوبرا سر ہلاتا ہوا کھلے دروازے میں داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس کی دیواروں کے ساتھ ایسے ایسے آلات لٹکے ہوئے تھے۔ جو انسانوں پر تشدد کے کام آتے تھے ــــ ان آلات کو دیکھنے سے ہی دہشت کی لہر سی جسم میں دوڑ جاتی تھی۔ کمرے کے فرش پر لیڈی سندرتا ٹیڑھے میڑھے انداز میں بے ہوش پڑی تھی۔

"کاش یہ سیکرٹ ایجنٹ نہ ہوتی۔ تو میں ہمیشہ کے لئے اسے اپنے پاس رکھ لیتا" ــــ عیاش کنگ کوبرا نے لیڈی سندرتا کو دیکھتے ہی بڑبڑا کر کہا۔

"اسے بنچ سے کس کر ہوش میں لے آؤ" ــــ کنگ کوبرا نے کہا اور فالکن تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے فرش پر پڑی ہوئی لیڈی سندرتا کو اٹھا کر سائیڈ میں پڑی ایک لوہے کی بنچ پر لٹا دیا۔ اور

اس کے بعد اس بنچ کے ایک پائے پر لگے ہوئے بٹن کو پیر سے پریس کر دیا۔ کھٹاک کھٹاک کی تیز آوازیں ابھریں اور لوہے کی مڑی ہوئی سلاخیں نکل کر بنچ کے اوپر لیٹی ہوئی لیڈی سندرتا کے جسم کے اوپر سے گزر کر دوسری طرف غائب ہو گئیں ــــ اب لیڈی سندرتا ملنے سے بھی معذور ہو چکی تھی۔ صرف اس کا سر اور گردن ان فولادی شکنجوں سے باہر تھی۔

"اسے ہوش میں لے آؤ۔ اور مارفن کو بھی بلا لو" ــــ کنگ کوبرا نے مطمئن انداز میں کہا۔

فالکن نے مڑ کر دروازے کے باہر کھڑے سپاہیوں سے مارفن کو بلانے کے لئے کہا۔ مارفن بلیک روم کا انچارج تھا۔ وہ جدی پشتی جلاد تھا ــــ اس کے آباؤ اجداد کسی زمانے میں تمری ٹنکا کے مشہور ڈاکو تھے۔ جب کہ مارفن کا باپ اور دادا سرکاری جلاد تھے۔ مارفن بذاتِ خود سالومن تنظیم میں شامل ہونے سے پہلے تمری ٹنکا کا مشہور پیشہ ور قاتل تھا ــــ مارفن کا قد و قامت بھی دیوؤں جیسا تھا۔ اور اس کے جسم میں بھی دیوؤں جیسی طاقت تھی۔ وہ ہر وقت بے تحاشا شراب پینے کا عادی تھا۔ انسانوں کو اذیت پہنچانا اس کا پسندیدہ ترین کھیل تھا ــــ اس لئے پورا ہیڈ کوارٹر مارفن کے نام سے ہی دہشت زدہ رہتا تھا۔

"آپ اس پر تشدد کرنا چاہتے ہیں" ــــ فالکن نے کنگ کوبرا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"شاید ضرورت پڑ جائے" ــــ کنگ کوبرا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں بعد مارفن ہیک روم میں داخل ہوا۔ اس کا سر انڈے کے چھلکے کی طرح شفاف تھا۔ چہرے پر بڑی بڑی مونچھیں تھیں جسم اور قد و قامت واقعی دیو جیسا تھا۔ اس نے بنیان اور چست پتلون پہنی ہوئی تھی —— جس میں سے اس کا ٹھوس فولادی جسم نمایاں ہو رہا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں شراب کی بڑی سی چھاگل تھی۔ آنکھیں اس قدر سرخ تھیں کہ یوں لگتا تھا جیسے انسانی چہرے پر دو بھڑکتے ہوئے انگارے رکھ دیئے گئے ہوں۔

"حکم باس" —— مارفن نے کنگ کوبرا کو دیکھ کر شراب کی چھاگل ایک طرف پھینکتے ہوئے بڑے مستعد لہجے میں کہا۔

"یہ لڑکی شہری ٹینکا سیکرٹ سروس کی چیف ہے ہو سکتا ہے اس سے کچھ پوچھنا پڑے اس لئے تمہیں بلایا ہے" —— کنگ کوبرا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جب بھی آپ اشارہ کریں گے یہ طوطے کی طرح بولنا شروع کر دے گی" —— مارفن نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔

اس دوران فالکن جیب سے ایک شیشی نکال کر اس میں موجود گیس بے ہوش لیڈی سندرتا کی ناک میں داخل کر چکا تھا۔ چنانچہ چند لمحوں بعد لیڈی سندرتا کو ایک زوردار چھینک آئی اور اس کی آنکھیں پٹاخ سے کھل گئیں —— فالکن پیچھے ہٹ گیا جب کہ مارفن دو قدم بڑھ کر آگے ہو گیا تاکہ لیڈی سندرتا اُسے اچھی طرح دیکھ سکے۔

"لیڈی سندرتا —— تم اس وقت سالومن ہیڈ کوارٹر میں ہو"

کنگ کوبرا نے اس کے ہوش میں آتے ہی غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا —— تو تم اب اوچھی حرکتوں پر اتر آئے ہو" —— لیڈی سندرتا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ —— زبان چلانے کی ضرورت نہیں ورنہ مارفن ایک لمحے میں تمہاری ہڈیاں توڑ دے گا۔ صرف یہ بتا دو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا وہ احمق عمران اور اس کے ساتھی اس وقت کہاں موجود ہیں" کنگ کوبرا نے غراتے ہوئے کہا۔

"اس وقت اب مجھے کیا معلوم کہ یہ کون سا وقت ہے" لیڈی سندرتا نے بڑے مطمئن انداز میں اس کا مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا۔

"اس وقت رات کے آٹھ بجے ہیں" —— کنگ کوبرا نے اُسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اس وقت وہ کسی ہوٹل میں بیٹھے رات کا کھانا کھا رہے ہوں گے" لیڈی سندرتا نے بدستور اُسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس —— یہ آپ کا مذاق اڑانے کی گستاخی کر رہی ہے۔ اگر آپ حکم کریں تو" —— اچانک مارفن نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے —— سیکرٹ سروس کی چیف بن کر یہ ضرورت سے زیادہ اڑنے لگی ہے۔ ذرا اس سے پوچھو کہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں" —— کنگ کوبرا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور مارفن بنچ پر بندھی ہوئی لیڈی سندرتا پر اس طرح جھپٹا جیسے کوئی بھیڑیا کسی بھیڑ کے بچے پر جھپٹتا ہے۔ اس کی سرخ انگارہ آنکھوں

میں یک لخت چمک ابھر آئی تھی۔ دوسرے لمحے لیڈی سندرتا کے حلق سے بھیانک چیخ نکلی۔ اور وہ بری طرح سر مارتی ہوئی یک لخت بے ہوش ہو گئی ـــــ مارفن نے انتہائی سفاکی سے اس کا ایک پاؤں پکڑ کر اُسے جھٹکے سے مروڑ دیا تھا۔ مارفن کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے دوسرے پیر کی طرف لپکا ہی تھا کہ کنگ کوبرا نے اُسے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔

"ٹھہرو ـــــ اس طرح یہ مر جائے گی۔ اسے ہوش میں لے آؤ" کنگ کوبرا نے کہا۔

اور مارفن تیزی سے پلٹا اور پھر اس نے ایک بھرپور تھپڑ لیڈی سندرتا کے چہرے پر مار دیا۔ تھپڑ کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔ تھپڑ اتنا زوردار تھا کہ لیڈی سندرتا کا نہ صرف گال پھٹ گیا بلکہ اس کے ناک اور منہ سے خون بہہ نکلا ـــــ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔ اس کا خوبصورت چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو چکا تھا۔

"حرام زادو ـــــ تم مرد ہو کر ایک بندھی ہوئی عورت پر ہاتھ اٹھا رہے ہو۔ اخ تھو" ـــــ لیڈی سندرتا نے ہوش میں آتے ہی چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے سامنے کھڑے کنگ کوبرا پر تھوک دیا۔

لیڈی سندرتا کے تھوکتے ہی مارفن کا ہتھوڑا نما ہاتھ یک لخت فضا میں اٹھا۔ لیکن کنگ کوبرا جو ایک ہاتھ سے سینے پر پڑنے والے تھوک کو صاف کر رہا تھا اُسے دوسرے ہاتھ سے روک دیا۔

"رک جاؤ ـــــ آسان موت اب اس کے مقدر میں نہیں رہی۔ اب میں اسے سسکا سسکا کر ماروں گا۔ میں اس کی ایک ایک بوٹی اپنے ہاتھ سے نوچوں گا" ـــــ کنگ کوبرا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"تم بزدل ہو نامرد ہو۔ اگر تم مرد ہو تو مجھے کھول دو۔ پھر دیکھو میں تمہارا کیا حشر کرتی ہوں" ـــــ لیڈی سندرتا نے جواب میں اس سے بھی زیادہ اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔

اور مارفن جو شاید غصے میں اس کی گردن توڑنا چاہتا تھا۔ بڑی مشکل سے ہونٹ بھینچتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔

"باس ـــــ یہ آپ کو غصہ دلا کر مرنا چاہتی ہے۔ جب کہ کافرستانی ٹیم تک اسے زندہ رہنا چاہیئے" ـــــ اب تک خاموش کھڑے فالکن نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ـــــ اچھا ہوا تم نے مجھے یاد دلا دیا۔ ٹھیک ہے۔ کافرستانی ٹیم خود ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نمٹتی پھرے گی۔ البتہ بعد میں اس کا انتہائی عبرت ناک حشر کراؤں گا" ـــــ غصے سے پھنکارتے ہوئے کنگ کوبرا نے اپنے آپ پر کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر" ـــــ فالکن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

مگر اُسی لمحے فالکن کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی مخصوص آواز نکلنے لگی۔ سیٹی کی آواز سنتے ہی وہ سب چونک پڑے۔ فالکن نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور چھوٹا سا ٹرانسمیٹر باہر نکال کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ——— گیٹ نمبر ٹو سیکورٹی آفیسر کالنگ اوور"
دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ——— فالکن اٹنڈنگ یو اوور" ——— فالکن نے حیرت بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس وقت گیٹ نمبر ٹو سیکورٹی آفیسر کی طرف سے کال کا مقصد وہ نہ سمجھ سکا تھا۔

"سر ——— پروگرام کے مطابق راجیش کو نئی لڑکی لانے کے لئے پاماٹی پوائنٹ بھیجا گیا تھا۔ لیکن وہ جلدی واپس آ گیا۔ اور سر واپس آنے والا راجیش نہ تھا۔ اس نے اس کا لباس پہن رکھا تھا۔ اس نے نجانے کس طرح گیٹ کمپیوٹر کو ڈاج دے کر کھلوایا ——— پھر وہ چیکنگ راہداری بھی بغیر الارم کے کراس کر آیا۔ البتہ اس نے سٹیل وال پر بلاسٹ ناک کر دیا۔ جس سے ایمرجنسی بلاسٹ اس کے سر پر پوری قوت سے گرا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا ——— بلاسٹ کرنے کا الارم سن کر جب ہم نے سٹیل وال کھولا تو وہ فرش پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس نے راجیش کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اُسی کا کمپیوٹر لنک اور کمپیوٹر کارڈ بھی اس کے پاس تھا ——— لیکن سر اس کی شکل وصورت اجنبی ہے وہ ہے تو ایشیائی لیکن شہری ٹنکا کا نہیں ہے اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ کمپیوٹر چیکنگ سے بچ کر کوئی سٹیل وال تک پہنچ جائے۔ اچھا تم ایسا کرو اُسے فوراً بلیک روم میں پہنچا دو۔ میں اور چیف باس وہیں ہیں ——— اور تم آدمی باہر بھیج کر راجیش کا پتہ کراؤ۔ اور ٹرانسمیٹر پر سر ینڈر کو بھی کال کر کے صورت حال کا پتہ کراؤ

اوور" ——— فالکن نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر ——— اگر آپ حکم کریں تو لڑکی کے لئے دوسرا آدمی بھیج دیا جائے اوور" ——— دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ہاں بھجوا دو۔ وہی آدمی سر ینڈر سے بھی بات کر آئے گا اوور" فالکن نے کہا۔ اور پھر دوسری طرف سے او۔ کے کے الفاظ سن کر اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ کون ہو سکتا ہے جو اس طرح ہیڈ کوارٹر میں گھس آیا ہے" کنگ کوبرا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"انتہائی حیرت انگیز بات ہے۔ بہرحال ابھی اس آدمی کے آنے پر سب کچھ معلوم ہو جائے گا" ——— فالکن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے دال میں کچھ کالا لگ رہا ہے ٹونی" ــــــ ایک کچے سے مکان کے کمرے میں بیٹھے ہوئے بڑی بڑی مونچھوں والے نوجوان نے ساتھ بیٹھے نوجوان سے کہا۔

"کیسا کالا ــــ جیگر" ــــــ نوجوان نے چونک کر پوچھا۔

"یہ کافرستانی سپیشل ایجنٹ آخر اچانک کیسے آن ٹپکے۔ جب کہ میرے خیال میں ہیڈ کوارٹر سے ان کے بارے میں کوئی اطلاع نہ آئی تھی ــــــ اور پھر ایک آدمی بھی ہیڈ کوارٹر میں گھستے ہوئے پکڑا گیا ہے۔ ہیڈ کوارٹر کا جو آدمی چیف باس سے نئی لڑکی لینے سرنیدر کے پاس پہنچا تھا۔ اس نے میرے سامنے سرنیدر سے بات چیت کی تھی۔ اس نے تو ان کافرستانیوں کی آمد کے بارے میں کچھ نہیں کہا تھا۔ اور پھر یہ سب سرنیدر کے کمرے میں اکٹھے ہیں ــــــ اور اب تک سرنیدر نے ہمیں کوئی حکم بھی نہیں دیا۔ حالانکہ سرنیدر کم از کم ان

لی ہیوں کی حفاظت کے بارے میں ضرور ہدایات دیتا" ــــــ جیگر نے بڑے فلسفیانہ انداز میں کہا۔

"ہو سکتا ہے یہ سب کچھ ٹاپ سیکرٹ ہو۔ اور اسے سرنیدر سے بھی چھپایا گیا ہو" ــــــ ٹونی نے کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں چیکنگ ضرور کرنی چاہیئے۔ تہہ خانے میں جا کر آئی۔ بی۔ ایم آن کرتے ہیں اس سے ساری صورت حال سامنے آجائے گی" ــــــ جیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایک بات سوچ لو۔ اگر یہ سب کچھ درست نکلا تو آئی۔ بی۔ ایم آن کرنے پر سرنیدر ہمیں گولیوں سے چھلنی کر دے گا" ــــــ ٹونی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو میں خود ہی کوئی نہ کوئی بہانہ کر لوں گا۔ آؤ" ــــــ جیگر نے کہا اور پھر وہ سائیڈ میں جانے والی سیڑھیوں پر اترتے چلے گئے سیڑھیوں کا اختتام ایک دروازے پر ہوا جسے باہر سے کنڈی لگائی گئی تھی ــــــ جیگر نے ہاتھ بڑھا کر کنڈی ہٹائی اور پھر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ تہہ خانے کے ایک دیوار کے ساتھ ایک بڑی سی مشین موجود تھی۔ جس کے درمیان ٹی۔ وی جیسی سکرین نصب تھی۔ یہ آئی۔ بی۔ ایم تھی ــــــ جس کے ذریعے سرنیدر کے مکان کے سب حصے چیک کئے جا سکتے تھے۔ یہ ایمرجنسی سسٹم تھا۔

جیگر نے آگے بڑھ کر مشین کا ایک بٹن آن کر دیا۔ مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی اور پھر سکرین پر جھماکے سے ہونے لگے۔ دوسرے لمحے ایک منظر سکرین پر ابھر آیا ــــــ اور اس منظر کے ابھرتے ہی جیگر

اور ٹونی دونوں بے اختیار کئی قدم پیچھے ہٹتے گئے۔ انہوں نے جلدی سے اپنی آنکھیں ملنی شروع کر دیں جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"آخر یہ عمران کب کال کرے گا" ــــــ اچانک مشین میں سے ایک آواز سنائی دی اور جیگر اور ٹونی دونوں بے اختیار آنکھیں پھاڑ کر سکرین کو دیکھنے لگے۔ وہ سکرین کو دیکھتے اور پھر سر گھما کر یوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتے جیسے ایک دوسرے کی موجودگی کا یقین کر رہے ہو۔

"کک ــــ کیا مطلب ــــ سرینڈر دو کیسے ہو گئے۔ اور لیڈی سرینڈر بھی بندھی پڑی ہے" ــــ ٹونی نے ہکلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"اوہ ــــ چوٹ ہو گئی ٹونی۔ میری چھٹی حس صحیح الارم کر رہی تھی۔ یہ شخص جو بول رہا ہے۔ یہ باس سرینڈر کے میک اپ میں ہے۔ تم نے اس کی آواز سنی ہے۔ اصل باس اور اس کی بیوی بندھے پڑے ہیں۔

"خاموش رہو تنویر ــــ نجانے عمران کیسی سچویشن میں ہو ہمیں بہرحال اس کی کال کا انتظار کرنا ہے" ــــ کمرے میں بیٹھی عورت نے سرینڈر کے میک اپ میں شخص کو ڈانٹنے کے سے انداز میں کہا۔ اور وہ سر جھکا کر خاموش ہو گیا۔

"اوہ ــــ صورت حال انتہائی خطرناک ہے۔ یہ کافرستانی نہیں ہیں۔ اس عورت نے سرینڈر باس کے میک اپ میں شخص کا نام

مسلمانوں جیسا لیا ہے۔ تنویر کافرستانیوں کا نام نہیں ہو سکتا۔ اور دوسرا نام عمران۔ یہ پاکیشیائی نام ہیں" ــــ جیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے یہ لوگ کافرستانی نہیں ہیں۔ پھر یقیناً یہ تنظیم کے دشمن ہوں گے" ــــ ٹونی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ــــ مجھے ایک بار سرینڈر نے بتایا تھا کہ ہیڈ کوارٹر کو پاکیشیائیوں سے خطرہ ہے۔ اُسے شاید ہدایات دی گئی ہوں گی۔ بہرحال اب انہیں ختم کرنا ہے" ــــ جیگر نے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے مشین کی طرف بڑھا۔ اس نے جلدی سے اس کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ بٹن دبتے ہی سکرین تاریک ہو گئی۔ البتہ مشین کے کونے پر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اس مشین میں ایک ایمرجنسی ٹرانسمیٹر بھی فٹ تھا۔ اور جیگر اس ٹرانسمیٹر کو ہی آن کر رہا تھا۔

"ہیلو ہیلو ــــ جیگر فرام پاٹانی پوائنٹ کالنگ ہیڈ کوارٹر اوور" جیگر نے سرخ بلب کے جلتے ہی تیز تیز لہجے میں کہنا شروع کر دیا وہ بار بار یہی فقرہ دوہرا رہا تھا۔

"یس ہیڈ کوارٹر ــــ شناخت کراؤ اوور" ــــ تھوڑی دیر بعد مشین سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"نمبر ٹو۔ جیگر پاٹانی پوائنٹ اوور" ــــ جیگر نے جلدی سے کہا۔

"نمبر ون کون ہے اوور" ــــ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"نمبر ون سرینڈر ہے جناب اوور" ــــ جیگر نے جواب دیا۔

ہیڈکوارٹر سے یہ سوال شاید اسے چیک کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔

"تم نے کال کیوں کی ہے۔ سریندر کہاں ہے اوور" ــــ۔ دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

اور جیگر نے جولیا اور اس کے ساتھیوں کی جیبوں میں آ۔ سے لے کر آئی۔ بی۔ ایم کے ذریعے ان کی چیکنگ اور پھر ان کے درمیان ہونے والی گفتگو تک ساری باتیں تفصیل سے بتا دیں۔

"اوہ ــــ انہوں نے عمران کا نام لیا تھا اوور" ــــ دوسری طرف سے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا گیا۔

"یس سر ــــ میں نے خود سنا ہے اوور" ــــ جیگر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ــــ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ ٹھہرو۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہیں کال کرتا ہوں۔ میں چیف باس سے ہدایات لے لوں" دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی سرخ بلب بجھ گیا۔ جیگرا۔ "نی دونوں خاموش کھڑے رہے۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ٹرانسمیٹر ایک بار پھر جاگ پڑا۔ اور ساتھ ہی بلب جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو ہیلو ــــ ہیڈکوارٹر کالنگ جیگر اوور" ــــ بھاری آواز مشین سے نکلی۔

"یس ــــ جیگر اٹنڈنگ اوور" ــــ جیگر نے جلدی سے کہا۔

"سنو ــــ کیا تم ان لوگوں کو بے ہوش کر سکتے ہو۔ ہیڈکوارٹر انہیں زندہ حاصل کرنا چاہتا ہے اوور" ــــ دوسری طرف سے

کہا گیا۔

"بالکل جناب ــــ یہ کوئی مشکل نہیں وہ سب ایک کمرے میں بند ہیں۔ اور آئی۔ بی۔ ایم کا رابطہ در پردہ اس کمرے میں موجود ہے۔ ہم نے بھی آئی۔ بی۔ ایم کے ذریعے ہی انہیں چیک کیا ہے۔ اور آئی۔ بی۔ ایم میں انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس کا پریشر بھی موجود ہے اوور" ــــ جیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ــــ ویری گڈ ــــ سنو تم فوراً انہیں بے ہوش کر کے ہیڈکوارٹر اطلاع دو۔ تاکہ یہاں سے ان کی ہیڈکوارٹر منتقلی کا بندوبست کیا جا سکے۔ تمام کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ اور انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ ان کی بے ہوشی کی اچھی طرح تسلی کر لینا اوور" ــــ ہیڈکوارٹر سے احکامات دیتے ہوئے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے جناب ــــ میں اچھی طرح چیک کر کے اطلاع دوں گا۔ باس سریندر کے متعلق کیا حکم ہے۔ وہ اور اس کی بیوی بھی کمرے میں بندھے ہوئے موجود ہیں اوور" ــــ جیگر نے مڑ کر ٹونی کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"ان کے متعلق فیصلہ چیف باس کریں گے۔ جب ہیڈکوارٹر سے ٹیم بے ہوش افراد کو لینے آئے گی تب وہ چیف باس کا حکم ساتھ لے آئے گی ــــ سنو۔ اگر تمہاری کارکردگی درست رہی تو ہو سکتا ہے چیف باس پاٹانی پوائنٹ کا لیڈر تمہیں بنا دیں۔ اس لئے کارکردگی بے داغ ہونی چاہیئے اوور" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے جناب اوور" ——— جیگر نے مسرت سے باچھیں پھاڑتے ہوئے جواب دیا۔ اتنے بڑے انعام کی شاید اُسے خواب میں بھی توقع نہ تھی۔

"اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور جیگر نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر وہ بے ہوش کرنے والے پروسس کے ڈائل سیٹ کرنے میں مصروف ہو گیا تاکہ ہیڈ کوارٹر کے احکامات کی صحیح طور سے تعمیل ہو سکے۔

کنگ کوبرا اپنے وسیع و عریض دفتر میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ قدرت نے خود بخود اُسے ایسے مواقع مہیا کر دیئے تھے کہ وہ اپنی بے مثال کامیابی کی دھاک کافرستانی حکام پر بٹھا سکتا تھا ——— پہلے لیڈی سندر تا جے شری کے ذریعے اغوا ہو کر ہیڈ کوارٹر پہنچ گئی۔ اس کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران نے خود ہی راجیش کے لباس میں ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کی حماقت کر ڈالی اور اس طرح وہ بے ہوش ہو کر گرفتار ہو گیا ——— علی عمران کے گرفتار ہو کر بلیک روم میں پہنچتے ہی کنگ کوبرا بے اختیار مسرت سے اچھل پڑا تھا۔ وہ خود تو عمران کو نہ پہچانتا تھا لیکن یہ مسئلہ لیڈی سندر تا نے حل کر دیا۔ عمران بے ہوشی کے عالم میں جیسے ہی بلیک روم میں پہنچا لیڈی سندر تا اُسے دیکھتے ہی حیرت سے چیخ پڑی ——— اور اس کے منہ سے اس کا نام نکل گیا۔ اس پر کنگ کوبرا بے اختیار اچھل پڑا۔ عمران کے متعلق وہ

کافرستانی حکام کے دیمار کس سن چکا تھا۔ اس لئے یہ اس کے لئے بہت بڑی کامیابی تھی۔ اس نے فالکن کو وہیں روکا اور خود وہ کافرستانی حکام کو اس بارے میں رپورٹ دینے کے لئے اپنے دفتر آیا — یہاں اس نے ٹرانسمیٹر کال کی لیکن ٹی۔ ایس نہ مل سکا۔ اور اُسے یہی جواب ملا کہ ٹی۔ ایس جیسے ہی لائن پر آیا۔ وہ خود اُسے کال کرلے گا۔ چنانچہ وہ اس کی کال کا انتظار کرتا رہا — کیونکہ ٹی۔ ایس کے علاوہ وہ کسی اور سے بات نہ کرسکتا تھا۔ ٹی۔ ایس کافرستان کا اعلیٰ ترین عہدیدار تھا اور سالومن تنظیم اور اس کی کارکردگی کا اصل انچارج وہی تھا۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے جان لیوا انتظار کے بعد ٹی۔ ایس نے اُسے خود کال کی تو اس نے لیڈی سندرتا اور عمران کے متعلق رپورٹ دی — عمران کی اس طرح بے ہوشی اور گرفتاری کا پہلے تو ٹی۔ ایس کو یقین ہی نہ آیا۔ لیکن کنگ کوبرا کے زور دینے پر اس نے ان دونوں کو قید میں رکھنے کا حکم دیا — اور ان کی کڑی نگرانی کی بھی ہدایت دی۔ اور ساتھ ہی اُسے بتایا کہ کل صبح وہ خود اعلیٰ حکام کے ساتھ خفیہ طور پر سالومن ہیڈکوارٹر پہنچے گا تاکہ اگر وہ اصلی عمران ہے تو اُسے وہاں سے کافرستان لے جائے — تاکہ اس کی موت کا کریڈٹ کافرستان کے کھاتہ میں ڈالا جاسکے۔ اور ساتھ ہی ٹی۔ ایس نے کنگ کوبرا کے لئے انتہائی تحسین کے کلمات ادا کئے اور اس کی اعلیٰ ترین کارکردگی کو خوب سراہا۔ اور اس نے وعدہ کیا کہ اگر وہ واقعی اصل عمران نکلا تو کافرستانی حکومت شری ٹنکا پر قبضے کے بعد اُسے شری ٹنکا کا صدر بنا دے گی۔ یہ اتنا بڑا عہدہ تھا کہ کنگ کوبرا پاگل ہونے کی حد تک پہنچ گیا۔

ٹی۔ ایس سے بات چیت ختم کرکے جیسے ہی کنگ کوبرا نے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ اُسے فالکن کی طرف سے ایک اور عظیم کامیابی کا مژدہ سننے کے لئے ملا — اور کنگ کوبرا یہ خبر سنتے ہی اپنی خوش بختی پر مسرت سے بے اختیار ناچنے لگا۔ فالکن نے اُسے بتایا کہ پاٹانی پوائنٹ پر کچھ لوگ کافرستانی ایجنٹوں کے روپ میں پہنچے ہیں۔ اور انہوں نے سرینڈر اور اس کی بیوی کو بے ہوش کرکے قید کرلیا ہے — اور ان میں سے ایک نے سرینڈر کا میک اپ کرلیا ہے اور وہ عمران کی طرف سے کسی کال کے منتظر ہیں۔ فالکن نے اُسے بتایا کہ یہ رپورٹ اُسے سرینڈر کے نمبر ٹو جیگر کی طرف سے ملی تھی۔ جیگر نے شک پڑنے پر آئی۔ بی۔ ایم مشین کے ذریعے انہیں چیک کیا — اور پھر ہیڈکوارٹر کال کردی۔ جس پر فالکن نے اُسے انہیں بے ہوش کرنے کے احکامات دیئے۔ کیونکہ یہ بات طے ہوچکی تھی کہ یہ لوگ عمران کے ساتھی ہیں۔ فالکن کا اندازہ اُسے سو فیصد درست لگا تھا کہ عمران نے اپنے ساتھیوں کو کافرستانی ایجنٹوں کے روپ میں پاٹانی پوائنٹ پہنچایا اور خود راجیش کے روپ میں ہیڈکوارٹر داخل ہوا تاکہ یہاں پہنچ کر وہ موقع ملتے ہی اپنے ساتھیوں کو ہیڈکوارٹر کے اندر بلا کر یہاں اپنا قبضہ کرے — لیکن یہاں وہ گرفتار ہوگیا۔ اور جیگر کی وجہ سے اس کے ساتھی بھی سامنے آگئے۔ بعد ازاں جیگر نے ان کے بے ہوش ہونے کی کال دی تب فالکن نے اُسے سارے حالات سے مطلع کیا — اور سرینڈر کی جگہ جیگر جیسے ہوشیار آدمی کو پاٹانی پوائنٹ کا سربراہ بنانے کی سفارش کی۔ چنانچہ کنگ کوبرا

نے احکامات دے دیئے ۔ اور فالکن گیٹ نمبر ون سے آدمی لے کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ان افراد کو ہیڈ کوارٹر لانے کے لئے روانہ ہو گیا ——— اور اب کنگ کوبرا کو ان کے بلیک روم پہنچنے کا انتظار تھا ۔ وہ بے چینی سے ہاتھ مل رہا تھا۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ کل صبح جب ٹی۔ ایس کافرستان کے اعلیٰ حکام سمیت ہیڈ کوارٹر پہنچے گا اور اُسے معلوم ہوگا کہ نہ صرف لیڈی سندرتا اور علی عمران ہی گرفتار ہو چکے ہیں بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم قبضے میں آچکی ہے۔ تو یقیناً اس کے لئے انعامات کا ایک اور وسیع سلسلہ شروع ہو جائے گا ——— اور پورے کافرستان میں کنگ کوبرا کی اعلیٰ ترین اور باصلاحیت کارکردگی کی ایسی دھاک بیٹھ جائے گی۔ کہ اس کا نام امر ہو جائے گا۔

وہ یہی باتیں سوچتا ہوا دفتر میں ٹہل رہا تھا کہ دفتر کا دروازہ کھلا اور فالکن اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا" ——— کنگ کوبرا نے اشتیاق سے چیختے ہوئے پوچھا۔

"کامیابی باس ——— جیگر نے انتہائی شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ میرے جانے سے قبل نہ صرف وہ انہیں بے ہوش کر چکا تھا بلکہ اس نے انہیں باندھ بھی رکھا تھا۔ چنانچہ میں نے آپ کے احکامات کے مطابق سریندر کو گولی مار دینے اور جیگر کو پاٹانی پوائنٹ کا سربراہ بنا آیا ہوں ——— سریندر کو میرے سامنے جیگر نے گولی مار دی۔ اور باس میں نے اپنے طور پر جیگر کو ایک اور انعام بھی دے دیا ہے تاکہ اس کی کارکردگی اور زیادہ اچھی رہے" ——— فالکن نے ہنستے

ہوئے کہا۔

"کیسا انعام" ——— کنگ کوبرا نے چونک کر پوچھا۔ وہ اب میز کے پیچھے اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گیا تھا۔

"سریندر کی نئی بیوی اور جیگر ایک دوسرے میں دلچسپی رکھتے تھے۔ لیکن سریندر نے زبردستی اس لڑکی سے شادی کر لی تھی۔ اس لئے جیگر مجبور ہو کر خاموش ہو رہا ——— سریندر کے قتل کے بعد جیگر نے جب یہ بات مجھے بتائی تو میں نے اس لڑکی سے پوچھا اس کے اعتراف پر میں نے اپنے طور پر وہ لڑکی جیگر کو بخش دی ہے" ——— فالکن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بہت خوب ——— اچھی کارکردگی دکھانے والوں کے لئے انعامات بے حد ضروری ہیں فالکن" ——— کنگ کوبرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ یہ بات کرتے ہوئے وہ تصور ہی تصور میں خود کو بھی شہری ٹنکا کا ہونے والا صدر دیکھ رہا تھا اور شاید اس نے یہ فقرہ بھی اپنے لئے ہی کہا تھا۔

"باس انعامات ملنے سے کارکردگی میں اضافہ ہو جاتا ہے" فالکن نے جواب دیا۔

"تمہیں بھی انعام ملے گا۔ بہت بڑا انعام۔ تم فکر نہ کرو۔ صبح جب ٹی۔ ایس آئے گا تو میں اس سے تمہارے لئے بھرپور سفارش کروں گا" ——— کنگ کوبرا نے کہا۔ اُسے خیال آگیا تھا کہ فالکن کو بھی انعام کی خواہش یقیناً ہونی چاہیئے۔

"شکریہ باس ——— شکریہ" ——— فالکن نے خوش ہوتے ہوئے

جواب دیا۔

"وہ سیکرٹ سروس کے لوگ اب کہاں ہیں" ——— کنگ کوبرا نے پوچھا۔

"بلیک روم میں جناب ——— میں انہیں وہاں پہنچا کر یہاں آیا ہوں۔ لیڈی سندرتا کو بھی بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا گیا ہے۔ علی عمران ویسے تو بے ہوش ہی تھا۔ لیکن کسی بھی متوقع خطرے سے بچنے کے لئے اُسے بھی طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا گیا ہے ——— اب وہ ٹی۔ ایس کے آنے تک لازماً بے ہوش پڑا رہے گا۔ سیکرٹ سروس کے لوگ بھی گیس کی وجہ سے بے ہوش تھے۔ لیکن پھر بھی میں نے انہیں ایک ایک انجکشن لگا دیا ہے ——— اور بلیک روم بند کرا کر اس کے گرد دس مسلح افراد کا پہرہ لگا دیا ہے جو ٹی۔ ایس کے آنے تک مسلسل بلیک روم کی کڑی نگرانی کریں گے۔

"ویری گڈ ——— ویری گڈ" ——— کنگ کوبرا نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں مسرت کی زیادتی سے مرکری بلبوں کی طرح چمک رہی تھیں۔

"او۔کے ——— تم خود بھی ان لوگوں کا خیال رکھنا اور ہاں وہ نئی لڑکی جو سرینہ رسے منگوائی ہو گی" ——— کنگ کوبرا نے بات کرتے کرتے چونک کر پوچھا۔

"میں اُسے ساتھ لے آیا ہوں باس ——— وہ آپ کی رہائش گاہ پہ پہنچا دی گئی ہے" ——— فالکن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ ——— اس کا مطلب ہے آج رات بھرپور جشن منایا جائے ۔

کامیابی ——— عظیم کامیابی کا جشن۔ جاؤ فالکن تم بھی جشن مناؤ۔ اور اس کامیابی کی خوشی میں ہیڈ کوارٹر میں موجود ہر شخص کو میری طرف سے شراب مہیا کرنے کے احکامات جاری کر دو ——— مسرت اور خوشی کے ایسے موقعے بار بار نہیں آتے" ——— کنگ کوبرا نے اس طرح جشن منانے کے احکامات دینے شروع کر دیئے جیسے کوئی بہت بڑا فاتح کسی عظیم سلطنت کو فتح کرنے کے بعد کامیابی کا جشن مناتا ہے۔

"شکریہ باس" ——— فالکن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کی چال میں بھی مسرت اور فتح کا رنگ نمایاں تھا۔

"کیا بکواس ہے۔ ساتھ والے کمرے میں لڑکیاں موجود ہوں اور مارفن صرف شراب پی پی کر رات گزار دے" ـــــ گرانڈیل مارفن نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شراب کی بڑی سی چھاگل کو پوری قوت سے دیوار سے مارتے ہوئے کہا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر وحشت سوار تھی ـــــ آج رات پورے ہیڈ کوارٹر میں جشن منایا جا رہا تھا۔ شراب کھلے عام پینے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ اور مارفن جو ویسے ہی ہر وقت شراب پینے کا عادی تھا اور بھی زیادہ کھل کھیلا۔ پہلے وہ سستی سی شراب پیتا تھا لیکن آج جشن کی خوشی میں انتہائی قیمتی شراب مہیا کر دی گئی تھی اور وہ بھی انتہائی وافر مقدار میں ـــــ چنانچہ دو بڑی چھاگلیں انتہائی تیز شراب پینے کے بعد مارفن کے جسم میں خون پارے کی طرح دوڑنے لگا اور اُسی لمحے اُسے بلیک روم میں بیہوش پڑی ہوئی لڑکیوں کا خیال آگیا۔ ایک تو لیڈی سندرتا تھی جس کا پیر

اُس نے مروڑ دیا تھا۔ اور دوسری یورپین لڑکی تھی۔ جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ پاٹانی بیچ سے یہاں لائی گئی تھی۔ مارفن چونکہ بلیک روم کا انچارج تھا ـــــ اس لئے اُسے بلیک روم کے خفیہ راستوں کا اچھی طرح علم تھا۔ گو ناکن نے انتہائی سخت ہدایات دے رکھی تھیں کہ صبح تک کوئی شخص کسی صورت میں بلیک روم میں داخل نہ ہو اور مین گیٹ پر دس مسلح آدمی موجود تھے ـــــ لیکن تیز شراب نے مارفن کے دماغ پر قبضہ کر رکھا تھا۔ چنانچہ وہ تیزی سے سائیڈ کی دیوار کی طرف بڑھا۔ اس نے دیوار کے قریب پہنچ کر دیوار کے ایک مخصوص حصہ پر لات ماری ـــــ ہلکے سے دھماکے کے ساتھ دیوار درمیان سے کھل گئی اور مارفن تیزی سے دیوار میں پیدا ہونے والے خلا سے گزر کر دوسری طرف آگیا۔ وہ اب بلیک روم میں تھا۔ یہ بلیک روم کی عقبی دیوار تھی۔ بلیک روم میں اس وقت نو افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے جن میں سے دو لڑکیاں تھیں ـــــ لیڈی سندرتا بدستور بینچ پر پڑی تھی جب کہ باقی افراد فرش پر پڑے ہوئے تھے مارفن تیز تیز قدم اٹھاتا پہلے فرش پر پڑی ہوئی یورپین لڑکی کی طرف بڑھا۔ وہ اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ پھر وہ تیزی سے جھکا تاکہ اُسے اٹھا کر کاندھے پر ڈالے اور اپنے کمرے میں لے جائے کہ اچانک ایک خیال کے تحت وہ یک لخت سیدھا ہو گیا ـــــ شراب کے قبضے میں ہونے کے باوجود اُسے ایک خیال آگیا تھا کہ ہو سکتا ہے یہ نئے آنے والے لیڈی سندرتا سے زیادہ اہمیت کے حامل ہوں اور ایسا نہ ہو کہ صبح جب اس یورپین لڑکی کی پامال لاش ملے تو باس اُسے ہی گولیوں سے چھلنی کر دے۔ جب کہ

لیڈی سندرتا اُسی کے ملک کی لڑکی تھی اور پھر وہ چیف باس کے منہ سے یہ بات سن چکا تھا کہ وہ لیڈی سندرتا کا عبرتناک حشر کرے گا۔ اس لئے لیڈی سندرتا کا حشر ہونا چاہیئے —— چیف باس کرے یا مارفن کرے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس لئے اس نے عین آخری لمحے میں ارادہ بدل دیا۔ اور تیزی سے اس بنچ کی طرف بڑھا جس پر لوہے کے راڈز میں جکڑی ہوئی لیڈی سندرتا پڑی تھی —— اس کی ناک اور منہ سے نکلا ہوا خون اس کے چہرے اور گردن پر جما ہوا تھا۔ اور اس طرح اس کا چہرہ خاصا بھیانک لگ رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود مارفن کی نظریں اس کے جسم پر جیسے گڑ سی گئی تھیں۔ اس نے جلدی سے بنچ کے پائے پر لگا ہوا بٹن پریس کیا تو راڈز غائب ہو گئے —— اور مارفن نے ندیدوں کی طرح اُسے اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا۔ اس کے بعد وہ ایک سائیڈ میں موجود لوہے کی الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں رکھا ہوا ایک ڈبہ اٹھایا اور عقبی دیوار کی طرف بڑھ گیا جو ابھی تک کھلی ہوئی تھی —— خلا کراس کر کے وہ واپس اپنے کمرے میں پہنچ گیا۔ اور پھر دیوار پر لات مار کر اس نے خلا دوبارہ برابر کر دیا۔ اور پھر بڑے سے کمرے کی سائیڈ میں موجود جہازی سائز کے بستر پر لیڈی سندرتا کو لٹا کر اس نے ڈبہ کھولا اور اس میں موجود ایک سرنج اور شیشی نکالی —— شیشی میں موجود محلول سے اُس نے سرنج پُر کی اور پھر وہ محلول بستر پر پڑی ہوئی لیڈی سندرتا کے بازو میں انجکٹ کر دیا چونکہ وہ بلیک روم کا انچارج تھا۔ اس لئے اُسے یہ سب کچھ معلوم تھا۔ طویل بے ہوشی کے انجکشن بھی ان سب

کو اس نے فائن کے کہنے پر خود ہی لگائے تھے اور اب اس بے ہوشی کو ختم کرنے والی دوا بھی اس نے انجکٹ کی تھی تاکہ لیڈی سندرتا ہوش میں آ جائے —— سرنج اور شیشی دوبارہ ڈبے میں رکھ کر اس نے ڈبہ بند کیا اور اسے ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی میز پر رکھ کر وہ واپس بیڈ کی طرف بڑھا۔ ہیڈ کوارٹر کا یہ سارا حصہ ساؤنڈ پروف تھا۔ بلیک روم بھی اور اس سے ملحقہ اس کا کمرہ بھی —— اس لئے اُسے لیڈی سندرتا کی چیخوں کے باہر جانے کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ اور مارفن کی اجازت کے بغیر کوئی اور اس حصے کی طرف آ ہی نہیں سکتا تھا۔ اس لئے وہ ہر طرف سے بے فکر تھا۔

"آنکھیں کھولو جانم۔ آج تم مارفن کی دلہن بنو گی۔ مارفن کی۔ جس کی دہشت سے پورا ہیڈ کوارٹر تھر تھراتا ہے" —— مارفن نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بیڈ کے قریب جا کر کہا۔

اُسی لمحے لیڈی سندرتا کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور ساتھ ہی اس کے منہ سے کراہ سی نکل گئی۔

"آہا —— تم ہوش میں آ گئیں مائی لیڈی۔ دیکھو تمہارا دولہا مارفن تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ کتنی خوش قسمت ہو تم۔ ٹھہرو۔ میں تمہیں شراب لا دوں۔ اس سے تمہاری تکلیف دور ہو جائے گی اور تم جشن سے پوری طرح لطف اندوز ہو سکو گی" —— مارفن نے مسرت سے بھرپور انداز میں کہا۔ اور تیزی سے ایک سائیڈ میں موجود الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں رکھی ہوئی شراب کی ایک بڑی سی چھاگل اٹھائی اور پھر واپس بیڈ کی طرف مڑا۔

"ارے ـــــ تم اٹھ کر کیوں کھڑی ہو گئی ہو ۔ آرام کرو ۔ لیٹو" مارفن نے دانت نکالتے ہوئے کہا ۔

"وہ عمران کہاں ہے ۔ جسے بعد میں لایا گیا تھا" ـــــ لیڈی سندرتا جو ایک پیر پر زور دے کر کھڑی تھی چیختے ہوئے پوچھا ۔

"وہ احمق سا نوجوان ۔ وہ اور اس کے ساتھی بلیک روم میں بیہوش پڑے ہیں ان کے ساتھ ایک چینا ئے دار یورپین لڑکی بھی ہے ۔ لیکن میں تمہیں لے آیا ہوں ـــــ تم تو ہمارے ملک کی ہی ہو ۔ ناں ۔ لو یہ شراب پیو ۔ آج ہیڈ کوارٹر میں جشن منایا جا رہا ہے ۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آج تم بھی جشن منا لو ۔ یقین کرو مارفن جیسا جوان تمہیں پورے شری لنکا میں نہیں ملے گا" ـــــ مارفن نے آگے بڑھ کر لیڈی سندرتا کو بازو سے پکڑ کر بیڈ پر بٹھلانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ۔ شراب چونکہ اس کے دماغ پر پوری طرح چڑھی ہوئی تھی ۔ اس لئے اس کے لہجے میں بھی ہلکی سی لڑکھڑاہٹ تھی ۔

لیکن دوسرے لمحے لیڈی سندرتا کا دوسرا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور مارفن کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شراب کی چھاگل اڑتی ہوئی دور جا گری ۔

"کمینے ـــــ حرامزادے ـــــ تم نے لیڈی سندرتا کو کیا سمجھ رکھا ہے" ـــــ لیڈی سندرتا نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے جسم کو جھٹکا دیا اور اچھل کر ایک طرف بڑھی ۔ لیکن اس کا ایک پیر کام نہ کر رہا تھا اس لئے وہ یکلخت لڑکھڑا کر منہ کے بل نیچے گر گئی ۔

"کتیا کی بچی ـــــ تم نے مارفن کی پیش کش ٹھکرا کر اپنی موت مشکل کر دی ہے ۔ اب میں تمہاری ایک ایک بوٹی نوچوں گا" مارفن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا ۔

اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر آگے بڑھا اور پھر اس نے جھک کر کراہ کر اٹھتی ہوئی لیڈی سندرتا کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر یوں سر سے بلند کر لیا جیسے لیڈی سندرتا ایک چھوٹی سی گڑیا ہو ۔ اور دوسرے لمحے مارفن نے اسے پوری قوت سے بیڈ پر پھینکا ۔ اور پھر اس پر چھلانگ لگا دی ـــــ لیڈی سندرتا نے بیڈ پر گرتے ہی تیزی سے کروٹ بدل کر نیچے گرنے کی کوشش کی لیکن مارفن کے ذہن پر تو شیطان سوار تھا ۔ اس نے بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے چھلانگ لگا کر اسے چھاپ لیا ـــــ اور لیڈی سندرتا اس کے بھاری اور دیوہیکل جسم کے نیچے دب کر کسی معصوم چڑیا کی طرح پھڑپھڑاتی رہ گئی ۔

"ہا ـــــ ہا ـــــ ہا ـــــ اب تمہیں پتہ چلے گا کہ مارفن کیا ہے" ـــــ مارفن نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا ۔

"ٹھہرو ٹھہرو ـــــ زبردستی مت کرو ۔ تم جو کہو گے میں ویسا ہی کروں گی ۔ لیکن سنو ۔ پہلے تم لیڈی سندرتا پر یہ ثابت کرو کہ تم واقعی بہادر ہو" ـــــ لیڈی سندرتا نے یکلخت چیختے ہوئے کہا ۔

"تم صرف بہادر کہہ رہی ہو ۔ مارفن کا مقابلہ آج تک کوئی نہیں کر سکا ۔ میں نے بڑے بڑے بہادروں کی گردنیں سیکنڈوں میں

توڑ دی ہیں" ـــــ مارفن نے بڑے پُرغرور لہجے میں کہا۔

"سنو ـــ میری بات سنو ـــ اگر تم اس عمران کو شکست دے دو۔ تو میں اپنی رضامندی سے تمہاری کنیز بن جاؤں گی" لیڈی سندرتا نے یک لخت انتہائی میٹھے لہجے میں کہا۔ اور مارفن پر شاید اس کے لہجے کا اثر ہوا کہ وہ یک لخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"اس بیدے کی بات کر رہی ہو۔ جسے باس فالکن لے آیا تھا۔ اگر میں اس کی گردن مروڑ دوں تو تم میری کنیز بن جاؤ گی" ـــــ مارفن نے خوشی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں وعدہ ـــ کم از کم میرے ذہن میں یہ تو تسلی ہو گی کہ مارفن واقعی مرد ہے" ـــ لیڈی سندرتا نے اُسے میٹھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں اُسے یہیں لے آتا ہوں۔ لیکن ٹھہرو۔ تم میرے ساتھ چلو۔ ایسا نہ ہو کہ تم فرار ہو جاؤ" ـــــ مارفن نے یک لخت جھک کر لیڈی سندرتا کا بازو پکڑا اور اُسے ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا۔ لیکن لیڈی سندرتا کے حلق سے چیخ سی نکل گئی۔

"مم ـــ مم ـــ میرا پیر ـــ میں چل نہیں سکتی" لیڈی سندرتا نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ اچھا اچھا ـــ تمہارا تو پیر سوجا ہوا ہے۔ ہاں یہ میرا ہی کارنامہ ہے۔ اور سنو۔ اس وقت بھی میں نے تمہارا لحاظ کیا تھا۔ ورنہ میں ذرا اور زور لگا دیتا تو تمہارا پیر توڑ کر ایک طرف پھینک دیتا ـــ اچھا ٹھیک ہے۔ تم بیڈ پر لیٹو میں تمہیں باندھ کر جاتا ہوں۔

اور اس مچھر کو اٹھا لاتا ہوں" ـــــ مارفن نے کہا۔ اور ایک بار پھر وحشیانہ انداز میں لیڈی سندرتا کو بیڈ پر پٹخ دیا۔ پھر اس نے اپنی بیلٹ کھولی اور لیڈی سندرتا کو الٹا کر اس کے دونوں بازو پشت پر کر کے بیلٹ سے باندھ دیئے۔

"مجبوری ہے بنی ـــــ تم فرار بھی ہو سکتی ہو۔ اور میں اب مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا" ـــــ مارفن نے بھیڑیئے کے سے انداز میں دانت نکالتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے اُسی دیوار کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ پہلے بلیک روم میں گیا تھا۔

لیڈی سندرتا اب بیڈ پر بندھی پڑی اُسے دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے شعلے سے نکل رہے تھے۔ اس نے مجبوراً مارفن کا ذہن عمران کی طرف موڑا تھا ـــ کیونکہ پیر کی وجہ سے وہ خود مارفن سے لڑ نہ سکتی تھی۔ ورنہ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ مارفن کی بوٹیاں اپنے دانتوں سے نوچ لے۔ اور اگر وہ ٹھیک ہوتی تو چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو جاتا۔ وہ لازماً مارفن سے ٹکرا جاتی۔

مارفن دیوار میں بننے والے خلا میں غائب ہو چکا تھا اور پھر وہ دوبارہ نمودار ہوا تو اس کے کاندھے پر عمران لدا ہوا تھا۔ اس نے مڑ کر دیوار برابر کی ـــــ اور پھر لا کر عمران کو فرش پر پٹخ دیا۔ اس کے بعد وہ اس میز کی طرف بڑھا جس پر انجکشن اور محلول والا ڈبہ رکھا ہوا تھا۔

"میں صرف اس لئے تمہاری بات مان رہا ہوں۔ کہ ایک تو زبردستی جشن مناتے ہوئے مجھے بھی لطف نہیں آتا۔ اور دوسرا یہ

کہ جشن منانے سے پہلے کسی انسان کا جسم مروڑنے توڑنے سے لطف میں اضافہ ہو جائے گا" —— مارفن نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

لیڈی سندرتا نے کوئی جواب نہ دیا وہ ہونٹ بھینچے خاموش پڑی رہی۔ اب اس کی عزت کا انحصار عمران پر تھا۔ عمران کو وہ ایک دو موقعوں پر لڑتا دیکھ چکی تھی —— اس لئے اس کے ذہن نے یہی کام کیا تھا کہ کسی طرح عمران کو اس جن سے لڑوا دیا جائے۔ گو مارفن کے لڑنے کا انداز۔ اس کا دیووں جیسا جسم اور چیتے جیسی پھرتی بتا رہی تھی کہ وہ واقعی ایک خوفناک لڑاکا ہے —— لیکن، پھر بھی نجانے اُسے کیوں یقین سا تھا کہ عمران اس جن کو سبق سکھا سکتا ہے۔

اس دوران مارفن عمران کے بازو میں بے ہوشی توڑنے والی دوا انجکٹ کر چکا تھا۔ اور اب وہ ڈبہ واپس میز پر رکھنے جا رہا تھا۔

"واہ کمال ہے —— جنت ایسی ہوتی ہے" —— اچانک عمران کی بڑبڑاہٹ سنائی دی۔

اور لیڈی سندرتا نے چونک کر دیکھا۔ عمران کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ لیکن وہ ویسے ہی بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

"عمران —— عمران —— ہوش میں آؤ" —— لیڈی سندرتا نے چیختے ہوئے کہا۔ اور عمران اس کی آواز سنتے ہی یک لخت اچھل کر بیٹھ گیا۔

"ارے —— حور کی آواز —— کمال ہے۔ بالکل لیڈی سندرتا جیسی ہے" —— عمران نے اٹھ کر دونوں ہاتھوں سے آنکھیں ملتے

ہوئے کہا۔

"ہاں —— بالکل یہ حور ہے۔ لیکن یہ میری حور ہے۔ مچھر کی اولاد" مارفن نے جو ڈبہ میز پر رکھ کر مڑ رہا تھا نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

اور عمران یوں اچھلا جیسے اس کے جسم میں انتہائی طاقتور سپرنگ لگے ہوئے ہوں وہ اب کھڑا تھا اور اس کا رخ مارفن کی طرف تھا۔

"یہ مارفن ہے عمران —— خوفناک لڑاکا۔ تم نے اسے زیر کرنا ہے۔ ورنہ میں مر جاؤں گی" —— لیڈی سندرتا نے چیخ کر کہا۔

"مجھے —— اور یہ زیر کرے گا۔ ہا —— ہا —— ہا —— مارفن کو جس کا نام سنتے ہی بڑے بڑے لڑاکوں کی ٹانگیں کانپ جاتی ہیں" مارفن نے زوردار انداز میں کہا۔ وہ شاید سچویشن سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"یہ چکر کیا ہے۔ کمال ہے اب جنت میں بھی حوروں کے لئے دیووں سے لڑنا پڑے گا" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں بتاتی ہوں" —— لیڈی سندرتا نے جلدی سے کہا۔ اور پھر اس نے مختصر سے مختصر لفظوں میں عمران کے ساتھیوں کی گرفتاری سے لے کر اس کے ہوش میں آنے تک کے واقعات بتا دیئے۔ مارفن خاموش کھڑا رہا۔

"سن لیا تم نے کچھوے۔ میں نے لیڈی سندرتا کی شرط مان لی ہے۔ اور تمہیں یہاں لا کر ہوش دلا دیا ہے۔ اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ پہلے ہی وقت ضائع ہو چکا ہے۔ اور رات گزرتی جا رہی ہے" —— مارفن نے دو قدم آگے بڑھتے ہوئے کرخت

لہجے میں کہا۔

"یعنی مجھے تم سے لڑنا ہوگا۔ ارے۔ تم جیسے دیو سے بھلا کون لڑ سکتا ہے۔ میں اب اتنا بھی احمق نہیں ہوں۔ تم جشن مناؤ دیو صاحب میں بس ایک کونے میں بیٹھ جاؤں گا۔ میری فکر نہ کرو" ——— عمران نے یک لخت خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے واقعی وہ انتہائی خوفزدہ ہو چکا ہو۔

"عمران ——— یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں میری عزت کی کوئی پرواہ نہیں۔ یہ درندہ مجھے پھاڑ کھائے گا" ——— لیڈی سندرتا نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔

"درندوں کا تو کام ہی پھاڑ کھانا ہے۔ ویسے ایک بات ہے مسٹر مارفن اے مسٹر درندہ۔ چلو تم لیڈی سندرتا کے کپڑے تو پھاڑ دو گے ——— لیکن یار کپڑے تو دوکاندار پھاڑ کر بیچتے ہیں تم تو درندے ہو۔ اس لئے ظاہر ہے تم کپڑے بھی نہیں پھاڑ سکتے۔ لیڈی سندرتا کو کیسے پھاڑ دو گے۔ یہ محاورہ ہی غلط ہے۔ غلط ہے ناں" ——— عمران نے بڑے فلسفیانہ انداز میں کہا۔

"لو بھئی ——— یہ تو بالکل ہی بودا آدمی نکلا ہے۔ یہ تو مجھے دیکھتے ہی مرنے لگا ہے اب بولو پہلے اس کی گردن مروڑوں یا پھر اس کی موجودگی میں جشن ہونا چاہیئے" ——— مارفن نے لیڈی سندرتا کی طرف دیکھتے ہوئے دانت پھاڑ کر کہا۔ اس کے لہجے میں عمران کے لئے بے پناہ حقارت تھی۔

"عمران ——— تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ مجھے پتہ چل گیا۔ تم بے غیرت ہو۔

کاش میں نے تم پر بھروسہ نہ کیا ہوتا" ——— لیڈی سندرتا نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ اب اور زیادہ مسخ ہو چکا تھا۔

"یار ——— تمہارا نام مارفن ہے۔ کتنے جن مارے ہیں تم نے۔ تیس پینتیس تو مار چکے ہو گے" ——— عمران نے لیڈی سندرتا کی بات کو سنی ان سنی کرتے ہوئے مارفن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چلو ہٹو ——— اب تم وقت ضائع کرنا چاہتے ہو۔ دفع ہو جاؤ اور اس کونے میں بیٹھ کر نظارہ دیکھو۔ میں تم جیسے مچھروں پر ہاتھ اٹھانا بھی توہین سمجھتا ہوں" ——— مارفن نے بڑے نخوت بھرے انداز میں ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا۔ اور پھر عمران کو نظر انداز کرتے ہوئے جھومتا جھامتا بیڈ کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں شیطانی چمک ابھر آئی تھی۔

"ارے پہلے میری بات کا جواب دو۔ جو میری بات کا جواب نہیں دیتے مجھے ان پر غصہ آجاتا ہے اور جب مجھے غصہ آجائے تو پھر میں اپنا نام بدل دیتا ہوں۔ عمران کی بجائے ماردیو رکھ لیتا ہوں" عمران نے ہاتھ بڑھا کر بیڈ کی طرف بڑھتے ہوئے مارفن کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔ اور مارفن اس کے ہاتھ کے جھٹکے سے بے اختیار مڑ گیا۔

"تم ——— تمہاری یہ جرأت کہ مجھے ہاتھ لگاؤ" ——— مارفن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ یک لخت چیختا ہوا سائیڈ کے بل فرش پر گرا۔ عمران کی لات یک لخت گھوم کر اس کے پہلو پر پوری قوت سے پڑی تھی۔

"چلو ہاتھ نہ سہی پیر سہی۔ جس طرح تم راضی ہو۔ بہر حال جواب تو تمہیں دینا ہی ہوگا" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور عمران کی ایک ہی لات کھا کر دیو ہیکل مارفن تیزی سے اٹھنے لگا۔ اس کے چہرے پر اب شدید حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ شاید اُسے یقین نہ آرہا تھا کہ واقعی وہ عمران جیسے عام سے آدمی کی لات کھا کر گرا ہے ——— اُسے تو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی بہت بڑا شہتیر پوری قوت سے اس کی پسلیوں سے آٹکرایا تھا۔ لیکن چہرے پر موجود حیرت کے تاثرات کے ساتھ ساتھ آنکھوں میں وحشیانہ چمک اور بڑھ گئی تھی۔

"ہوں ——— تو تم مجھ سے جواب مانگ رہے ہو۔ ٹھیک ہے میں غافل تھا اس لئے تم مجھے گرانے میں کامیاب رہے اب میں پہلے تمہارا خون پیوں گا پھر جشن مناؤں گا" ——— مارفن نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ میری بات کا جواب نہیں۔ بتاؤ کتنے جن مارے ہیں تم نے جو اسقدر اکڑ اکڑ کر باتیں بنا رہے ہو۔ اور سنو۔ اگر کوئی جن نہیں مارا تو میرا مشورہ ہے کہ دو چار مچھر مار لو ——— اور اپنا نام مارفن کی بجائے گورکن رکھ لو۔ کم از کم مار کا بھرم تو رہ جائے گا" ——— عمران کا لہجہ بالکل سپاٹ تھا۔

مگر دوسرے لمحے مارفن نے یک لخت بُری طرح چیختے ہوئے اس پر چھلانگ لگائی۔ اس نے پوری قوت سے عمران کے سینے پر ٹکر مارنی چاہی تھی ——— لیکن عمران بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ میں ہوا

اور ساتھ ہی اس کا گھٹنا اوپر کو اٹھا اور بھاری بھر کم مارفن اس کے گھٹنے کے زور پر قلابازی کھاتا ہوا پشت کے بل ایک زور دار دھماکے سے فرش پر گرا۔

"دیکھ لو۔ میں نے ہاتھ نہیں لگایا۔ تم خود ہی تو کہتے ہو ہاتھ لگانا گستاخی ہے" ——— عمران نے اُسی طرح مطمئن انداز میں کہا۔ اور بیڈ پر بیٹھی ہوئی لیڈی سندرتا یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہی تھی جیسے اُسے یقین نہ آرہا ہو کہ وہ واقعی عمران کو دیکھ رہی ہو۔

"اسے مار ڈالو عمران ——— مار ڈالو۔ جلدی کرو۔ ورنہ رات گزر جائے گی اور وقت ہاتھ سے نکل جائے گا" ——— لیڈی سندرتا نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔

"وقت نکل جائے گا۔ اچھا۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ کہاں ہے وقت" ——— عمران نے یوں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا جیسے وقت کو تلاش کر رہا ہو۔

اُسی لمحے مارفن نے ایک بار پھر عمران پر حملہ کر دیا۔ اس بار وہ پوری طرح سنبھلا ہوا تھا۔ اس نے بڑا خطرناک داؤ استعمال کیا تھا۔ حملہ کرتے وقت اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کو ایک بار پھر ٹکر مار کر گرانا چاہتا ہے ——— مگر عمران کے قریب پہنچتے ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے دونوں ہاتھ بڑھا کر ایک زور دار جھٹکے سے عمران کو اٹھا کر نیچے پٹخنا چاہا مگر عمران کے قدم تو یوں زمین سے چمٹ گئے تھے جیسے اس کے پیر فرش کے اندر گڑھے ہوئے ہوں۔ مارفن نے

اپنی طرف سے زوردار جھٹکا دے کر اُسے اٹھانا چاہا تھا لیکن عمران کے جم جانے کی وجہ سے اس کا جسم ردعمل کے طور پر جیسے ہی ڈھیلا ہوا ۔عمران نے یک لخت پوری قوت سے اس کی ناک پر ٹکر ماری ۔ اور جیسے ہی مارفن لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا عمران یک لخت اپنی جگہ سے اچھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں مارفن کی گردن کے گرد قینچی کی طرح پڑیں —— اور اس کے ساتھ ہی عمران کا پورا جسم فضا میں لٹو کی طرح گھوما اور ساتھ ہی اس نے جھک کر اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ٹکائے اور اس کا پچھلا جسم کسی پتنگ کی طرح اوپر اٹھتا گیا ۔ اور اس کی ٹانگوں میں پھنسا ہوا دیوہیکل مارفن چیختا ہوا ایک لخت فضا میں اٹھا —— اور پھر عمران کی ٹانگیں یک لخت کھلیں اور عمران قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا جب کہ مارفن کا بھاری جسم فضا میں قوس کی طرح گردش کرتا ہوا کمرے کی پچھلی دیوار کے ساتھ ایک زوردار دھماکے سے جا ٹکرایا —— اور ساتھ ہی کھٹاک کی زوردار آواز ابھری اور دیوہیکل مارفن جسے اپنی طاقت اور فن پر ناز تھا ۔مٹی کے ڈھیر کی طرح دیوار کی جڑ کے ساتھ پڑا رہ گیا ۔ اس کی گردن ٹوٹ چکی تھی ۔ اور کھوپڑی کا پچھلا حصہ پچک گیا تھا —— وہ مر چکا تھا ۔عمران نے اس کے جسم کو فضا میں اچھالتے وقت اپنی ٹانگوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر کھولا تھا اور اسی مخصوص انداز کے جھٹکے نے ہی مارفن کی گردن توڑ دی تھی ۔

" ارے یہ تو وقت سے بھی زیادہ تیز ثابت ہوا ۔ بے چارہ وقت تو وہیں رہ گیا اور یہ پہلے آگے نکل گیا " —— عمران نے سیدھے ہوتے ہی تیزی سے مارفن کی طرف بڑھتے ہوئے کہا ۔

" کک —— کک —— کیا مطلب —— کیا یہ مر گیا ہے "

لیڈی سندرتا کو شاید یقین نہ آ رہا تھا ۔

" قسم لے لو —— میں نے تو اسے ہاتھ بھی نہیں لگایا ۔ کہ کہیں اس کی توہین نہ ہو جائے " —— عمران نے اُسی طرح خوف زدہ انداز میں کہا ۔

" تم حیرت انگیز ہو —— انتہائی حیرت انگیز ۔ مجھے یقین نہیں آ رہا کہ تم نے اس خوف ناک دیو کو اس طرح نہ صرف فضا میں اچھال دیا بلکہ اس کی گردن بھی توڑ ڈالی ۔ بس ٹھیک ہے اب میں اگر شادی کروں گی تو تم سے ہی کروں گی ۔ یہ میرا فیصلہ ہے " —— لیڈی سندرتا شاید ضرورت سے کچھ زیادہ ہی متاثر ہو گئی تھی اس لئے جذبات میں وہ کچھ کہہ گئی جو عام طور پر عورت خود اپنی زبان سے نہیں کہتی ۔

" ارے باپ رے —— خدا کے لئے یہ الفاظ دوبارہ نہ کہنا ۔ اگر ڈیڈی نے سن لیا تو جوتے مار مار کر کھوپڑی پلپلی کر دیں گے ۔ بس اس اگر پر ڈٹے رہنا ۔ اگر بڑا خوب صورت لفظ ہے " —— عمران نے پہلے سے زیادہ سہمے ہوئے لہجے میں کہا ۔

اور لیڈی سندرتا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔ اس کے چہرے پر عجیب انداز کی چمک تھی ۔عمران نے آگے بڑھ کر اس کے بازوؤں پر بندھی ہوئی بیلٹ کھول دی اور وہ اچھل کر بیڈ سے نیچے اتر آئی —— لیکن دوسرے لمحے لڑکھڑا کر گرنے لگی تو عمران نے اُسے سنبھال لیا ۔

"ارے تمہارا پیر تو سوجا ہوا ہے۔ اور یہ تمہاری ناک اور منہ سے خون۔ ارے باپ رے۔ تم خون پیتی ہو۔ ارے ارے۔ اسی لئے مارفن کو تم نے مروادیا کہ کوئی مجھے بچانے والا نہ رہے۔ اور تم اطمینان سے میرا خون پی سکو"—— عمران نے اس طرح خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹنا شروع کر دیا جیسے کسی معصوم بچے کو واقعی خون پینے والی چڑیل نظر آ گئی ہو۔

"اس حرام زادے نے مجھ پر تشدد کیا تھا۔ مجھ سے تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کا پتہ پوچھنا چاہتے تھے"—— لیڈی سندرتا نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے بڑے حقارت آمیز انداز میں مارفن کی لاش پر تھوکتے ہوئے کہا۔

"اور تم نے بتادیا۔ ارے میرے ساتھی۔ تم کہہ رہی تھیں کہ میرے ساتھی بھی یہاں ہیں"—— عمران نے یک لخت چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ بھی بلیک روم میں موجود ہیں۔ وہ سامنے دیوار کی جڑ میں اس مارفن نے پیر مارا تھا تو دیوار پھٹ گئی تھی۔ کاش میرا پیر ٹھیک ہوتا"—— لیڈی سندرتا نے کراہتے ہوئے کہا۔

"اگر تم وعدہ کرو کہ کسی کو نہ بتاؤ گی تو میں ابھی تمہارا پیر ٹھیک کر دیتا ہوں"—— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب—— کیا نہ بتاؤں گی"—— لیڈی سندرتا نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"یہی کہ علیحدہ کمرے میں علی عمران نے تمہارے پیر پکڑ لئے تھے۔ دراصل بات یہ ہے کہ ہم مردوں کی انا کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ ورنہ اتنا تو

سب جانتے ہیں کہ آخر مردوں کو پیر پکڑنے ہی پڑتے ہیں۔ بیوی کے ہی سہی۔ ہوتی تو وہ بھی عورت ہی ہے ناں"—— عمران نے کہا اور لیڈی سندرتا تکلیف کے باوجود ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اچھا وعدہ رہا—— نہیں بتاتی"—— لیڈی سندرتا نے کہا۔ اور عمران نے آگے بڑھ کر اسے بیڈ پر بٹھایا۔ اور پھر اس کا سوجا ہوا پیر پکڑ کر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو لیڈی سندرتا کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ اور وہ بیڈ پر پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگی۔

"بس اب جوڑ فٹ ہو گیا ہے۔ اب تم چل بھی سکو گی اور یہ سوجن بھی جلد ہی دور ہو جائے گی"—— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عقبی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دیوار کو بغور دیکھا اور پھر اسے جڑ میں ایک مخصوص ابھار نظر آ گیا۔ عمران نے اس ابھار پر لات ماری تو دیوار درمیان سے کھل گئی—— اور عمران اسے کراس کرتا ہوا جب دوسری طرف پہنچا تو اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ پوری سیکرٹ سروس وہاں فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔

اسی لمحے لیڈی سندرتا بھی کراہتی ہوئی اور مینڈک کی طرح اچھل کر چلتی ہوئی اس کے پیچھے بلیک روم میں آ گئی۔ اس کے ہاتھ میں وہی ڈبہ تھا۔ جس میں سے مارفن نے محلول عمران کے بازو میں انجکٹ کیا تھا—— پھر لیڈی سندرتا کے بتلانے پر عمران نے وہی محلول اپنے ساتھیوں کے بازوؤں میں انجکٹ کرنا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد ہی سب نے آنکھیں کھول دیں۔

سیٹی کی آواز سنتے ہی بیڈ پر پڑا ہوا فالکن یک لخت چونک پڑا۔ اس نے بڑی تیزی سے چھلانگ لگائی اور سیدھا سائیڈ کی دیوار میں نصب الماری کی طرف دوڑا۔

"کک ــــ کک ــــ کیا ہو گیا" ــــ بیڈ پر اس کے ساتھ موجود ایک مقامی لڑکی نے کمبل اپنے جسم پر لپیٹتے ہوئے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔ لیکن فالکن نے اسے کوئی جواب دینے کی بجائے جلدی سے الماری کھولی ــــ اور پھر اس میں موجود ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ سیٹی کی آواز اس ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی۔ فالکن نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ــــ ایون تھرٹی کالنگ باس اوور" ــــ بٹن آن ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک تیز آواز سنائی دی۔

"یس ــــ فالکن آن دی لائن۔ کیا بات ہے اوور" ــــ فالکن

نے انتہائی کرخت اور جھنجلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر ــــ بلیک روم سے کچھ پُراسرار ہلکی آوازیں سنائی دے رہی ہیں یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہاں کچھ لوگ چل پھر رہے ہوں۔ آپ نے اُسے لاک کر دیا ہوا ہے ورنہ ہم اسے کھول کر چیک کر لیتے اوور" ــــ ایون تھرٹی نے کہا۔

"بلیک روم میں سے چلنے پھرنے کی آوازیں۔ کیا مطلب۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ بلیک روم تو ساؤنڈ پروف ہے۔ پھر تمہیں چلنے پھرنے کی ہلکی آوازیں کیسے سنائی دے گئیں اوور" فالکن کے لہجے میں بے پناہ تلخی تھی۔

"آپ کی بات درست ہے باس۔ لیکن شاید آپ کو علم نہیں کہ بلیک روم سے گندی ہوا کی نکاسی کے لئے جو پائپ لگایا گیا ہے۔ اس کو کان سے لگایا جائے تو اندر کی آواز سنائی دے جاتی ہے۔ میں نے ویسے ہی چیکنگ کے لئے اس کے ساتھ کان لگایا تو مجھے آوازیں سنائی دیں اوور" ــــ ایون تھرٹی نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن بلیک روم میں موجود تو سب افراد کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگائے گئے ہیں۔ وہ کیسے چل پھر سکتے ہیں۔ ارے ــــ اوہ۔ مجھے اس کا تو خیال ہی نہیں رہا۔ مارفن نے یقیناً دل کھول کر شراب پی ہو گی۔ اوہ وہ بڑا عیاش آدمی ہے اور بلیک روم میں دو لڑکیاں بھی موجود ہیں ــــ اور اس کے کمرے سے راستہ بھی بلیک روم میں جاتا ہے۔ کہیں وہ کسی لڑکی کو اٹھانے نہ چلا گیا ہو۔ تم ایسا کرو فوراً اس کے کمرے میں جا کر چیک کرو اور مجھے رپورٹ

دو۔ میں اس دوران تیار ہو جاتا ہوں اوور اینڈ آل" ۔۔۔ فالکن نے تیز تیز لہجے میں اُسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اُسے اچانک مارفن کا خیال آ گیا تھا۔ بلیک روم کو وہ احتیاط سے باہر سے لاک کر آیا تھا۔ تاکہ پہرے داروں میں سے کوئی اُسے کھول کر اندر نہ جائے لیکن مارفن کا اُسے خیال تک نہ آیا تھا۔

اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اُسے میز پر رکھا اور پھر تیزی سے واپس بیڈ کی طرف بڑھا۔

" چلو اٹھو ۔۔۔ بھاگ جاؤ ۔۔۔ جلدی۔ فوراً" ۔۔۔ فالکن نے بیڈ پر موجود لڑکی سے کرخت لہجے میں کہا۔ اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ لباس تبدیل کرے۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ معاملہ گڑبڑ ہے ۔۔۔ اور چونکہ ہیڈ کوارٹر سے متعلقہ ہر قسم کی ذمہ داری اس کی تھی۔ اس لئے وہ جلد از جلد اطمینان کر لینا چاہتا تھا۔

باتھ روم سے جب وہ باہر آیا تو لڑکی جا چکی تھی۔ اور میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر سیٹی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ فالکن جلدی سے ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھا اور اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو ۔۔۔ الیون تھرٹی کالنگ اوور" ۔۔۔ بٹن آن ہوتے ہی الیون تھرٹی کی آواز سنائی دی۔ اس کی آواز اور لہجہ سن کر ہی فالکن کا ذہن کھٹک گیا۔

" یس فالکن ۔۔۔ کیا رپورٹ ہے اوور" ۔۔۔ فالکن نے تیز

لہجے میں کہا۔

" باس غضب ہو گیا۔ مارفن اپنے کمرے میں مردہ پڑا ہے۔ اس کی لاش دیوار کے ساتھ سمٹی ہوئی پڑی ہے۔ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہے ۔۔۔ اور کھوپڑی کا پچھلا حصہ بُری طرح پچکا ہوا ہے کمرہ اندر سے بند تھا۔ ہم نے اُسے باہر سے کھولا ہے۔ اور کمرہ خالی ہے اوور" ۔۔۔ الیون تھرٹی نے کہا۔

" اوہ اوہ ۔۔۔ غضب ہو گیا۔ مارفن جیسا آدمی اتنی آسانی سے کیسے مر سکتا ہے۔ تم فوراً اپنے ساتھیوں کو الرٹ کر دو۔ میں پہنچ رہا ہوں اوور اینڈ آل" ۔۔۔ فالکن نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے بجلی کی سی تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف لپکا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بلیک روم کے دروازے کے سامنے پہنچ چکا تھا۔ اس نے دروازے کے لاک کا جائزہ لیا۔ دروازہ اسی طرح لاک تھا جیسے اُس نے اُسے چھوڑا تھا ۔۔۔ اور پھر وہ راہداری میں گھوم کر مارفن کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ الیون تھرٹی اس کے ہمراہ تھا۔ مارفن واقعی مردہ پڑا ہوا تھا۔ اور کمرے کی حالت بتا رہی تھی کہ وہاں اچھی خاصی جنگ ہوتی رہی ہے۔

" اوہ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے حالات واقعی گڑبڑ ہو چکے ہیں" فالکن نے غراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا جدید قسم کا ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا ۔۔۔ اس کا بٹن آن کرتے ہی اس میں سے سیٹی کی ہلکی سی

آواز نکلنے لگی۔

"ہیلو ہیلو ——— فالکن کالنگ۔ ہیڈ کوارٹر سیکورٹی اوور" بٹن دباتے ہی فالکن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— رام شوکر اٹنڈنگ یو اوور" ——— چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"رام شوکر ——— پورے ہیڈ کوارٹر کو الرٹ کر دو۔ جن مجرموں کو بلیک روم میں رکھا گیا تھا۔ انہوں نے گڑبڑ کرتے ہوئے مارفن کو مار ڈالا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہیڈ کوارٹر کو نقصان پہنچائیں۔ ہر شخص کو اپنی جگہ پر الرٹ ہونا چاہئیے اوور" ——— فالکن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ باس ——— کیا مجرم بلیک روم سے نکل گئے ہیں اوور" رام شوکر نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ——— اگر وہ وہاں سے نکل جاتے تو اب تک کچھ نہ کچھ ہو چکا ہوتا۔ بہرحال پھر بھی ہر شخص اپنی اپنی جگہ محتاط رہے اوور اینڈ آل" فالکن نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ تیزی سے ایون تھرٹی کی طرف مڑا۔

"تم یہاں پہرہ دو۔ اگر مجرم ادھر سے نکلنے کی کوشش کریں تو انہیں گولیوں سے چھلنی کر دینا۔ میں دو اور آدمی بھی تمہاری مدد کے لئے بھیجتا ہوں ——— اور میں باقی آدمیوں کو ساتھ لے کر بلیک روم کا مین دروازہ کھولتا ہوں" ——— فالکن نے تیز لہجے میں کہا اور پھر بھاگنے کے سے انداز میں دروازہ کراس کرتا ہوا راہداری میں

آ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بار پھر بلیک روم کے مین دروازے پر پہنچ گیا وہاں مسلح افراد موجود تھے۔ فالکن نے دو آدمیوں کو مارفن کے کمرے کی طرف روانہ کیا اور باقی افراد کو ایمرجنسی سے نمٹنے کے لئے ضروری ہدایات دینے لگا ——— اس کے بعد وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے جیب سے مخصوص انداز کی بنی ہوئی چابی نکالی اور کی ہول میں چابی گھما کر وہ ایک قدم پیچھے ہٹا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا۔ اور پھر دروازے کی ناب گھما کر اس نے لات مار کر بھاری دروازے کو کھولا اور پھر اچھل کر وہ کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھی بھی بجلی کی سی تیزی سے اس کے پیچھے اندر داخل ہوئے لیکن دوسرے ہی لمحے وہ سب ٹھٹھک کر رک گئے ——— فالکن کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے آثار نمایاں تھے۔ اس کا چہرہ دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے وہ کوئی انہونی چیز دیکھ رہا ہو۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ اس میں کسی قیدی کا نام و نشان تک نہ تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ——— کیسے ممکن ہے" ——— فالکن کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اور پھر وہ تیزی سے واپس پلٹا اس کے دماغ میں چنگاریاں سی سلگنے لگی تھیں۔

صورت حال ــــ ان سب پر واضح ہو چکی تھی کہ لیڈی سندرتا کو اس کے فلیٹ سے اغوا کر کے لایا گیا۔ عمران راجیش کے روپ میں پھنسا اور باقی ساتھیوں کو پاٹانی پوائنٹ سے اغوا کیا گیا۔ ان سب کا بیان یہی تھا کہ وہ اپنے خاص کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک بے ہوش کرنے والی گیس کی بو ان کی ناک سے ٹکرائی اور اس کے بعد انہیں یہیں ہوش آیا تھا۔

"ہم سب کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگائے گئے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ آج رات ہمیں ہر صورت میں بے ہوش رکھنا چاہتے تھے ــــ اور لیڈی سندرتا نے بتایا ہے کہ مارفن کسی جشن کی بات کر رہا تھا۔ اب اسے ہماری خوش قسمتی کہا جائے یا اتفاق کہ مارفن نے لیڈی سندرتا کا کہا مان کر مجھے ہوش دلا دیا۔ اس طرح ہم سب اس بے بسی سے نکل آئے ــــ اب صورت حال یہ ہے کہ ہم

سب ان کے ہیڈ کوارٹر میں تو موجود ہیں لیکن ہمارے پاس اسلحہ نام کی کوئی چیز نہیں۔ اور جیسا ہیڈ کوارٹر یہ ہے۔ یہاں کم از کم دو اڑھائی ہزار مسلح افراد یقیناً موجود ہوں گے ــــ اب یا تو اسی طرح یہیں رہ کر رات گزاری جائے اور صبح جب وہ لوگ اندر آئیں تو ان سے اسلحہ چھین کر کام شروع کیا جائے یا پھر یہاں سے نکل کر کہیں سے اسلحہ حاصل کیا جائے" ــــ عمران نے صورت حال کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس وقت رات ہے اور رات کو ہمیں ویسے بھی کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ میرے خیال میں ہمیں صبح تک کا انتظار کرنا چاہئے"

لیڈی سندرتا نے کہا۔

اور پھر باری باری سب نے اپنی اپنی رائے دی۔ لیکن وہ سب کسی متفقہ فیصلے تک نہ پہنچ سکے۔ کچھ لوگ ابھی سے کام شروع کرنے کے حامی تھے اور کچھ صبح تک انتظار کرنا چاہتے تھے۔

"مس جولیا ــــ تم کیوں خاموش ہو۔ تم تو لیڈر ہو اپنی ٹیم کی۔ تمہاری کیا رائے ہے" ــــ عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس نے اب تک کوئی رائے نہ دی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں سب سے پہلے اسلحے کا بندوبست کرنا چاہیئے۔ بغیر اسلحے کے نہ اب کچھ ہو سکتا ہے اور نہ صبح کو" ــــ جولیا نے کہا۔

"ویری گڈ ــــ یہ ہوئی ناں لیڈروں جیسی بات۔ اب میری بات سن لو۔ میں اور جولیا یہاں سے نکل کر اسلحہ ڈھونڈھنے جائیں گے۔

باقی لوگ یہیں رہیں گے - اس کے لئے ہمیں کوئی خفیہ راستہ ڈھونڈھنا ہوگا - مجھے یقین ہے کہ آپ لوگوں کو جب اغوا کر کے لایا گیا ہوگا تو یقیناً جیپیں اور اسلحہ بھی ساتھ ہیڈ کوارٹر میں لایا گیا ہوگا "
عمران نے کہا۔

" خفیہ راستہ تو وہی ہے مارفن کے کمرے والا "
لیڈی سندرتا نے کہا۔

" نہیں ــــــ جہاں تک ان کمروں کی ساخت کا میں نے اندازہ کیا ہے - ان کے راستے آگے جا کر ایک ہو جاتے ہوں گے - اور لازماً باہر زبردست پہرہ ہوگا - اگر یہ خفیہ راستہ ہے - تو کوئی دوسرا بھی ہوگا " ــــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا - اور پھر اس کے کہنے پر سب لوگ دیواروں اور فرش پر ٹھونکنے پیٹنے میں مصروف ہو گئے - کہ شاید کوئی نیا راستہ دریافت ہو جائے۔

عمران بڑے غور سے دیواروں کو چیک کر رہا تھا - اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک کھٹاکے کی آواز سن کر وہ سب چونک پڑے - چوہان نے واقعی ایک نیا راستہ ڈھونڈھ نکالا تھا ــــــ یہ کمرے کی شمالی دیوار تھی - جس میں ایک دروازے جتنا خلا نظر آ رہا تھا - وہ سب تیزی سے اس خلا کی طرف بڑھے - دوسری طرف ایک راہداری سی تھی - جس کے اختتام پر ایک بڑا سا کمرہ تھا ــــــ عمران کے اشارے پر وہ سب اس خلا کو پار کر کے دوسری طرف پہنچ گئے - اور عمران نے چوہان کے بتلانے پر دوسری طرف جا کر اسی طرح دیوار کی سائیڈ پر ایک ابھار پر پیر مارا تو خلا بند ہو گیا ــــــ راہداری سے گزر کر وہ بڑے

کمرے میں پہنچ گئے - یہ کمرہ سٹور تھا جس میں کھانے پینے کا سامان بھرا ہوا تھا - اس کا ایک بڑا سا دروازہ سامنے کے رخ پر تھا - یہ دروازہ اتنا بڑا تھا کہ اس میں سالم ٹرک اندر آ سکتا تھا۔

" اوہ ــــــ اس دروازے کا تعلق ان کے گیٹ نمبر دو سے ہوگا جہاں سے ٹرک سیدھا اس بڑے سٹور تک پہنچ جاتا ہوگا "
عمران نے دروازے کی ساخت دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا ــــــ دروازہ اس انداز کا بنا ہوا تھا جیسے دکانوں پر شٹر گیٹ لگتے ہیں - لیکن یہ عام جست کی چادر کی بجائے انتہائی مضبوط فولادی چادر سے بنایا گیا تھا - عمران نے جھک کر اس کی نچلی پٹی میں ہاتھ ڈالا اور پھر جیسے ہی اس نے زور سے جھٹکا دیا دروازہ بغیر کسی آواز کے اوپر اٹھتا گیا۔

" کون ہے " ــــــ اچانک باہر سے کسی کی تیز آواز سنائی دی۔ اور وہ سب بجلی کی سی تیزی سے سائیڈوں میں ہو گئے - دوسرے لمحے چار مسلح فوجی ہاتھوں میں سٹین گنیں اٹھائے تیزی سے اندر داخل ہوئے ــــــ لیکن اندر پہنچ کر انہیں سنبھلنے کا موقع تک نہ ملا اور عمران اور اس کے ساتھی بھوکے عقابوں کی طرح ان پر ٹوٹ پڑے چند ہی لمحوں میں ان میں سے تین فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے - جب کہ ایک عمران کے بازوؤں میں جکڑا ہوا بری طرح پھڑپھڑا رہا تھا -

" تم میں سے تین ان کی یونیفارم پہن لو - جلدی کرو - باقی معلومات میں اس سے حاصل کر لیتا ہوں " ــــــ عمران نے اپنے بازوؤں میں

جکڑے ہوئے فوجی کی گردن پر بازو کا زوردار جھٹکا دیتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل ۔ چوہان اور خاور نے بے ہوش افراد کی یونیفارم اتارنی شروع کر دی ۔

" تمہارا کیا نام ہے ۔ بولو جلدی "۔۔۔۔ عمران نے غرا کر اپنے شکار سے پوچھا ۔ اور ساتھ ہی ایک زوردار جھٹکا بھی دے دیا ۔

" مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میرا نام ڈوش ہے ۔ میں سیکورٹی میں ہوں " ڈوش نے پھڑپھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" پاٹانی پوائنٹ سے جو جیبیں اور سامان لایا گیا تھا وہ کہاں ہے جلدی بتاؤ ۔ ورنہ اس بار گردن توڑ دوں گا "۔۔۔۔ عمران کی غراہٹ اور زیادہ بڑھ گئی ۔

" وہ ۔۔۔ وہ چار نمبر سیل میں ہیں "۔۔۔۔ ڈوش کا جسم بری طرح پھڑپھڑا رہا تھا ۔ اور پھر جب تک کیپٹن شکیل ۔ چوہان اور خاور یونیفارم بدلتے ۔ عمران ڈوش سے اپنے مطلب کی معلومات اگلوانے میں کامیاب ہو گیا ۔۔۔۔ اور اس کے بعد کھٹاک کی آواز ابھری اور ڈوش کا جسم ڈھیلا پڑ گیا ۔ عمران نے جلدی سے اسے نیچے دھکیلا ۔ وہ گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے ختم ہو چکا تھا ۔ عمران نے جھک کر جلدی سے اس کی یونیفارم اتاری ۔ اور پھر اسے اپنے لباس کے اوپر پہن لیا ۔

" ان کی گردنیں توڑ کر ان کی لاشیں کسی آڑ میں پھینک دو " عمران نے ڈوش کی یونیفارم پہنتے ہوئے کہا ۔

اور چند لمحوں بعد وہ سب ایک ایک کر کے وہاں سے باہر آ گئے ۔

عمران نے گیٹ کو باہر سے بند کر دیا ۔ پختہ سڑک نما راہداری کافی دور تک چلی گئی تھی ۔ اور اس کی سائیڈوں میں جگہ جگہ دروازے تھے ۔

چار نمبر سیل مین گیٹ کے قریب ہی موجود تھا ۔۔۔۔ چار نمبر سیل تک عمران اور اس کے ساتھی بغیر کسی رکاوٹ کے پہنچ گئے ۔ اس کے بعد سڑک کے درمیان ایک دیوار سی تھی ۔ جسے باہر سے ہی کھولا جا سکتا تھا ۔۔۔ اور ان کی جیبیں اور سامان کے تھیلے وہاں واقعی موجود تھے ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اپنا اپنا سامان اٹھا لیا ۔

" اب کیا کریں "۔۔۔۔ صفدر نے بیگ کمر سے لٹکاتے ہوئے کہا ۔

" اب ہم سب مل کر رمبا سمبا ناچیں گے ۔ بڑا اچھا ڈانس ہے " عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور صفدر کھسیانی ہنسی ہنس کر رہ گیا ۔

" تم تو خواہ مخواہ بکواس پر اتر آتے ہو ۔ صفدر نے ٹھیک ہی تو پوچھا ہے "۔۔۔۔ جولیا نے جو اب تک خاموش تھی یکلخت غصیلے لہجے میں کہا ۔

" سنو مس جولیا ۔۔۔۔ عمران سے تمیز سے بات کیا کرو ۔ میں اس کی بے عزتی برداشت نہیں کر سکتی "۔۔۔۔ عمران کے بولنے سے پہلے ہی پاس کھڑی لیڈی سندرتا نے غراتے ہوئے کہا ۔ اور سب چونک کر حیرت بھرے انداز میں لیڈی سندرتا کو دیکھنے لگے جب کہ عمران زیر لب مسکرا دیا ۔

" کیا مطلب ۔۔۔ تم کیا لگتی ہو عمران کی "۔۔۔۔ جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا ۔

"لگتی ہوں تو کہہ رہی ہوں۔ تم اپنی اوقات میں رہا کرو"
لیڈی سندرتا کا لہجہ بھی کھٹکنی بلی جیسا تھا۔

"ارے ارے کون میری کیا لگتی ہے۔ اس کا فیصلہ بعد میں کر لیں گے۔ مجھ سے پوچھو تو تم دونوں میری کچھ نہ کچھ لگتی ہی ہو۔ مگر پلیز"
عمران نے بیچ بچاؤ کرانے کے انداز میں کہا۔

"کیا لگتی ہے یہ تمہاری" ——— جولیا نے یک لخت آگے بڑھ کر عمران کا گریبان پکڑ لیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔

"تم ——— تمہاری یہ جرأت" ——— یک لخت لیڈی سندرتا تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔

"ٹھہرو ——— رک جاؤ ——— کیا تم احمق ہو" ——— صفدر نے لیڈی سندرتا کو پکڑتے ہوئے کہا۔

عمران نے سرگوشی کے سے انداز میں جولیا سے کچھ کہا تو غصے سے سیاہ پڑی ہوئی جولیا یک لخت مسکرا دی۔ دوسرے لمحے وہ گریبان چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئی ——— اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اور لیڈی سندرتا سمیت سب حیرت سے جولیا اور عمران کو دیکھنے لگے۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی بولتا۔ اچانک دیوار کی طرف سے کھٹکے کی آواز سنائی دی۔ اور وہ سب چونک کر سیدھے ہو گئے۔ دوسرے لمحے سڑک کے اختتام والی دیوار تیزی سے سائیڈوں میں سمٹی اور پھر مسلح افراد بھاگتے ہوئے اندر آئے ——— وہ تعداد میں دس کے

قریب تھے۔ آگے ایک لمبا تڑنگا آدمی تھا۔ وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے اس فولادی شٹر گیٹ والے کمرے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ انہوں نے چار نمبر سیل کی طرف توجہ ہی نہ دی تھی۔

"یہ آگے جانے والا فالکن ہے۔ کنگ کوبرا کا نمبر ٹو"
لیڈی سندرتا نے سرگوشی کے سے انداز میں کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اس وقت تک وہ سب شٹر گیٹ تک پہنچ چکے تھے۔ پھر فالکن کے اشارے پر شٹر گیٹ اٹھایا گیا تو فالکن دو آدمیوں سمیت اندر داخل ہو گیا۔

"میرے خیال میں یہاں سے نکل چلیں۔ ورنہ ہم یہاں چوہوں کی طرح پھنس جائیں گے" ——— عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا ——— دیوار والا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

"ہم باقی افراد کو بھی یونیفارم پہن لینا چاہیئے" ——— نعمانی نے کہا۔ اور اسی لمحے انہوں نے فالکن اور اس کے ساتھیوں کو واپس آتے دیکھا اس بار وہ خاصے محتاط اور چوکنے تھے۔

"فائر کھول دو ——— اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہا"
عمران نے کہا۔

اور دوسرے لمحے فضا سٹین گنوں کی ریٹ ٹیٹ سے یک لخت گونج اٹھی۔ فالکن اور اس کے ساتھی جو کھلی جگہ پر تھے۔ پہلے ہی راؤنڈ کی زد میں آ گئے ——— چونکہ چار سٹین گنیں بیک وقت چلی تھیں اس لئے ان میں سے ایک بھی اپنی جان نہ بچا سکا۔ اور وہ کٹے ہوئے

درختوں کی طرح سڑک پر ڈھیر ہوتے گئے۔ ان میں سے ایک نے گن مشین گن چلانی چاہی لیکن دوسرے راؤنڈ نے اُسے بھی اس قابل نہ چھوڑا۔

"اب یونیفارموں کا وقت نہیں رہا۔ صرف ان کی سٹین گنیں اٹھا لو" ـــــ عمران نے چیخ کر کہا۔ اور چند لمحوں بعد ان سب کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں۔

اور پھر وہ دیوار کا خلا پار کر کے ایک بڑے سے وسیع ہال میں پہنچ گئے۔ پختہ سڑک اس ہال کے درمیان سے گزر رہی تھی۔ دونوں اطراف میں اس طرح دیواریں تھیں ـــــ ہال کمرے میں اسلحے کی بے شمار پیٹیاں موجود تھیں۔ انتہائی جدید قسم کا اسلحہ تھا۔ سامنے والی دیوار میں دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔

"تم سب اس دروازے کی طرف بڑھو۔ میں آ رہا ہوں" عمران نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے ہال کی سائیڈ میں رکھی ہوئی پیٹیوں کی طرف دوڑتا گیا۔ اس نے جیب سے ایک ٹائم بم نکالا ـــــ جلدی سے اس پر پانچ منٹ کا وقت لگایا۔ اور ٹائم بم کے نیچے لگی ہوئی مقناطیسی پٹی کی مدد سے اُسے پیٹیوں کے درمیان چپکا دیا۔ اور پھر وہ تیزی سے کھلے دروازے کی طرف بڑھا۔

"عمران صاحب ـــــ آگے کوئی راستہ نہیں ہے۔ پتھریلی چٹان ہے" اچانک دروازے سے صفدر کی آواز سنائی دی۔ اور عمران دوڑتا ہوا پہنچا تو واقعی آگے پتھریلی چٹانوں کی چھوٹی سی راہداری تھی۔

جس کے اختتام پر پتھریلی چٹانیں تھیں۔

"اوہ ـــــ بم مار کر چٹانیں اڑا دو" ـــــ عمران نے چیخ کر کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے تھیلے میں سے ایک بم نکال کر پوری قوت سے سامنے والی چٹان پر دے مارا۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور چٹان کے پتھریلے حصے ٹوٹ کر ادھر ادھر بکھر گئے۔ لیکن چٹان ٹوٹی نہیں۔

"بموں کی بارش کر دو۔ میں نے ٹائم بم لگا دیا ہے۔ اور وقت تھوڑا رہ گیا ہے" ـــــ عمران نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"ہمارے تھیلوں میں بم نہیں ہیں" ـــــ اچانک صفدر اور کیپٹن شکیل نے چیختے ہوئے کہا۔

اور عمران کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ اس کے پاس بھی صرف ایک ہی بم تھا۔ جو اس نے فائر کر دیا تھا۔

"کک ـــــ کک ـــــ کیا مطلب ـــــ باقی بم ـــــ اوہ پھنس گئے۔ ٹائم بم ابھی اسلحے کے اس سارے ذخیرے کو اڑا دے گا" عمران نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

"بم نکال لئے گئے ہیں۔ اوہ اب کیا ہو گا" ـــــ جولیا نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"اب پلاؤ کھائیں گے احباب فاتحہ ہو گا" ـــــ اچانک عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اب ٹائم بم کے پھٹنے میں صرف ایک منٹ رہ گیا تھا اور اس ایک منٹ میں اس تک پہنچ کر اُسے ناکارہ بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ اور شاید زندگی میں پہلی بار عمران کے ساتھیوں کے چہرے موت کے خوف سے زرد پڑ گئے۔

"چٹان کے ساتھ چمٹ جاؤ۔ جلدی کرو۔ شاید ہماری لاشیں صیح سالم رہ جائیں"۔۔۔۔ یک لخت عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اور وہ سب چٹان کی طرف یوں دوڑے جیسے چٹان انہیں موت سے بچا لے گی۔ لیکن چٹان تک ابھی وہ بمشکل پہنچے تھے کہ ایک تیز چمک دکھائی دی۔۔۔۔ یہ چمک اتنی تیز تھی کہ جیسے سورج ان کی آنکھوں میں اتر آیا ہو۔ اور اس کے بعد ایک خوف ناک اور دل ہلا دینے والا دھماکہ ہوا اور ان سب کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے ان کے اعضا جلی ہوئی راکھ کی طرح فضا میں بکھر گئے ہوں۔ اس کے بعد ذہنوں پر موت کی تاریکی چھا گئی۔۔۔۔ آخری احساس خوف ناک اور دل ہلا دینے والے دھماکے اور جسم کے اعضا فضا میں بکھرنے کا ہی تھا۔

خوف ناک اور دل ہلا دینے والے دھماکے نے بیڈ پر نیم بے ہوش پڑے ہوئے کنگ کوبرا کو یوں اٹھا کر زمین پر پٹخا۔ کہ کنگ کوبرا کے حلق سے چیخ سی نکل گئی اور وہ ہڑبڑا کر اٹھا۔۔۔ لیکن زمین بُری طرح لرز رہی تھی۔ اور پے در پے یوں خوف ناک دھماکے مسلسل سنائی دے رہے تھے۔ جیسے بیک وقت سینکڑوں آتش فشاں پھٹ پڑے ہوں۔۔۔۔ اُسی لمحے کمرہ نسوانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ لڑکی جسے اغوا کر کے لایا گیا تھا اور جو ساتھ والے بیڈ پر پڑی ہوئی تھی۔ بُری طرح چیخ رہی تھی۔ اس کی مسلسل چیخوں نے کنگ کوبرا کے ماؤف ذہن کو یک لخت بیدار کر دیا۔ وہ تیزی سے اٹھا۔

"خاموش رہو۔ کتیا کی بچی"۔۔۔۔ کنگ کوبرا نے چیخ کر کہا اور دروازے کی طرف بھاگا۔ لیکن زمین کے بُری طرح ہلنے کی وجہ سے وہ دروازے میں ہی گر پڑا۔

"باس باس غضب ہوگیا۔ اسلحے کا مین سٹور پھٹ پڑا ہے"۔ اچانک ایک چیختی ہوئی آواز کنگ کوبرا کے کانوں میں پڑی اور وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ایک مسلح فوجی اس کے قریب موجود تھا۔ اس مسلح فوجی کا چہرہ خوف سے مسخ ہو چکا تھا وہ نجانے کس طرح دوڑتا ہوا یہاں تک آیا تھا۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کس نے کیا ہے۔ یہ کیا ہوا ہے کیسے ہوا ہے" ۔۔۔ کنگ کوبرا نے اپنے آپ کو سنبھال کر فوجی سے پوچھنا چاہا۔ مگر اُسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور کنگ کوبرا چیخ مار کر منہ کے بل فرش پر گرا۔ کمرے کی چھت دھڑام سے اس کے اوپر آگری تھی ۔۔۔ کنگ کوبرا کو یوں محسوس ہوا جیسے لاکھوں ٹن وزنی چٹانوں نے اس کے جسم کو پیس کر رکھ دیا ہو۔ اس کے ذہن پر تاریک دھبے پھیلنے لگے۔

"ہیڈ کوارٹر ۔۔۔ سالومن ہیڈ کوارٹر" ۔۔۔ کنگ کوبرا نیم بیہوشی کے عالم میں بڑبڑایا۔ اس کے لاشعور نے شاید آخری لمحات میں اُسے احساس دلایا تھا کہ ہیڈ کوارٹر تباہ ہو چکا ہے۔ اور شاید یہی احساس ۔۔۔ اس کی قوت ارادی کو مجتمع کرنے کا باعث بنا ۔۔۔ اور اس کے ذہن پر پھیلتے ہوئے تاریک دھبے تیزی سے سمٹتے گئے۔ چند لمحوں بعد اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو اس کے جسم میں درد کی تیز لہریں دوڑیں اور درد کی ان لہروں نے اُسے پوری طرح بیدار کر دیا ۔۔۔ اس نے ایک جھٹکے سے اپنے جسم کو اوپر کی طرف اٹھایا تو وہ آدھے سے زیادہ اٹھنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے جسم پر

دروازے کی چوکھٹ اور پٹ گرے ہوئے تھے۔ اور شاید اسی وجہ سے وہ مرنے سے بچ گیا تھا۔ کیونکہ جس وقت چھت گری وہ عین دروازے کے درمیان کھڑا تھا ۔۔۔ اب اوپر ستاروں بھرا آسمان اُسے نظر آ رہا تھا۔ اس نے ایک بار پھر زور لگایا اور پھر وہ کراہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے سامنے اور عقب میں ہر طرف پتھروں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے ۔۔۔ صرف وہی جگہ خالی تھی جہاں کنگ کوبرا کھڑا تھا۔ اس کے پورے جسم پر زخم تھے اور خون بہہ رہا تھا۔ لیکن اس کے ذہن میں اپنے زخموں کی بجائے صرف ایک ہی بات نقش ہو گئی تھی کہ ہیڈ کوارٹر تباہ ہو چکا ہے ۔۔۔ دھماکے اور گڑگڑاہٹ اب ختم ہو چکی تھی۔ البتہ دور دور سے انسانی چیخوں کی آوازیں اور کراہوں کی آوازیں اس کے کانوں تک پہنچ رہی تھیں۔ وہ بت بنا کھڑا رہا ۔۔۔ اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔ اور دماغ میں بگولے سے ناچ رہے تھے۔ ہیڈ کوارٹر اس طرح بھی تباہ ہو سکتا ہے۔ اس بات کا شاید اُسے اب تک یقین نہ آ رہا تھا۔ اور پھر دماغ میں ناچنے والے بگولوں کی رفتار یک لخت تیز ہوتی گئی ۔۔۔ اور دوسرے لمحے کنگ کوبرا لڑکھڑایا اور دھڑام سے انہی پتھروں پر گر گیا۔ وہ حیرت خوف۔ اور غم کی شدت سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کا پتھروں پر پڑا ہوا جسم بالکل ایسے لگ رہا تھا جیسے کسی کی برسوں کی محنت سے بنائی ہوئی جنت اچانک تباہ ہو گئی ہو اور وہ اپنی جنت کو بچانے کی آخری کوشش کر رہا ہو ۔۔۔ اس کے دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے تھے اور انگلیاں پتھروں میں گڑ سی گئی تھیں۔ جیسے ان پتھروں کو وہ

ایک بار پھر سمیٹ کر جنت تشکیل دینا چاہتا ہو۔

عمران نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور پھر اس نے جلدی سے اپنے جسم کو سمیٹنا چاہا۔ لیکن ہر طرف گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اس کے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دوڑ گئیں —— اس درد کی لہروں نے اس کے شعور کو پوری طرح بیدار کر دیا۔ اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی گہرے اور بند کنوئیں میں موجود ہو —— شدید ترین تاریکی اس کے چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ کہیں سے روشنی کی ہلکی سی کرن بھی دکھائی نہ دے رہی تھی۔

" اوہ —— کہیں میں اندھا تو نہیں ہو گیا" —— عمران نے تیزی سے آنکھوں کو دونوں ہاتھوں سے ملتے ہوئے کہا۔ لیکن اندھیرا بدستور مسلط تھا۔ اس نے بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش

کی لیکن اس کا سر اوپر کسی سخت سی چیز سے ٹکرایا۔ اور وہ کراہتا ہوا نیچے گرا۔

" قبر —— یہ یقیناً قبر ہے" —— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے ہاتھ اونچا کیا تو واقعی اس کا ہاتھ ایک سخت سی چٹان کے ساتھ ٹکرایا۔

" اوہ —— تو میرا یہ انجام ہونا تھا کہ زندہ قبر میں دفن کر دیا گیا ہوں" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے اُسے اپنے قریب ہی کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دی اور عمران بُری طرح چونک پڑا۔

" اوہ —— ظالموں نے اجتماعی قبر بنا ڈالی" —— عمران نے ادھر ادھر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس کا ہاتھ انسانی جسموں سے ٹکرایا۔ اور وہ مزید چونک پڑا۔ اب گہرے اندھیرے میں ہلکی ہلکی مدھم روشنی محسوس ہونے لگی تھی —— اس کی آنکھیں اندھیرے سے مانوس ہونے لگ گئی تھیں۔ اب اُسے دوسری طرف کراہ کی آواز سنائی دی اور وہ آوازیں پہچاننے لگا۔ پہلی کراہ یقیناً صفدر کی تھی۔ جب کہ دوسری کراہ لیڈی سنندرتا کی لگتی تھی۔

" صفدر یار کراہنے کا فائدہ —— کوئی گیت غزل سناؤ" اچانک عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب اس کا ذہن پوری طرح سنبھل چکا تھا۔ جسم میں اب بھی درد کی تیز لہریں دوڑتی محسوس ہو رہی تھیں۔ لیکن یہ لہریں قابل برداشت تھیں۔

" عمران صاحب —— اب ہم کہاں ہیں" —— اچانک صفدر نے کراہتے ہوئے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہیں آتی ۔ یار ایسا ہی ہے ناں شعر ۔ چلو گیت نہ سہی شعر ہی سہی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"عمران ——— ہم کہاں ہیں" ——— اُسی لمحے تنویر کی آواز سنائی دی ۔

"ایکسٹو نے بچت پروگرام پر عمل کیا ہے ۔ اور پوری سیکرٹ سروس کی اجتماعی قبر بنا ڈالی ہے ۔ ایک تو جگہ کی بچت دوسرا یہ کہ جب زندگی میں اکٹھے رہے ہیں تو اللہ میاں کے سامنے بھی باجماعت پیش ہونے میں آسانی رہے" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا ۔
اب اُسے اردگرد کا ہلکا ہلکا خاکہ سا دکھائی دینے لگا تھا وہ واقعی ایک قبر نما جگہ میں ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے ۔ عمران نے محسوس کیا کہ اوپر چھت سیدھی اور سپاٹ ہونے کی بجائے ترچھی سی ہے ۔ جب کہ سائیڈ کی دیواریں سیدھی ہیں ۔ درمیانی خلا میں وہ سب موجود تھے ——— پھر آہستہ آہستہ سب کو ہوش آتا گیا ۔ البتہ نعمانی ۔ جولیا اور چوہان تینوں بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے ۔ عمران کھسک کر ان کی طرف بڑھا ۔ اور پھر اس نے اندازے سے باری باری انہیں چیک کرنا شروع کر دیا ——— وہ تینوں زندہ تو تھے لیکن شاید شدید چوٹوں کی وجہ سے بے ہوش تھے ۔

"یہ ہمیں ہوا کیا آج" ——— صفدر کی آواز سنائی دی ۔

"میرا خیال ہے ۔ اللہ میاں نے سوچا ہو گا کہ یہ لوگ تو ڈھیٹ ہیں عزرائیل کے قابو میں نہیں آتے ۔ ہر بار بچ کر نکل جاتے ہیں ۔ اس لئے انہیں زندہ ہی دفن کر دو ۔ تاکہ موت نہ سہی کم از کم قبر کا عذاب تو سہہ لیں" ——— عمران نے جولیا کو ہوش میں لانے کی کوششیں کرتے ہوئے کہا ۔

"اوہ ——— میں سمجھ گیا عمران صاحب ۔ واقعی ہم زندہ دفن ہو چکے ہیں ۔ دھماکے کی وجہ سے پچھلے دروازے والی دیوار اڑ کر سامنے والی پتھریلی چٹان سے ٹکرائی ہے ۔ اور پھر اس سے ٹکرا کر رک گئی ۔ اس لئے ترچھی سی چھت بن گئی ہے ——— اور ہم اس دیوار کے ترچھا ہونے کی وجہ سے درمیان میں پھنس گئے ہیں" ——— صفدر نے صورت حال کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا ۔

"لیکن پچھلی دیوار میں تو دروازہ تھا جس میں سے ہم گزر کر آئے تھے ۔ اب تو سپاٹ دیوار ہے" ——— تنویر نے جواب دیا ۔

"دھماکے سے اڑنے کی وجہ سے وہ سسٹم جام ہو گیا ۔ اور مکمل دیوار بن گئی ہو گی" ——— تنویر کی آواز سنائی دی ۔ اُسی لمحے جولیا بھی کراہ کر ہوش میں آ گئی ۔

عمران کی کوششیں کامیاب ہو گئی تھیں اور پھر تھوڑی سی مزید کوشش کے بعد وہ نعمانی اور چوہان کو بھی ہوش دلانے میں کامیاب ہو گیا ۔

"آکسیجن بھی ختم ہو رہی ہے ۔ میرا سانس تنگ ہو رہا ہے" اچانک لیڈی سنندتا نے کراہتے ہوئے کہا ۔

"ہاں ۔ واقعی یہ تو اصلی قبر بننے والی ہے" ——— عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا ۔

"یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے۔ باہر نکلنے سے پہلے وہاں ٹائم بم کیوں لگایا تھا تم نے"—— اچانک جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ مجھے پتہ ہوتا کہ تم ہوش میں آتے ہی اس طرح لڑنا شروع کر دو گی تو میں اتنی کوشش ہی نہ کرتا"—— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہمیں فوراً یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ورنہ ہم یہیں مر جائیں گے"—— لیڈی سندرتا نے کراہتے ہوئے کہا۔

"تھیلوں میں باقی تو سب چیزیں ہیں۔ مگر بم نہیں ہیں اور اب گولیوں سے تو یہ چٹانیں ٹوٹنے سے رہیں"—— صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے اگر ہم سب مل کر زور لگائیں تو شاید یہ ہمارے سروں پر موجود دیوار ہٹ جائے"—— تنویر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں —— ہٹ کر ہمارے اوپر آ گرے اور نتیجہ یہ کہ ہماری ہڈیاں اس طرح پریس ہو جائیں کہ ہمیں قالین کی طرح لپیٹنے میں آسانی ہو جائے گی"—— عمران نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور وہ سب سر ہلانے لگے۔ واقعی عمران کی بات درست تھی۔ دیوار کے ساتھ اٹکی ہوئی چٹان ذرا سا ہلتے ہی ان کے اوپر آ گرتی۔

"تو آخر کیا کیا جائے۔ سانس مزید تنگ ہوتا جا رہا ہے"

اس بار جولیا نے جھنجلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں دنیا سے دو چار درخت درآمد کرنے

چاہئیں تاکہ وہ ہمارے سانسوں سے نکلنے والی کاربن ڈائی آکسائڈ کو آکسیجن میں بدلتے رہیں۔ کہو کیسی شاندار تجویز ہے"—— عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"اس حالت میں بھی تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے۔ زندگی لمحہ بہ لمحہ کم ہوتی جا رہی ہے"—— جولیا نے تلخ لہجے میں کہا۔

"تو کیا ہوا۔ اتنی بات ہی میرے لئے کافی ہے کہ جیتے جی ایک کمرے میں اکٹھے نہ رہ سکے تو مرنے کے بعد قبریں تو اکٹھے رہیں گے لیکن اوہ بس یہ تنویر کی موجودگی والا مسئلہ غلط ہے —— کیوں تنویر تم ہمیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتے"—— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں عمران آکسیجن کی کمی کی وجہ سے پاگل ہو چکا ہے۔ اوہ بے چارہ عمران"—— جولیا کی بجائے لیڈی سندرتا کی افسوس بھری آواز سنائی دی۔ اور نہ چاہتے ہوئے بھی ٹیم کے باقی ممبر بے اختیار ہنس دیئے۔

"یار تم لوگوں کے دماغ شاید طویل رخصت پر گئے ہوئے ہیں۔ اور اب کسی تفریحی مقام پر بیٹھے گٹار بجا رہے ہیں۔ صفدر تمہارے تھیلے میں بم بھی ہے اور ساتھ ہی بارود کی پٹی بھی۔ پھر بھی تم بیٹھے سوچ رہے ہو"—— عمران نے اچانک سنجیدگی سے کہا۔ کیونکہ اب اُسے بھی محسوس ہونے لگا تھا کہ اس چھوٹی سی جگہ میں آکسیجن تیزی سے غائب ہوتی جا رہی ہے اور اگر فوری کوئی مداوا نہ کیا گیا تو واقعی یہ ان سب کی اجتماعی قبر بن جائے گی۔

"ارے ہاں ۔۔۔ واقعی میرا دماغ خراب ہو گیا ہے"۔ صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر جلدی سے اپنی کمر سے بندھے ہوئے تھیلے کو سامنے لا کر اس نے اس میں ہاتھ مارنا شروع کر دیا ۔۔۔ چند لمحوں بعد وہ برما اور بارود کی پٹی تھیلے سے برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ برما۔ ہاتھ سے چلنے والا تھا۔

"اب اس بارود کو کہاں لگایا جائے کہ اوپر والی دیوار ہم پر نہ آ گرے" ۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"ادھر سائیڈ کی دیوار کی جڑ میں لگاؤ۔ درمیان میں اس طرح خطرہ کم سے کم رہے گا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور صفدر کھسکتا ہوا سائیڈ کی دیوار کے ساتھ پہنچ گیا۔ پھر اس نے اندازے سے ایک جگہ برما کی نوک چٹان میں رکھی اور برمے کا ہینڈل گھمانے لگا ۔۔۔ چٹان بے حد سخت تھی۔ اس لئے برما کام ہی نہ کر رہا تھا۔ چند لمحوں میں ہی وہ ہانپ گیا کیونکہ آکسیجن تیزی سے کم ہوتی جا رہی تھی۔

"ہٹو ۔۔۔ میں کوشش کرتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے اسے بری طرح ہانپتے دیکھ کر کہا۔ اور پھر اس نے صفدر کو ہٹا کر خود برما چلانا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ خاصی تیز رفتاری سے چل رہے تھے۔

"میرا سانس میرا سانس" ۔۔۔ اچانک لیڈی سندرتا کی گھٹی گھٹی آواز سنائی دی اور پھر وہ دھڑام سے نیچے گر گئی۔ اس کے ہاتھ پیر ٹیڑھے ہونے لگ گئے تھے۔ باقی سب کے چہرے بھی بگڑنے لگے تھے ۔۔۔ اور جسم میں تیز اینٹھن سی محسوس ہونے لگی تھی۔ لیکن

پھر بھی وہ برداشت کئے جا رہے تھے۔

عمران کے ہاتھ اور تیزی سے چلنے لگے اور پھر شاید زندگی میں پہلی بار اس کا سانس بھی تنگ ہونے لگ گیا۔ لیکن وہ اپنی بے پناہ قوت ارادی کی بنا پر مسلسل برمے کا ہینڈل چلائے جا رہا تھا لیکن اب اس کے ہاتھوں میں وہ پہلے جیسی تیزی نہ رہی تھی ۔۔۔ سخت چٹان میں معمولی سا سوراخ ہوا تھا۔ لیکن یہ سوراخ اتنا زیادہ نہ تھا۔ کہ بارود کی پٹی اس میں سما سکتی۔ اسی لمحے جولیا کی گھٹی گھٹی آواز سنائی دی اور وہ بھی کٹے ہوئے شہتیر کی طرح نیچے گری ۔۔۔ اور پھر تو جیسے گرنے والوں کی قطار لگ گئی۔ صفدر کا سانس بے حد تیز ہو گیا تھا۔ عمران بھی بری طرح ہانپ رہا تھا۔ اس کا پورا جسم پسینے سے بھیگ چکا تھا ۔۔۔ آنکھیں باہر کو ابلتی آ رہی تھیں۔ اور چہرے کے خطوط مسخ ہونے لگ گئے تھے۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ اگر فوری طور پر چٹان میں سوراخ نہ ہوا تو واقعی چند لمحوں بعد یہ ان کی اصل قبر بن جائے گا ۔۔۔ اس لمحے دانت بھینچتے ہوئے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر بارود کی پٹی اٹھائی۔ بارود کی ہلکی سی پٹی بھی اسے منوں کے حساب سے وزنی لگ رہی تھی۔ اس نے پٹی کا ایک سرا چھوٹے سے سوراخ میں ڈالا۔ لیکن آدھی پٹی باہر کو لٹک رہی تھی۔

"کوئی فائدہ نہیں۔ اب موت یقینی ہے عمران صاحب الوداع ہمارا انجام یہی ہونا تھا" ۔۔۔ اچانک صفدر نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایسے موقعوں پر الوداع نہیں کہتے بلکہ زندگی بخیر گذشت کہتے

ہیں"۔۔۔۔ عمران زندگی کے آخری لمحات میں بھی بات کرنے سے نہ ٹلا۔ گو اس نے فقرہ بڑی مشکل سے پورا کیا تھا۔ اب اس کا جسم بُری طرح لرزنے لگا تھا۔ اور جسم میں شدید اینٹھن کے ساتھ ساتھ دماغ میں اندھیرے پھیلنے لگے تھے۔۔۔۔ لیکن وہ آخری لمحے تک جدوجہد کرنے کا قائل تھا۔ اس نے بڑی مشکل سے برمے کی نوک کو لٹکی ہوئی بارود کی پٹی کے درمیان میں جما دیا۔ اتنا معمولی سا کام کرنے میں اُسے اتنی مشکل پیش آئی کہ اس کا جسم جھٹکے کھانے لگا۔ ہاتھ میں اتنی لرزش تھی کہ وہ کسی جگہ جم ہی نہ رہا تھا۔۔۔۔ لیکن وہ نوک جمانے میں کامیاب ہو گیا اور پھر دوسرے ہاتھ کو اس نے بڑی مشکل سے اٹھا کر برمے کے ہینڈل پر رکھا۔ اب اس کا ذہن اندھیری دلدل میں ڈوبتا جا رہا تھا۔۔۔۔ جسم خود بخود ڈھیلا ہو رہا تھا۔ اس نے اپنی باقی ماندہ قوت ارادی کو نفسیاتی طور پر سمیٹا اور پھر یک لخت ایک زوردار جھٹکے سے ہینڈل گھما دیا۔ لوہے کا برما بجلی کی سی تیزی سے گھوما تو بارود نے آگ پکڑ لی اور دوسرے لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا۔۔۔۔ اور عمران اچھل کر پشت کے بل پیچھے پڑے ہوئے اپنے ساتھیوں پر جا گرا۔ اس کا جسم شل ہو چکا تھا۔ اور ذہن میں اندھیروں کے ساتھ ساتھ دھماکے کی بازگشت گونج رہی تھی۔ لیکن چند لمحوں بعد اندھیرے تیزی سے سمٹنے لگے اور اس کا سانس بحال ہونے لگا۔ اور پھر وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا تو مسرت سے اس کا مسخ ہوتا چہرہ کھل اٹھا۔۔۔۔ سامنے والی دیوار کی جڑ میں ایک خاصا بڑا سوراخ ہو چکا تھا۔ اور اس سوراخ سے تازہ ہوا کے جھونکے اندر آ رہے تھے۔

عمران جلدی سے کھسک کر سوراخ کی طرف بڑھا۔ اور سوراخ کے قریب پہنچتے پہنچتے اس کا سانس بالکل بحال ہو گیا تھا۔ سوراخ خاصا بڑا تھا۔۔۔۔ بارود کی پٹی نے واقعی کام دکھا دیا تھا۔ وہ تیزی سے کھسکتا ہوا اس سوراخ سے دوسری طرف پہنچا تو وہ سنبھل نہ سکا اور لڑھکتا ہوا نشیب میں گرتا گیا۔ چٹان کا یہ سوراخ پہاڑی کی بلندی کے درمیان تھا۔۔۔۔ چونکہ بلندی زیادہ نہ تھی۔ اس لئے عمران جلد ہی سنبھل گیا۔ اس نے دیکھا کہ آسمان پر بے شمار ہیلی کاپٹر پرواز کر رہے تھے۔ اور بے شمار جیپوں کی روشنیاں دور سے ادھر آتی دکھائی دے رہی تھیں۔۔۔۔ وہ جلدی سے اٹھا اور ایک بار پھر پہاڑی پر چڑھتا ہوا اس سوراخ تک پہنچ گیا۔ اس نے اندر داخل ہو کر پہلے صفدر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور سوراخ سے باہر گھسیٹ کر نیچے لڑھکا دیا۔۔۔۔ صفدر کا سانس اب نارمل ہو چکا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ باری باری سب کو اس قبر میں سے نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ اُسی لمحے ایک ہیلی کاپٹر ان کے قریب زمین پر اترا۔ وہ سب اب ہوش میں آ چکے تھے۔۔۔۔ اور حیرت سے اپنے آپ کو اور ماحول کو یوں دیکھ رہے تھے۔ جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ واقعی زندہ سلامت ہیں۔

" ڈیڈی "۔۔۔۔ اچانک لیڈی سندرتا کی چیخ سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر میں سے اترنے والا ایک لمبا تڑنگا فوجی بُری طرح چونک پڑا۔ اور لیڈی سندرتا اٹھ کر بے تحاشا اس آدمی کی طرف دوڑ پڑی۔

" ارے سندرتا ــــ تم اور یہاں " ــــ ہیلی کاپٹر سے اترنے والے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ڈیڈی ہم بچ گئے ۔ ہم زندہ بچ گئے ۔ ڈیڈی " ــــ لیڈی سندرتا نے بے تحاشا اس آدمی کے سینے سے چمٹتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے سالوں سے بچھڑا ہوا بچہ اپنے عزیز سے جا چمٹتا ہے۔

" یہ کیسا دھماکہ تھا ۔ اور تم یہاں کیسے پہنچیں ۔ اور یہ لوگ " سندرتا کے ڈیڈی نے سندرتا کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

" ڈیڈی آئیے ۔ میں آپ کو دنیا کے عظیم ترین لوگوں سے ملواؤں۔ جنہوں نے نہ صرف مجھے موت کے منہ سے نکالا ہے بلکہ سالومن کا ہیڈکوارٹر بھی تباہ کر دیا ہے ــــ آئیے ڈیڈی ۔ یہ لوگ واقعی عظیم ہیں ۔ ہمارے تصور سے بھی زیادہ عظیم " ــــ لیڈی سندرتا نے بڑے جذباتی انداز میں اس آدمی کا بازو پکڑ کر ادھر گھسیٹتے ہوئے کہا جدھر عمران اور اس کے ساتھی کھڑے تھے۔

" معاف کیجئے ۔ میرا نام عظیم نہیں بلکہ علی عمران ہے ۔ مس سندرتا کو غلط فہمی ہوئی ہے " ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر کہا۔

" اوہ ــــ تو تم ہو علی عمران ۔ سر رحمان کے بیٹے ۔ کیا واقعی سالومن تنظیم کا ہیڈکوارٹر تباہ ہو گیا ہے " ــــ اس آدمی نے جو کہ لیڈی سندرتا کا باپ اور شری ٹنکا افواج کا کمانڈر انچیف تھا۔

آگے بڑھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔ جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو۔ اُسی لمحے ایک فوجی آفیسر دوڑتا ہوا اس کے قریب آیا ۔

" سر ــــ بے شمار لوگ ہلاک ہوئے پڑے ہیں ۔ ہر طرف لاشیں ہی لاشیں پڑی ہیں ۔ یوں لگ رہا ہے جیسے زمین کے اندر بہت بڑی عمارت تباہ ہو گئی ہو " ــــ فوجی آفیسر نے قریب آکر سیلوٹ مارتے ہوئے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" تم لوگوں نے انہیں ہلاک کیا ہے " ــــ لیڈی سندرتا کے والد نے چونک کر عمران اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ج ــــ ج ــــ جی قسم لے لیجئے ۔ ہم نے انہیں ہاتھ بھی لگایا ہو۔ ہم تو پردیسی آدمی ہیں ۔ ہمارا کسی سے کیا تعلق " ــــ عمران نے یوں گھبرا کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا ۔ جیسے اُسے اتنے سارے آدمیوں کے ہلاک کرنے کے جرم میں گرفتار کیا جا رہا ہو اور لیڈی سندرتا اس کے اس انداز پر کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔

" ڈیڈی ــــ یہ سب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے رکن ہیں اور عظیم لوگ ہیں ۔ یہ سارے لوگ سالومن تنظیم سے متعلق ہیں " لیڈی سندرتا نے کہا ۔ اور پھر اُس نے اپنے اغوا سے لے کر اس تہہ خانے سے باہر آنے تک سارے حالات بتا دیئے ۔

" اوہ ــــ واقعی آپ لوگ عظیم ہیں ۔ آپ نے نہ صرف میری بیٹی کی عزت اور جان بچائی ہے بلکہ میرے ملک کے تحفظ کے لئے بھی ایسا کارنامہ انجام دیا ہے کہ شری ٹنکا کا ہر شہری آپ کی عظمت کے سامنے سر جھکا دے گا " ــــ لیڈی سندرتا کے والد نے

انتہائی جذباتی لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے کمانڈر انچیف ہونے کے باوجود باقاعدہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو فوجی سیلوٹ کیا۔

" ارے ارے جناب۔ آپ لیڈی سندرتا کے والد اور میرے ہونے والے....... جناب کم از کم میرے ساتھیوں کے سامنے تو کچھ عزت رکھیئے۔ ورنہ یہ تو...... " ——— عمران نے اس طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا جیسے واقعی اس کے سیلوٹ سے وہ شرم کے مارے زمین میں گڑ گیا ہو۔

" تم نے تو کہا تھا کہ...... " ——— اچانک ساتھ کھڑی جولیا نے بگڑے ہوئے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" مم ——— مم ——— یقین کرو جولیا۔ میں نے سچ کہا تھا۔ شادی سے پہلے تو ہر لڑکی بہن ہی ہوتی ہے۔ یقین کرو میں نے....... " عمران نے اس کا فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی گھگھیاتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ انہیں اب سمجھ آگئی تھی کہ جب جولیا نے عمران کا گریبان پکڑا تھا۔ تو عمران نے سرگوشی میں اُسے یہی کہا ہو گا کہ لیڈی سندرتا کو وہ بہن سمجھتا ہے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کی کہانی

عمران کا اغوا

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

✺ عمران کو اس کے فلیٹ سے اغوا کر لیا گیا۔ کیوں، کس لئے ———؟

✺ عمران جو زندگی میں پہلی بار انتہائی بے بسی کے عالم میں مسلسل ایک تنظیم سے دوسری تنظیم کے ہاتھوں اغوا ہوتا رہا۔ کیا وہ واقعی بے بس تھا؟

پاکیشیا سیکرٹ سروس جو عمران کی تلاش میں مسلسل جگہ جگہ دھکے کھاتی رہی لیکن عمران کو تلاش نہ کر سکی۔ کیوں ———؟ انتہائی دلچسپ سچویشن

جوزف جس نے اپنی پراسرار صلاحیتوں سے آخر کار عمران کو تلاش کر لیا۔ کیسے؟

مادام سوسن بلیک شیڈو کی چیف جس نے عمران کو اپنے قبضے میں رکھنے کے لئے ہمیشہ کے لئے اسے ٹانگوں سے معذور کر دیا۔ کیا واقعی عمران معذور ہو گیا؟

✺ وہ لمحہ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یقین ہو گیا کہ اب عمران کبھی اپنے قدموں پر کھڑا نہ ہو سکے گا۔ پھر کیا ہوا ———؟ انتہائی کربناک سچویشن

✺ کیا عمران اپنی معذوری کا کوئی علاج کر سکا یا ہمیشہ کیلئے فیلڈ سے غائب ہو گیا؟ عمران کے اغوا کا اصل مقصد کیا تھا اور کیا عمران کو اغوا کرنے والے اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے۔ یا ———؟

انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی کہانی

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان